www.novelsclubb.com
زنجیر
ناولز کلب
از قلم نیہاناز
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

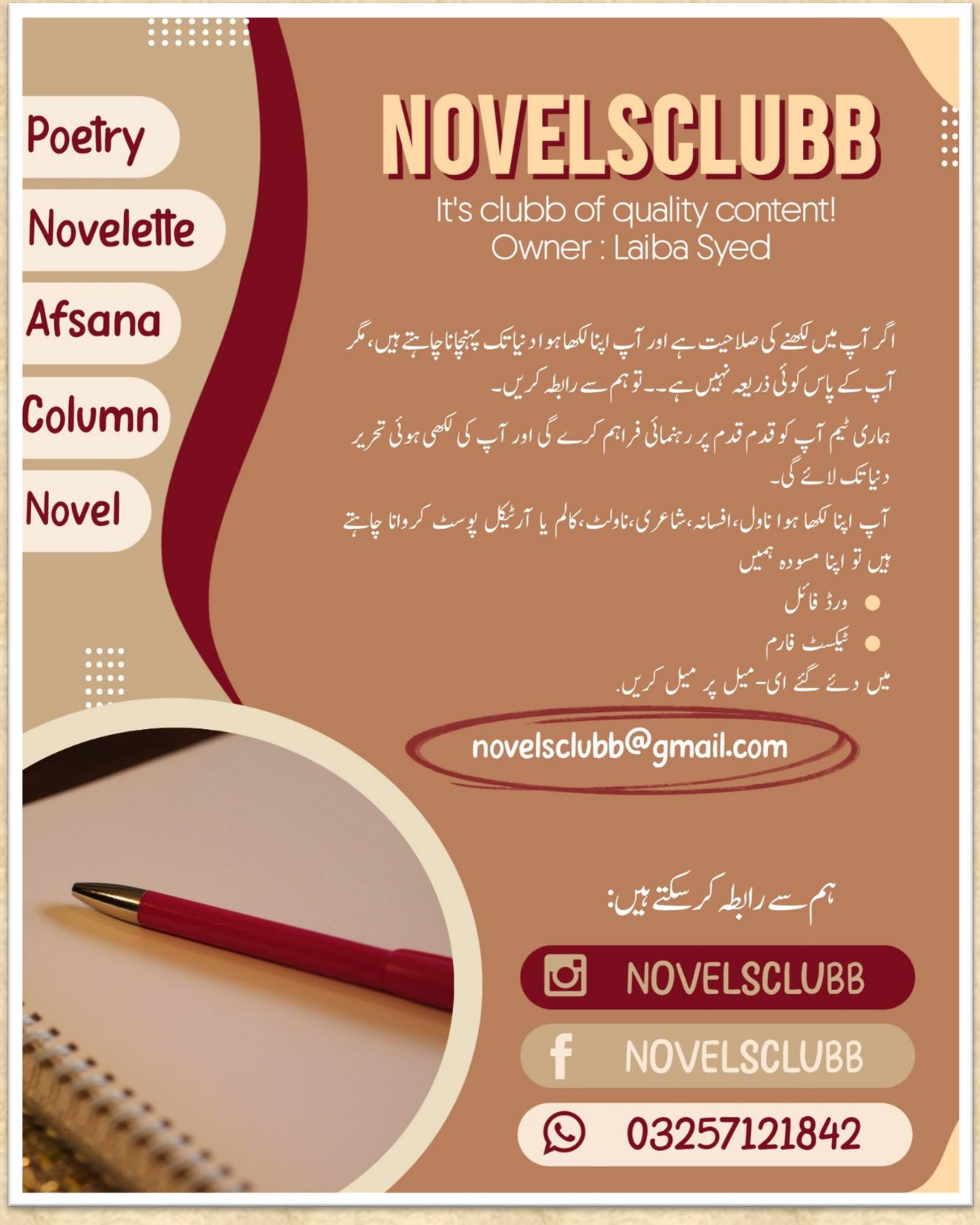
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زنجیر

از قلم

نیہا ناز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "زنجیر" کے تمام جملہ حق لکھاری "نیہا ناز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

زنجیر

باب نمبر 3

لکھ کر تیرا نام مٹانا تو نہیں تھا

چراغ میں نے دل کا بجھانا تو نہیں تھا

تم اسرار کرتے ہو تو چلو کہے دیتے ہیں

ورنہ دکھ میں نے دل کا بتانا تو نہیں تھا

کوئی دور کا گزرا ہوا زمانہ تو نہیں تھا

وقت اتنا بھی کوئی آخر پرانا تو نہیں تھا

کے تو بھول جاتا مجھے صدیوں کی طرح

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسا کچا بھی ہمارا یارانا تو نہیں تھا

اپنی آنکھوں سے کئی بار تجھے غدار جانا ہے

ورنہ لوگوں کی کوئی بات میں مانا تو نہیں تھا

تیری گلی میں کب آ گئے کچھ پتہ نا لگا

لیکن جان بوجھ کر میں نے یہاں آنا تو نہیں تھا

تم نے رخ پھیر لیا تو ہم نے بھی چپ ٹھان لی ورنہ

ہمارا حرف حرف کوئی آخر فسانہ تو نہیں تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(از قلم لائبہ منظور)

موجودہ دن

عائزل نم سی آواز میں بول رہی تھی۔ مرحہ ہمدردی سے اسے دیکھ رہی تھی اور عنایہ دور کہیں خلاؤں میں گھور رہی تھی۔

"کیا کبھی ہارون نے اس واقعہ کے بعد رابطے کو کوشش ہیں کی؟" مرحہ آنکھوں میں بے چینی لیے پوچھ رہی تھی۔

"جانے والے بس چلے جاتے ہیں مرحہ وہ اپنے جانے کی صفائیاں نہیں دیتے" عائزل اپنے بیڈ سے اترتی بولی دونوں ہاتھوں سے بال پیچھے کو کیے اور جوڑے کی شکل میں بنا کر چھوڑ دیے۔

لمبے بھورے بال کمر پر بل کھاتے کھل گئے عنایہ نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔

"میں نے رابطے کی بات کی تھی صفائی دینے کی نہیں" مرحہ نے اسکی طرف دیکھ کر کہا۔

عائزل نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مرحہ عنایہ کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ عنایہ عائزل کے چہرے پر ناسمجھی دیکھ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کر گئی۔

"مطلب کہ تم جو مرضی کہو مجھے ہارون برا نہیں لگتا میری گٹ فیلنگ کہتی ہے کہ وہ برا نہیں ہے "مرحہ بیڈ پر سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔ عنایہ نے چونک کے مرحہ کی طرف دیکھا ایسے جیسے اس کی آر پار دیکھنا چاہا ہو۔ جیسے اس کی فراست پر حیرانگی ہوئی ہو یا بھر اس کے اندازے پر۔ تبھی وہ پلٹی اور چہرے پر ایک الجھا سا تاثر لیے بولی

"لیکن ہارون نکاح سے انکار کر کے چلا گیا تھا نا؟؟ وہ کہاں گیا تھا؟"

عائزل بس خاموشی سے نظریں پھیر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں تین سال تک وہ ہشمت پور واپس نہیں آیا تھا۔" عنایہ نے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

"لیکن وہ گیا کہاں ؟" اس کی سوئی وہیں اڑی ہوئی تھی۔

"کیوں تم نے وہاں جا کر کوئی انویسٹیگیشن کرنی ہے کیا؟" اب کی بار عائزل نے تڑخ کر کہا تھا۔

"نہیں۔۔۔بس یونہی تجسس ہو رہا ہے" وہ عائزل کے انداز پر بس ہلکا سا مسکرا کر رہ گئی۔

عائزل نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا لب کچھ کہنے کے لیے کھولے ہی تھے کہ اچانک سے دروازہ کھلا اور معیز چہکتے ہوئے بولا۔

"نیچے آکر دیکھیں کون آیا ہے" جتنی تیزی سے وہ آیا تھا اتنی تیزی سے ہے وہ غائب ہوا تھا پیچھے تینوں ہکا بکا کھڑی رہ گئی۔

"اب کونسا کردار باقی رہ گیا تھا؟" مرحہ ماحول کے تناؤ کو محسوس کرتے ہلکے پھلکے انداز میں بولی تھی۔

وہ ایک دوسرے کے پیچھے تینوں نیچے اتری۔ پہلے عنایہ پھر عائزل اور آخر پر مرحہ۔

شاید وہ گھوم کر ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ لاؤنج میں موجود شخص کی ان کی جانب پشت تھی عنایہ تھوڑا سا آگے ہو کر دیکھا۔

"تم" فرط جذبات سے ایک چیخ نکلی تھی اس کے منھ سے، مرحہ نے بڑے غور سے اس شخص کی پشت کو دیکھا تھا۔

عنایہ کے اس رد عمل پر عائزل جان چکی تھی کہ آنے والا مہمان کون ہے۔ تنے عصاب ایک دم ڈھیلے پڑے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو اور کون ہو سکتا ہے" مقابل نے اٹھ کر نرمی سے عنایہ کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔

مرحہ کو تو صدمے سے آنکھیں کھل گئی تھی جبکہ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر یہاں ہو کیا رہا ہے۔اور عنایہ اتنی بے تکلفی سے کیسے کسی سے مل سکتی ہے۔

تبھی آنے والے نے گھوم کر پیچھے کھڑی عائزل کو دیکھا اور اس کے ساتھ کھڑی مرحہ کو۔

"اسلام علیکم" شائستگی سے عائزل کو سلام کر کے پیچھے کھڑی مرحہ کو اجنبی نظروں سے گھورا۔

"وعلیکم اسلام" رسمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتی عائزل نے اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ایک طرف کو ہوئی۔"یہ مرحہ ہے میری دوست"

"اسلام علیکم" اپنا تعارف کروائے جانے پر مرحہ تھوڑا سنجیدگی سے بولی تھی۔

"وعلیکم اسلام" آہستہ آواز پر جواب دیتا وہ عنایہ کی طرف مڑا تھا۔

"تم تو بھول ہی جاتی ہو کہ تمہارا ایک عدد بھائی بھی ہے جسے کبھی یاد بھی کرنا ہوتا ہے" وہ بڑے نرم انداز میں عنایہ سے شکوہ کر رہا تھا جواب میں عنایہ کچھ بول رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبکہ مرحہ لفظ بھائی پر ایک دفعہ پھر چونکی تھی۔

اسے تو لگا تھا کہ یہ ولی ہے، مگر یہ تو عنایہ کو بہن بنا رہا تھا اس نے نا سمجھی سے عائزل کہ طرف دیکھا جو اس کی پشت پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔

"یہ کون ہے اب؟" آہستہ سے پوچھا۔

"مصطفی شاہد، ماموں کا بیٹا، عنایہ کا رضائی بھائی اور میرا کزن" اتنے لمبے تعارف پر مرحہ کے لب اوہ میں سکڑے تھے۔

"ہینڈسم تو یہ بھی ہے" لہجے میں شوخی کیے وہ بے حد آہستہ سے بولی تھی اس بات پر مصطفی نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی مرحہ کو دیکھا تھا۔

تاثر ایسا تھا جیسے جو کچھ اس نے کہا تھا وہ اس نے سن لیا تھا۔ وہ مسکراہٹ ضبط کرتے وہ واپس عنایہ کی طرف دیکھنے لگا۔

مرحہ اس کی اس انداز پر کچھ سٹپٹا کر عائزل کی طرف دیکھا جو ابھی ہوئے سانحہ پر اپنی ہنسی ضبط کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"آگ لگے مرحہ تمہاری زبان کو جارہی ہوں میں "خود سے ہمکلامی کرتے وہ عائزل سے بولتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

مصطفی نے کنکھیوں سے اسے جاتا دیکھا تھا۔

"تم دونوں بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں "عائزل رسمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی پیچھے عنایہ اشتیاق سے کچھ پوچھ رہی تھی۔

"آخر کار وہ دن آہی گیا "موبائل پر ہلکی مسرور سی آواز گونج رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عنایہ بس مسکرادی۔

"آپ کچھ کہیں گی محترمہ ؟"ولی اس کی خاموشی پر جھنجھلایا تھا۔

"اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں "سامنے سے مرحہ کو آتا دیکھ کر وہ جلدی سے بولتی کال بند کر گئی۔ولی رکور کو کرتارہ گیا۔

ہارون نے بڑے دلچسپی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

ہارون کے اس طرح دیکھنے پر ولی اسے نظرانداز کرتا انگلیاں بالوں میں پھیرتے رخ دوسری جانب کر گیا۔

ہارون ہنوز اسی طرح مسکراتا ہوا اس کی جانب دیکھا رہا تھا۔

اپنی پشت پر ہارون کی نظریں محسوس کرتا ہوا وہ پلٹا اور زور سے تکیا اٹھا کر اس کی طرف پھینکا جسے ہارون نے بروقت پکڑ کر زوردار قہقہہ لگایا تھا۔ سنہری آنکھوں ہنستے ہوئے چھوٹی ہو گئی تھی۔

"دوسرے بندے کو ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑنا" مسکراتے ہوئے کہتا وہ ہارون کے ساتھ آبیٹھا۔

"ہاں تو بیوی کی منتیں کرتا ہوا بندا پہلی بار دیکھا وہ بھی کال پر" وہ ہنسی دباتے ہوئے بولا۔

"کوئی بات نہیں ہم بھی وہ زمانہ دیکھیں گے جب ہارون احمد اپنی بیگم کے پیچھے پیچھے پھرے گا" ولی کلس کر رہ گیا تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ عنایہ سے بات کرتے ہوئے ہارون کے آنے کی خبر اسے نہیں ہو گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہارون کی آنکھوں میں سیاہ آنکھوں کا عکس لہرایا تھا۔

مگر وہ اگلے ہی لمحے چھپا گیا۔ولی اب موبائل کی سیاہ بند سکرین پر نظریں گاڑے کچھ سوچ رہا تھا۔

"بعد میں سوچنا جو بھی سوچ رہے ہو کل شادی ہے اور تم نے ابھی تک کوئی ڈھنگ کے کپڑے تک نہیں خریدے یہ ٹریک سوٹ میں جاؤگے رخصتی کے لیے"اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں تو کیسے خریدتا؟پہلے مجھے کرغیزستان بھیج دیا۔پھر وہاں اس اسے نمونے مصطفی کے ساتھ لگا دیا اور پھر اگلے دن ہی جناب والا کا حکم آگیا کہ واپس آجاؤ تمہاری شادی کرنی ہے۔تو بتاؤ کہاں کرتا شادی کی تیاری"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب کہہ تو رہا ہوں کہ چلو شاپنگ کریں۔"ہارون بے زاری سے بولا۔یہاں سب کے شکوے ختم نہیں ہو رہے تھے۔

"ویسے تم نے کیوں بلایا مجھے اور مصطفی کو ایسے ؟اب یہ مت کہنا پلیز کہ تمہیں میری شادی کا خیال آگیا تھا"ولی اپنی کتھئی آنکھیں چھوٹی کیے اس کے اندر گاڑھتے ہوئے بولا

"میری مرضی" دو لفظی جواب آیا تھا

"باہر انتظار کر رہا ہوں دو منٹ میں آجاؤ" ہارون کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے ولی نے ایک سرد آہ بھری تھی۔اس بندے سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی اگلوایا نہیں جاسکتا تھا۔

دوسری طرف مرحہ عنایہ کے سر پر سوار ہو چکی تھی۔

"کس سے بات کر رہی تھیں آپ" چہکتے ہوئے مرحہ نے پوچھا تھا۔

"کیوں تم نے کوئی حکم دینا تھا کیا جس سے مرضی بات کروں میں" کچھ اترا کر کہتی عنایہ اپنے بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ کر تکیے سیدھے کرنے لگی۔

"بھئی پتہ تو چلے یہ جو چہرے پر اتنا سارا خون جمع ہوا ہے وہ کس وجہ سے آیا ہے" مرحہ بھی اسی کے انداز میں بیڈ پر کہنی کہ بل نیم دراز ہو کر عنایہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"کتنا عجیب ہو رہا نہ سب مرحہ" نا محسوس طریقے سے وہ بیڈ پر شہادت کی انگلی سے مختلف نقش بنا رہی تھی۔

"مثلاً کیا؟" مرحہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"پہلے دادی کا ہمیں بلانا ان کا ہمارے گھر آنا اور سب یہ میری شادی، پہلے تو مہینے تک کہا تھا ولی نے مگر اب پر سو کال کر کے بول رہے تھے کہ میں آ رہا ہوں تو ابھی سارا کام نپٹا لیتے ہیں۔ بھلا کوئی ایسے بھی کرتا ہے کیا شادی" اس کے انداز میں بچوں جیسا تھا جیسے پسندیدہ چیز نہ ملنے پر شکوہ کیا جا رہا ہو۔

"آپ کی شادی نہیں رخصتی ہے اور ولی بھائی رخصتی کروا کے تین ہفتے بعد پھر پردیس سدھار جائیں گے" وہ جلتے پر نمک چھڑکنے والے انداز میں بولی تھی۔

"دفعہ ہو جاؤ تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے مجال ہے جو کبھی سنجیدگی سے کوئی بات کی ہو" ایک تکیہ اٹھا کر مارتے عنایہ نے بے زاری کہا تھا تبھی کمرے میں مصطفی داخل ہوا۔

"کیا ہوا؟ یہ کس بات پر تکیوں کی ہوائی پروازیں بھری جا رہی ہیں" سرمئی آنکھیں ہلکا سا مسکرا رہیں تھی مرحہ جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"مجھے رونا آ رہا ہے" عنایہ نم آواز میں کہتی سر جھکا گئی۔

"کیوں آپی؟" عنایہ کو اس طرح دیکھتے مرحہ کو حقیقتاً حیرت ہوئی تھی۔

مصطفی ہلکا سا مسکراتے عنایہ کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر آہستہ سے اس کے بال سہلانے لگا۔

"تمہیں ایک نہ ایک دن تو جانا ہی تھا نہ عنایہ پھر اتنی غمگیں کیوں ہو رہی ہو" اسے بلکل بچوں کی طرح سمجھاتے وہ بہت دھیمے انداز میں بول رہا تھا۔

مرحہ نے خاموشی سے عنایہ کی طرف دیکھا۔

"ولی اچانک آ گئے اور یہ اچانک شادی"

"رخصتی" مرحہ نے تصیح کرنا ضروری سمجھا عنایہ نے ایک بے بس نظر اس پہ ڈالی۔

"اچھا یہ اچانک رخصتی اور مجھے کچھ سمجھ نہیں لگ رہی" وہ الجھی سی تھی۔

"تم سچ کیوں نہیں بول دیتی"

مصطفی نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"تمہیں اس سے یہ شکایت ہے نہ کے اتنے سال اس نے تمہیں سولی پر لٹکا یا اتنا انتظار کروایا "عنایہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھے گئی۔مرحہ تو اس کے اس انداز پر دھک رہ گئی اس کو مصطفی اتنے دھیمے انداز کا لگا تو نہیں تھا۔

"وہ بہت برے ہے مجھے نہیں پتہ لیکن مجھے اس شخص سے بہت شکایتیں ہیں "عنایہ پھر روتے ہوئے اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

"تمہارے سارے سوالوں کے جواب دے گا وہ اسی لیے آیا ہے فکر مت کرو "اس کا سر تھپکتا ہلکا سا مسکراتے ہوئے وہ اسے کہہ رہا تھا۔ولی اگر اسے اپنی حمایت میں بولتا دیکھ لیتا تو یقیناً صدمے سے بے حوش ہو جاتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مرحہ نے بے اختیار اس دونوں سے نظریں ہٹائی تھی دل میں اک ہوک سی اٹھی تھی۔

"یہ دوسرا "ع" کہاہے ؟"مصطفی نے شرارتی انداز سے مرحہ کو دیکھتے پوچھا تھا لیکن اب وہ ان دونوں کو نہیں دیکھ رہی تھی شاید اس نے مصطفی کی بات بھی نہیں سنی تھی۔

"یہی کہیں ہو گی "عنایہ ہنستے ہوئے اس سے الگ ہوئی۔

"میں عائزل کے پاس جا رہی ہوں آجانا آپ بھی" وہ خاموشی سے کہتے ہوئے اٹھ کر چلی گئی۔

"یہ اتنی سنجیدہ کیوں رہتی ہے ہر وقت" مصطفی دروازے کی طرف دیکھتا بولا جس سے ابھی مرحہ گزر کر گئی تھی۔

"سنجیدہ اور یہ" عنایہ کہتی اپنی گردن پیچھے پھینک کر ہنس دی۔

"ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے", مصطفی نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں پتہ یہ لڑکی پوری آفت ہے ہارون سے پوچھنا اس کی پہلی ملاقات مرحہ سے۔۔۔"

اور پھر عنایہ بولتی گئی اور مصطفی سنتا گیا۔ جب وہ دونوں اٹھے تب مصطفی کو مرحہ حفظ ہو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھو مجھے یہ رنگ نہیں پہننا تھا مگر ابو کی بیگم نے زبردستی پہنادیا کہ باقی کپڑے لانڈری کے لیے گئے ہیں۔" اپنے دوپٹے کو دو انگلیوں سے پکڑ کر سامنے کرتی مرحہ نے بے زار منھ بنا کر کہا تھا۔

"تم اپنی ماما کو تمیز سے بھی بلا سکتی ہو" عائزل نے اپنا سٹول سر پر جماتے ہوئے شیشیے میں اس کو گھورا تھا۔

"مجھ سے نہیں بلایا جاتا تمیز سے، جلتی ہے وہ مجھ سے" وہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔

"اور تم تو جلدی کرو مہمان کب سے آچکے ہیں اور تمہاری تیاری نہیں ہو رہی"

"بس ہو گئی یار، دو منٹ "سٹول میں پن لگاتے ہوئے اس نے بروچ اٹھایا اور کندھے پر رکھ کر دوپٹے کے ساتھ نتھی کرنے لگی۔

"دوسری ع ابھی تک تیار نہیں ہوئی کیا" ہلکا سا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا تھا عائزل نے ہلکا سا مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"بس دو منٹ مصطفی یہ دو پنز لگا کر آئی" عائزل عجلت میں بولتی پنز لگانے لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور مرحہ آپ یہاں مہمان بن کو کیوں بیٹھی ہیں نیچے جا کر مہمانوں میں سرو کریں" مرحہ کی طرف دیکھتا وہ نرم سے انداز میں بولا تھا۔ مرحہ برا سا منھ بنا کر اٹھی اور باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی تھی جب مصطفی بغور اس کا پھولا ہوا منھ دیکھ کر پھر سے بولا تھا۔

"یہ آپ فانٹا کی بوتل کیوں بنی ہوئی ہیں؟" اس کے فراک کے کے اورنج رنگ پر چوٹ کرتا وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

مرحہ نے کلس کر آئینے کے سامنے کھڑی عائزل کی پشت کو دیکھا تھا۔ عائزل سر جھکا کر ہنسی ضبط کر گئی۔

"ایک تو ابو کی بیگم کو ساری دشمنی آج ہی نکالنی تھی" منھ میں بڑبڑاتی وہ پیر پٹک کر آگے بڑھ گئی۔

ساتھ ہی اس کے مصطفی زیرلب مسکراتا باہر کی طرف بڑھا۔ اسے وہ منھ پھلائے بیٹھی جانے کیوں اچھی نہیں لگی تھی۔ پیچھے کمرے میں عائزل اکیلی رہ گئی۔

مکمل تیار ہو کر خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

ابھی دروازے کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ کھلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عابی بچے چار جر۔۔" آنے والے کے الفاظ سامنے کھڑی عائزل کو دیکھ کر منھ میں ہی رہ گئے۔

وہ گہرا نیلے رنگ کا پاؤں کو چھوتا فراک پہنے، ہم رنگ دوپٹہ کندھے پر سلیقے سے جمائے، سر پر گندمی رنگ کا سٹول کیے، پاوں میں تین انچ کی ہیل پہنے حسین لگ رہی تھی۔ کندھے پر رکھا دوپٹہ اسے باوقار بنا رہا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں کاجل اس کی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید پر کشش بنا رہا تھا۔ ہاتھ میں کھنکتی چوڑیاں ماحول میں عجیب سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ ہارون کی نظر اٹھی اور واپس پلٹنا بھول گئی۔ وہ سفید کرتا پاجامہ پہنے ہاتھ میں موبائل پکڑے عائزل کو محویت سے تک رہا تھا۔ اس نے دروازے سے ابھی تک اپنا ہاتھ بھی نہیں ہٹایا تھا۔ یہاں تک کہ عائزل کا اسے خجل ہونا بھی محسوس نہ ہوا تھا۔

وہ اس کے اس طرح دیکھنے پر بری طرح سٹپٹا گئی تھی۔

"وہ سوری دراصل مجھے موبائل چارج کرنا تھا تو ممانی نے بتایا کے اوپر عابش کے پاس ہو گا تو ۔۔۔ اس لیے میں لینے آ گیا" کچھ خفیف سا ہوتا وہ نظروں کا رخ پھیرے نا جانے کس چیز کی صفائی دے رہا تھا۔

عائزل سامنے رکھے ٹیبل کی طرف مڑی ایک دراز کھینچا چوڑیاں ایک بار پھر کھنکی تھی
۔ہارون نے بے اختیار اس کی شفاف کلائیوں کو دیکھا تھا۔عائزل سامنے ہو اور اسے نظر انداز
کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا۔وہ ہارون کو بہت عجیب طرح سے متوجہ کرتی تھی۔عائزل
نے چارجر نکال کر زور سے دراز بند کیا۔ہارون نے ابرو اچکا کر آنکھیں بند کی وہ جتا رہی تھی
کہ اسے ہارون کا آنا اچھا نہیں لگا۔

عائزل پلٹ کر واپس آئی تب تک ہارون اپنی نظروں کا رخ بدل گیا تھا۔اس بار اس نے
عائزل کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔چارجر ہارون کی طرف بڑھا دیا"شکریہ"ایک
ہاتھ سے پکڑتے وہ واپس ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے جاتے ہی عائزل نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ایک لمبا سانس اندر کھینچا تھا بہت سی نمی کو
آنکھوں سے باہر آنے سے روکا تھا۔وہ جو اس کی موجودگی میں خود کو لاتعلق ساد کھا رہی تھی
اس کے جاتے ہی پگھل گئی تھی۔

یہ شخص آج بھی پہلے کی طرح دل کو بے قابو کر دیتا تھا۔لیکن کیوں؟عائزل تو اس کو دیکھنا
بھی نہیں چاہتی تو پھر یہ کیوں۔۔خود سے الجھتی کچھ لمحے لگے تھے اسے خود کو سمیٹنے میں۔

"تم آئی نہیں ابھی تک "مرحہ اچانک دروازے سے اندر آتی بولی تھی۔

"چلو آگئی ہوں "اب اس کے چہرے پر کوئی تکلیف نہیں تھی شاید اسے بھی اب تکلیف کے ساتھ مسکرانا آگیا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی باہر آئی تھی۔

ولی کے چچا اور چچی ولی کی طرف سے ماں باپ کے فرض ادا کر رہے تھے۔

گھر میں ہی چھوٹا سا فنکشن تھا زیادہ رشتے دار بھی مدعو نہیں تھے بس کچھ قریبی تھے۔ فنکشن کا سارا انظام باہر لان میں تھا۔

مصطفی ہر طرف بھاگ بھاگ کر سارے کام کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ معیز کو بھی بھگا رہا تھا۔

ہارون ولی کے ساتھ بیٹھا مصطفی کی طرف دیکھ رہا تھا جو ہر ایک منٹ بعد کبھی دائیں تو کبھی بائیں گزر رہا تھا۔

"یہ آج کچھ زیادہ ہی شوخا نہیں بنا ہوا "ولی مصطفی کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"اس کی اکلوتی بہن کی شادی ہے آج یار، جانے دے "ولی کے کندھے پر تھپکی دیتے وہ ذرا سا مسکرا کر بولا۔

Clubb of Quality Content

کن اکھیوں سے سامنے سے چلی آرہی عائزل کو دیکھا تھا جو جھک کر کسی خاتون کو جواب دے رہی تھی ولی نے سامنے عائزل کو دیکھا اور پھر ہارون کو۔

"تم اسے سب بتا کیوں نہیں دیتے" ہارون نے تلخی سے سر جھٹکا۔

"دیکھو تم اسے سب بتا دو۔۔۔" ابھی وہ کچھ اور بول رہا تھا جب مرحہ عنایہ کو عروسی لباس میں پکڑے لیے آرہی تھی۔ سرخ مہرون لہنگے پر سنہری کام ہوا تھا سیاہ بالوں کو جوڑا بنائے اوپر کامدار دوپٹے کو سلیقے سے آدھا بائیں جانب پیچھے کو ڈال کر آدھا آگے کو لا کر دائیں کندھے سے پن کیا گیا تھا۔ ماتھے پر گول سی بندیا اس کی روشن پیشانی پر چمک رہی تھی۔ وہ دلہن بنی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ نازک سی۔ کسی کانچ کی گڑیا جیسے۔

Clubb of Quality Content

ولی اس کو دیکھتا کھڑا ہو گیا دل میں ایک طمانیت سے بھرنے لگی تھی۔ چہرے پر سکون پھیلنے لگا تھا وہ نرمی سے مسکرا دیا۔

ہارون بھی اس کی تقلید میں کھڑا ہو کر سائیڈ میں ہو گیا۔ عنایہ کو ولی کے ساتھ بٹھا کر مرحہ عائزل کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔ اور ہارون نے بیل کی طرح ادھر ادھر جاتے مصطفی کی طرف قدم بڑھا دیے۔

سکینہ بی اٹھ کر عنایہ کو چہرہ ہاتھوں میں تھام کر دعائیں دینے لگی۔خدیجی بیگم کی آنکھیں ایک بار پھر سے بھرنے لگیں تھیں۔اپنے جگر کا ٹکڑا آج وہ دور کرنے لگی تھیں۔ مگر وہ خوش تھی انہیں تسلی تھی کہ عنایہ کا نصیب اللہ نے بہت خوبصورت لکھا تھا۔اور اس کا ثبوت ساتھ بیٹھا ولی سلطان تھا۔ گھنی داڑھی ہلکی مونچھیں اور کتھئی آنکھوں والا وہ لڑکا عنایہ کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔عائزل نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ یہ سب دیکھ رہی تھی۔اس نے مڑ کر مرحہ کی طرف دیکھا وہ خدیجہ بیگم کو دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں ہلکی سے نمی چمک رہی تھی عائزل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ جانتی تھی دنیا کے سامنے بے نیاز رہنے والی مرحہ اندر ہی اندر کس قدر ماں کی کمی کو محسوس کرتی ہے۔

"تمہاری ماما مجھ سے مصطفی کے بارے میں پوچھ رہی تھی"

عائزل مرحہ کی طرف جھکتے اس کا دھیان بٹانے کی خاطر ہلکا سا بولی تھی۔

مرحہ نے چونک کر عائزل کی طرف دیکھا۔

(ہارون نے پاس سے گزرتے مصطفی کی قمیض کی پشت سے پکڑ کر روکا تھا۔اپنی دھن میں چلتے ہوئے مصطفی کو ہلکا سا جھٹکا لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے کیا بات ہے؟" مصطفی جلدی میں بول رہا تھا۔

مرحہ کی امی تم میں کافی دلچسپی دکھا رہی ہیں" ہارون دھیمے لہجے میں بولتا اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا گیا۔ مصطفی نے الجھن سے اسے دیکھا)

"کیوں یہ ابو کی بیگم کو کیا سوجھی" آنکھوں میں ناسمجھی لیے مرحہ عائزل کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"پتہ نہیں پوچھ رہی تھی کہ لڑکا کام کیا کرتا ہے۔ میں نے کہا فارغ ہوتا ہے پھر کہتیں کہ جائیداد وغیرہ ہے لڑکے کی؟ تو میں نے کہا کہ نہیں باپ کا ہی ایک چھوٹا موٹا کلینک ہے۔ پھر ایک نظر مصطفی کو دیکھ کر برا سا منہ بنا کر بیٹھ گئ" عائزل اپنی ہنسی ضبط کرتی مرحہ کو بتا رہی تھی۔

("کیا۔۔! عائزل نے جھوٹ کیوں بولا" مصطفی کا تو صدمے سے منہ ہی کھل گیا۔

ہارون ہنسی ضبط کرتا اب سامنے بیٹھے ولی کو دیکھ رہا تھا جو انہیں دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"شاید تمہیں بچا رہی ہو" آہستہ سے نامحسوس انداز سے لبوں کو حرکت دی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"کیا خاک بچایا ہے۔اس نے اتنے مصروف بندے کو فارغ اور بابا کے اتنے بڑے ہسپتال کو چھوٹا موٹا کلینک بنا دیا" مصطفی ایسے بول رہا تھا جیسے کسی نے بیچ بازار اس کا کل سرمایا لوٹ لیا ہو (

"بیچاری ابو کی بیگم، اپنے لاڈلی بیٹی کے لیے دیکھ رہی ہوں گی" مرحہ طنز سے ہنستے ہوئے ایک چور نظر مصطفی پر ڈالی۔وہ ہارون کے ساتھ کھڑا برا سا منہ بنائے کسی بات پر الجھا الجھا سا تھا۔

"چلو میں نے مصطفی کو بچا لیا۔کہاں تمہاری وہ بہن کہاں بیچارا مصطفی۔مجھے تو ان دونوں کو ساتھ میں سوچ کر ہی ہنسی آرہی ہے" عائزل نقلی افسوس سے کہتی ہنس دی۔

اسی لمحے ہارون نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ سر جھکائے لبوں پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی چھپا رہی تھی۔ہاتھوں میں اب چوڑیوں کے ساتھ ساتھ گجرے بھی آگئے تھے۔اس نے بہت عرصے بعد اس کو مسکراتے دیکھا تھا۔اس کی مسکراہٹ پر دل خوش ہوا تھا۔ہارون کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔یادوں کے پردے پر بہت سے عکس ابھرے تھے۔

پھر سے نظروں کا رخ بدلتا وہ یاسیت سے سر جھٹک گیا لیکن ماضی کہاں ایسے جان چھوڑتا ہے۔

سامنے ولی اور عنایہ بیٹھے خاندان کی نظروں کا مرکز تھے ہر شخص کی زبان پر دعائیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ساتھ کھڑی مرحہ اور عابش تھوڑی تھوڑی دیر بعد دلہاد لہن کو موضوع بنائے کوئی مذاق کرتی تو وہاں موجود تمام نفوس ہنسنے لگ جاتے۔

ولی کچھ دیر بعد اس کی طرف دیکھتا اور ہلکی سی سرگوشی کرتا جسے وہ کمال مہارت سے نظر انداز کر رہی تھی

ولی مٹھیاں بھینچ کر رہ جاتا۔

مصطفی اس کی اس حالت پر لطف اندوز ہو رہا تھا۔

تبھی مرحہ پاس سے گزری۔

"او! فانٹا! بات سننا۔۔ایک گلاس پانی پلیز" مصطفی شوخی سے کہتا پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔

مرحہ نے پھر سے اپنے لباس پر ایک ناپسندیدہ نظر ڈالی اور ضبط سے مٹھیاں بند کر لیں۔ہارون نے مرحہ کے ردعمل پر مصطفی کی جانب ایک تنبیہی نگاہ ڈالی۔

"یار دیکھو نا فانٹا ہی لگ رہی اور نج اور نج پہنا سب کچھ اس نے" مصطفی بغیر کوئی اثر لیے بولا۔

"او ہیلو! بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑے ہی جا رہے ہو۔ جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تو بلیک ہڈ میں تم بلکل کوے لگ رہے تھے میں نے تمہیں کچھ کہا؟" وہ ایک قدم آگے ہو کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ لڑاکا انداز میں بولی۔

"اور اب یہ سفید کرتے بلیک واسکٹ بکھرے بالوں کے ساتھ ایک شتر مرغ لگ رہے ہو تو ابھی میں نے تمہیں کچھ کہا؟" مصطفی اس کے اس انداز پر حیرت سے آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ جب کہ مرحہ کے اسے شتر مرغ کہنے پر ہارون کا ایک قہقہہ نکلا تھا۔ دور سکینہ بی کے پاس کھڑی عائزل نے اسے ہنستے دیکھا۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھی وہ جلدی سے نظروں کا رخ بدل گئی۔ آہ کیا تھا وہ۔ جتنی مرضی نفرت کر لو مگر دل سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنے یاد کیے سبق بھول رہی تھی۔ اس نے کوفت سے سر جھٹکا۔ اسے شدت سے طلب ہوئی تھی امّ ہانی کی۔

"معیز بات سنو" غصے سے بولتی پاس سے گزرتے معیز کی طرف دیکھتی آواز دے رہی تھی۔

"ہاں جی آپی" معیز اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے درمیان بولا۔

Clubb Quality Content

"اللہ !! تمہیں اتنا سانس کیوں چڑھا ہے" وہ جواسے پانی کا کہنے لگی تھی اس کا بکھرا حلیہ دیکھتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی بولی "چلو آؤ ادھر بیٹھو لوگ تو ادھر ادھر ٹہل کر ایسے دکھا رہے ہے جیسے بہت کام کیا ہو" آخری بات پر مصطفی کی طرف ملامتی نظروں سے دیکھتی معیز کو بازو سے پکڑے۔ اپنے ساتھ مہمانوں کی جانب لے کر جانے لگی۔ مصطفی اس کی پشت کی جانب دیکھ کر رہ گیا۔

"یہ کیا چیز تھی، میری ارینجمینٹس کو یہ ادھر ادھر ٹہلنا بول کر چلی گئی"

"تم سے بہت آگے کی شے ہے۔ غلط جگہ سینگ پھنسائے ہیں تم نے" ہارون اس کی شکل دیکھ اپنے ہنسی ضبط کرتا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مصطفی نے لاشعوری طور پر اپنے بال سمیٹے تھے واقعی شتر مرغ تو نہیں لگ رہا نا۔

"ویسے تم نے ہمیں اچانک اس طرح کیوں بلایا۔ اب تو ہم بہت قریب پہنچ گئے تھے ان کے"

مصطفی اپنے لہجے کو تھوڑا سنجیدہ بناتا بولا

"وہاں میں نے منصور کو بھیج دیا ہے اب وہ ہر چیز کی نگرانی رکھے گا" ہارون کی نظروں کا مرکز ولی اور عنایہ تھے

"لو بھلا! منصور کو خود کسی کی نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے اور تم نے اسے وہاں اکیلا بھیج دیا"

"وہ اپنے کام میں ماہر ہے اور ہر دوسرے دن وہ کسی کی مدد کر کے جیل میں نہیں پہنچ جاتا"

ہارون نے سخت نظروں سے گھورتے بہت گہرا طنز کیا تھا اس پر۔

"بس اب تا قیامت مت بخشنا" وہ برا سا منہ بنا کر ولی اور عنایہ کی طرف بڑھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دو گھنٹوں بعد عنایہ کو ولی کے ساتھ رخصت کر دیا گیا تھا اب سب اپنے اپنے اندر کی اداسی کے ساتھ اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

حماد منزل کے مکینوں نے ابھی تک اپنے دکھ آپس میں مل کر بانٹنا نہیں سیکھا تھا۔

عابش اپنے کمرے میں عنایہ کی تصویر پکڑے سوں سوں کر رہی تھی۔

معیز اپنے بیڈ پر آڑھا ترچھا لیٹا سو رہا تھا خدیجہ بیگم اور حماد صاحب اپنی اپنی فکروں میں مصروف تھے۔عائزل اپنے کمرے میں تاریکی کیے عام کپڑوں میں اب بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

دماغ کے تاریک کونوں سے یادیں کسی نل سے قطرہ قطرہ رستے پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔

کبھی وہ اور عنایہ بیٹھے کچھ کھا رہی ہوتی۔ کبھی عنایہ اسے کتاب پکڑے سمجھا رہی ہوتی۔ کبھی وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اسے ڈانٹ رہی ہوتی اور کبھی خدیجہ بیگم کی ڈانٹ سے بچانے کے لیے کوئی بہانہ گڑھ رہی ہوتی۔اس کے لب خود بخود ہنسی میں ڈھلنے لگے تھے۔اچانک یادوں میں آج کا منظر گھوم گیا وہ دروازے پر کھڑا اس سے چار جر لے رہا تھا۔پھر وہ ولی سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔پھر وہ مصطفی کی کسی بات پر ہلکا سا قہقہہ لگا رہا تھا ہنستے ہوئی اس کی سنہری آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھیں۔

عائزل نے ایک دم سے آنکھیں کھول دیں آنکھوں میں اب عنایہ کے جانے کی اداسی کی بجایے "اس" شخص کے واپس آجانے کی بے چینی تھی۔

"اللہ یہ شخص میری زندگی سے مکمل طور پر چلا کیوں نہیں جاتا" گھنے لمبے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ تکلیف سے بولی تھی۔ آنکھیں پھر سے بند کرلی ایک اذیت سی تھی جو پورے وجود میں اترتی جارہی تھی۔ یادوں کا سلسلہ ماضی کی طرف جارہا تھا وہ اس کو کالج سے واپس لا رہا تھا راستے میں وہ اس کی کسی بات پر ہلکا سا خفا ہو تا تھا۔

"اف اللہ پلیز اب پھر سے نہیں۔ اس کے آنے سے پہلے تک تو سب کچھ ٹھیک تھا، اب پھر کیوں؟"

اس نے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے ماتھے پر رکھا ایک ہاتھ ہنوز بالوں کو جکڑے ہوئے تھا۔

یادوں کے پردے پر ایک اور منظر ابھرا۔ وہ چھت پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اور وہ دونوں ہاتھ کمر پر کھڑے اس سے لڑ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک اور منظر

وہ عروسی لباس میں کھڑی تھی۔

ہارون سے ملتجی ہو رہی تھی کہ وہ بس ایک بار کہہ دے کہ اس نے نکاح سے انکار نہیں کیا۔

اور یہاں عائزل کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

اس نے آنکھیں پوری شدت سے کھولیں لمبے لمبے سانس لے کر بہت سی ہوا اندر بھری تھی۔

دائیں آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا تھا۔

"اللہ پلیز اب نہیں۔پلیز اب مزید نہیں، میں ایسا کیا کروں کہ یہ شخص میری زندگی سے دفعہ ہو جائے اتنی مشکل سے میں نے اپنی زندگی کو نارمل کیا تھا اور یہ اب پھر آ کر مجھے پھر سے اس تکلیف سے دوچار کر رہا ہے" وہ بکھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ہاتھوں سے بیڈ شیٹ جکڑے وہ خود کو بکھرنے سے روک رہی تھی۔

"یا اللہ، میں ایک بار اس کی محبت میں گری تھی۔مجھے دوبارہ اسی دوراہے پر نہ لے جانا۔میں پھر سے کسی نامحرم کے لیے اپنے دل میں جذبات نہیں رکھ سکتی۔میں کسی کی یاد میں آپ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہتی۔اے اللہ اس شخص کو میری زندگی سے نکال دے" وہ سسک پڑی تھی

مگر دل پر کب کسی کا اختیار تھا شاید وہ اپنی انا کے آگے اپنے دل سے جھوٹ بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عنایہ کی رخصتی کے بعد وہ اور مصطفی اسی چھوٹے سے گھر میں آئے تھے۔

"ہم ولی کے گھر میں بھی رک سکتے تھے" ارد گرد ایک تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد وہ ناپسندیدگی سے بولا تھا

ہارون اس کی بات کے جواب میں خاموش رہا تھا۔

مصطفی اس چھوٹے سے کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھا اسے دائیں بائیں گھما رہا تھا۔

اور ایک بے زار نظر وہ سامنے الماری سے کچھ تلاش کرتے ہارون کی طرف ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کونسے سند باد کے خزانے ڈھونڈ رہے ہو یار تم" وہ شدید چڑ رہا تھا۔

اس کی اکتاہٹ پر ہارون ایک ڈسک ہاتھ میں پکڑے اس کی طرف آیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تم کرغیزستان میں دو دو لڑکوں کے ساتھ روم شئیر کیسے کر لیتے ہو۔ کیا اُدھر یہ جو تمہاری برینڈڈ روح ہے اس کو کچھ نہیں ہوتا" وہ سامنے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتا اب پی سی آن کر رہا تھا۔

سکرین پر روشنی ابھرنے لگی تھی۔ کمرے کی سبز تاریکی میں اب وہ ہلکی سفید روشنی ہارون کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

"مجھے کمپرومائز کرنے آتے ہیں خاص طور پر جہاں کام ہو" وہ بے زاری سے کہتا ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا تھا۔

سکرین پر اب مختلف خانے ابھر رہے تھے ہارون ایک ایک کر کر ان سب کو بند کر رہا تھا۔

کمرے کی خاموشی میں ماؤس کی ٹک ٹک خلل ڈال رہی تھی۔ مصطفی نے ایک لمبا سانس بھر کر کمرے کی واحد بند کھڑکی کو دیکھا۔

"تمہیں نہیں لگتا تمہیں عائزل کے ساتھ اپنے معاملات درست کرنے چاہئیے؟" وہ ہنوز بند کھڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

ہارون کی ماؤس پر حرکت کرتی انگلی تھم گئی۔

"کوئی معاملہ بچا نہیں ہے جسے درست کیا جائے" مصطفی کو اس کی آواز میں ایک درد محسوس ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بغیر دیکھے بھی بتا سکتا تھا کہ ہارون کی آنکھوں میں نمی ہے "وہ میری طرف کی کہانی نہیں جانتی اور نہ ہی سننا چاہے گی"

لیکن تم کوئی معاملہ استوار کر سکتے ہو اسے اپنی طرف کی کہانی سنا سکتے ہو کوشش کر سکتے ہے "مصطفی سنجیدگی سے بولتا تھوڑا آگے کو جھک کر بولا تھا۔ سرمئی آنکھیں ہارون کی آنکھوں میں گاڑھ دی تھی۔ ہارون اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا اشارہ کس طرف تھا۔

"تم جو سوچ رہے ہو ویسا کچھ نہیں ہو سکتا کچھ ان دیکھی زنجیروں میں میں بندھ چکا ہوں۔ یہ مجھے آگے بڑھنے سے روک دیتی ہیں" وہ بلاوجہ ماؤس کو حرکت دیتا اب سکرین پر نظر آنے والے تیر سے مختلف نقشے بنا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے عائزل کو دیکھا ہے محسوس کیا ہے کہ وہ آج بھی تمہاری طرف سے صفائی کی منتظر ہے" مصطفی تھوڑا نرمی سے بولا تھا۔

"یہ دیکھو وہ اس تاریخ کو اپنا ٹرک۔۔۔" وہ مصطفی کی بات کو نظر انداز کرتا سکرین پر ایک نقشہ دکھا رہا تھا۔

مصطفی نے ایک ہاتھ سے اس کی کرسی کا رخ اپنی طرف کیا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں بچہ ہوں؟ تم کب تک اپنے دل کی بات اپنے دل میں چھپا کر رکھو گے ہارون؟ میں تم سے پوچھ پوچھ کر تھک گیا ہوں آخر تم بتا کیوں نہیں دیتے مجھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا" مصطفی درشتی سے کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا ساتھ میں ایک بے بسی بھرے الجھن تھی۔

ہارون نے ایک لمبا سانس کھینچا۔

گویا اپنے ہتھیار ڈالے تھے۔

"مجھے ممانی نے روکا تھا" شکست خوردہ لہجے میں کہتا وہ سر جھکا گیا تھا۔

"کیا پھپھو نے؟" حیرانی سے کہتا مصطفی کرسی پر پیچھے کو ہوا تھا۔

"مگر کیوں؟" وہ الجھا سا ہارون سے پوچھ رہا تھا۔

"عائزل کے لیے" وہ بولتا ہوا دوبارہ اپنا رخ کمپیوٹر کی جانب کر گیا تھا۔

جیسے خود سے نظریں ملانے سے بچا ہو۔

"ہارون؟" مصطفی کچھ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں وہ میرے دل سے نہیں نکلی، وہ آج بھی ادھر دھڑکتی ہے" اپنے دل کی طرف اشارہ کرتا وہ مصطفی کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔ لہجہ اس کی صداقت کا ثبوت تھا۔

"لیکن میں کیا کروں؟ میں ایک ماں کے سامنے مجبور ہوں۔ ان کی مرضی اور خوشی کے بغیر میں عائزل کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا"

"تم پھپھو کو منا سکتے ہو ہارون وہ مان جائیں گی" مصطفی نے ایک اور توجیہہ دی۔

"ان کو مسئلہ مجھ سے نہیں ہے۔۔۔ لیکن مجھے یہ افسوس ہے کہ میں اُس وقت ان کا مسئلہ حل نہیں کر سکا۔ میں اُس جگہ عائزل کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ مجھے لگا جو میں کر رہا ہوں وہ سہی ہے۔ لیکن میں نے عائزل کو سمجھا یا ہی نہیں۔ اور دیکھو اب وہ میری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتی" ہارون نے کمرے کی تاریکی میں نظریں مرکوز کر دی۔ دل اس حقیقیت پر بری طرح کرلا یا تھا

"شاید میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ اگر ہوتا تو اس کے لیے رکتا، ممانی کو منالیتا، اپنے گھر والوں سے لڑلیتا، یا عائزل کو لے کر اپنا ایک الگ گھر بنالیتا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یعنی ممانی نے تمہاری امی۔۔۔" مصطفی مزید کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگا ہی تھا ہارون بول اٹھا۔

"اب میں مزید کچھ نہیں کہوں گا اور کام کی بات پر آؤ" سنجیدہ سے کہتا وہ سکرین پر نظریں گاڑھ گیا۔ مصطفی نے سمجھ کو سر ہلایا اور سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہ وہ ڈیٹیلز ہیں جو منصور نے کل مجھے بھیجی تھیں۔" مصطفی کی طرف چند کاغذات بڑھاتے وہ سکرین پر مختلف فولڈرز کھنگال رہا تھا۔ جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو۔

مصطفی اب کاغذات پکڑ کر باری باری دیکھ رہا تھا۔

"یہ تمام معلومات تو ان کے اڈے پر موجود لوگوں کی ہیں، ان کی تعداد، ان کی پاس اسلحہ کی اقسام، کیمراز کی لوکیشن اور ان کے بلائینڈ سپاٹ" مصطفی متاثر کن انداز میں کہہ رہا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نے وہاں پر کسی ناکارہ بندے کو بھیجنا تھا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یعنی تم اس بات کا اعتراف کر رہے ہو کہ میں ایک انتہائی ماہر اور تربیت یافتہ جاسوس ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم مجھے وہاں کیوں بھیجتے۔" اپنے مقصد کی بات نکال کر وہ اب بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔

"نہیں تمہیں تو میں نے وہاں ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگوں کی مدد کرنے کے لیے بھیجا تھا۔" ہارون سپاٹ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا۔

"خدا گواہ ہے کہ زندگی کی سب سے بڑی حسرت یہی ہے کہ تمہارے منھ سے اپنی تعریف سنوں وہ بھی جو دل کھول کر کی جائے" وہ بری طرح مدمزہ ہوا تھا۔

"دیکھو تم پہلے ہی اس خواہش کو حسرت بنا چکے ہو" اب کی بار ہارون زیر لب مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی سکرین پر "منصور کالنگ" جگمگانا شروع ہوا۔ مصطفیٰ مزید بدمزہ ہوا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے؟" سلسہ جڑتے ہی ہارون سنجیدہ سا بولا۔

سکرین کے چوکھٹے میں ایک سانولے رنگ کا لڑکا نظر آ رہا تھا عمر تقریباً پچیس چھبیس کے لگ بھگ ہو گی۔ آنکھوں میں بھر بھر کر شوخی بھری ہوئی تھی۔ اور ساتھ میں وہ چوکلیٹ کتر رہا تھا۔

"رپورٹ کوئی نہیں بس بور ہو رہا تھا تو سوچا آپ سے دل کی باتیں کر لوں؟"

مصطفی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ہاں ہاں ہارون میاں اب بتاؤ، کیا کہہ رہے تھے کچھ دیر پہلے"

ہارون بس ضبط کر کے رہ گیا

"میں تمہاری کوئی محبوبہ نہیں ہوں جو تم مجھ سے دل کی باتیں کرو۔ سیدھی طرح بکواس کرو۔"

"باس! کل ساری معلومات تو دے دی تھیں میں نے۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں اس مافیہ ہیڈ کا ہیڈ قلم کر کے لے آؤں" منصور اسے واضح چڑا رہا تھا۔

"تمہیں یاد دلاؤں منصور کہ میں کون ہوں؟" ہارون کی وارن کرتا لہجہ منصور کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھا۔ جبکہ مصطفی بس ہارون کی حالت سے لطف لے رہا تھا۔ اب ہارون ذرا اسے ضمیر والا طعنہ ایک بار پھر دے، اس کے ہاتھ میں بھی اب ایک بات لگ چکی تھی۔

"سب کچھ میل کر دیا ہے آپ کو۔ آج سے ٹھیک پچیس دن بعد ان کا ہیڈ آ رہا ہے ان کے اڈے پر۔ ان کے خاص آدمی کا جو آپ نے قتل کروایا تھا اور ان کا مال جو اڑایا تھا اس کے بعد

Clubb of Quality Content

سے اب تک انہوں نے کوئی ڈیلنگ نہیں کی۔ لیکن پچیس دن بعد ان کا ہیڈ خود کوئی کانٹریکٹ سائین کرنے لگا ہے رشین مافیہ کے ساتھ۔ لیکن اس معاہدے کی نوعیت سمجھنے سے میں قاصر ہوں۔" ہارون کی گھوری کام کر گئی تھی تبھی وہ ایک ہی بار میں سب کچھ بتا گیا۔

"ہمم۔۔۔ میں سمجھ رہا ہوں" ہارون پرسوچ انداز میں منصور کی بھیجی گئی میل دیکھ رہا تھا۔

"کیا؟" مصطفیٰ اور منصور یک زبان بولے۔

"وہ رشیہ سے اسلحہ اور گنڈے بلوا رہا ہے۔ یقیناً اب وہ اپنا اڈا بدلنے کی کوششوں میں ہے۔"

"اگر ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا تو ہماری ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔" مصطفی کے لہجے میں تشویش واضح تھی۔

"میں کچھ بھی ضائع ہونے نہیں دونگا۔ ہم یہ کام کرغیزستان میں ہی کریں گے ٹھیک پچیس دن بعد" ہارون کی سنہری آنکھوں کی سرخی واپس آچکی تھی۔

"لیکن باس اس سے پہلے بھی تو ہم ان کی اڈہ تباہ کر سکتے ہیں نا" منصور بے چین ہوا تھا۔

"نہیں، ایسا کریں گے تو ان کے ہیڈ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا اور ہمیں اس کھیل کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس اس کی جگہ سے ہی پکڑیں گے۔" کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر دونوں ہاتھوں کی

انگلیاں آپس میں جوڑے اب وہ چھت پر کوئی غیر مرئی نقطہ دیکھ رہا تھا۔ مصطفی اور منصور اب باری باری تمام معلومات دہرا رہے تھے۔ دونوں کی شوخی اب سنجیدگی میں بدل گئی تھی۔

وہ تازہ پھولوں کے بیچ بیٹھی اپنے ہاتھ گود میں رکھی ولی کے انتظار میں تھی۔

اسے اس طرح بیٹھے کچھ دیر ہی گزری تھی جب ولی کمرے میں داخل ہوا۔ عنایہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

ولی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پاس آ کر رک گیا۔

"اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤں" اس کے کامدار لباس کی طرف اشارہ کرتے جو تقریباً پورے بیڈ پر بکھرا ہوا تھا وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

عنایہ تھوڑا سا دوسری طرف کو کھسک گئی۔ ساتھ ہی اپنا لہنگا اٹھا کر اپنی طرف کیا ولی آہستہ سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

Clubb of Quality Content

"آپ مجھے نظر انداز کر رہیں ہیں؟" وہ سوال پوچھا کم گیا تھا احساس زیادہ دلایا گیا تھا۔

"آپ کو ہی لگ رہا ہے" عنایہ سنجیدہ سا نرم آواز میں بولی۔

"تو آپ پھر میری کسی بات کا جواب کیوں نہیں دے رہیں"

عنایہ جھکے سر کے ساتھ بیٹھی رہی۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے ہی لگی تھی جب ولی پہلے ہہ بول اٹھا۔

"۔میں جانتا ہوں عنایہ کہ تمہیں مجھ سے بہت سوال ہوں گے، بہت سے شکایتیں ہوں گی۔ میں نے تمہیں انتظار کی ایک لمبی اذیت سے گزارا، کبھی مڑ کر رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اپنی کوئی خبر دی" وہ اپنے ہاتھوں میں پکڑی چھوٹی سے سیاہ ڈبی کو گھما رہا تھا۔ عنایہ نے پہلی بار نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اس کی جھکی آنکھیں حرکت کرتے لب اس کی اپنے پاس موجودگی اس کی روح کو پر سکون کر رہی تھی۔ وہ آگے بول رہا تھا۔

"ان گزرے پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا ہے اور میں بھی" نظر اٹھا کر عنایہ کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ ہلکا سا مسکرایا۔

Clubb of Quality Content

"مگر میری محبت آج بھی پہلے دن کی طرح تازہ ہے. تم آج بھی اسی طرح میرے دل کے تخت پر براجمان ہو جس طرح اس دن تھی، جب ہمارا نکاح ہوا تھا" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا

۔

عنایہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

کیا کچھ نہیں سوچا تھا کتنے سوال پوچھے گی وہ اس سے شکوے کرے گی مگر اس شخص کے آگے سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

"مجھے کپڑے تبدیل کرنے ہیں" بیڈ کی دوسری طرف سے اترتی وہ نظریں چرا کر بولی تھی۔

اپنی جگہ سے اٹھتا ولی اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

انگشت شہادت اس کی تھوڑی پر رکھے اس کا جھکا سر اٹھایا۔

عنایہ نے نم آنکھوں سے اس کی کتھئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"معاف نہیں کرو گی مجھے؟" وہ نرمی سے بول رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عنایہ اسے دیکھے گئی۔ آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ کر نکلا تھا۔ دائیں بائیں گردن ہلاتی وہ رو دی تھی۔

ولی نے نرمی سے اس کا سر اپنے کندھے سے لگایا تھا۔

جانتا تھا یہ آنسو پچھلے پانچ سال سے اس نے کسی کے سامنے نہیں بہائے ہوں گے۔

آج تمام شکایتیں بس آنسوؤں سے ہو ہونی تھیں۔ مگر ولی ان کو چن لے گا اسے یقین تھا اپنے رشتے پر۔

"اب بس کر دو کر رورہ کر سیلاب لانا ہے" ولی اس کا سر تھپکتا آہستہ سے بولا۔

عنایہ اس سے الگ ہوئی سیاہ نم آنکھیں اٹھا کر اس دیکھا رونے سے کاجل ذرا پھیل گیا تھا۔

"یہ لو ٹشو ورنہ تم کہو گی کہ اتنے سالوں بعد آ کر ٹشو کا بھی نہیں پوچھا" وہ ہلکا سا مسکرا کر کہتا اسے ٹشو پکڑا رہا تھا۔

عنایہ ٹشو پکڑ کر ہنس دی اور شیشے کے سامنے جا کر اپنا کاجل صاف کرنے لگی۔

"تم جانتی ہو جب میں نے تمہیں اس گھر میں پہلی بار دیکھا تھا مجھے ایسا لگا تھا کہ تم اس گھر میں جب آؤ گی تو میری دنیا مکمل ہو جائے گی" وہ بیڈ پر بیٹھتا بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

آنکھوں کے نیچے سے وہ کاجل صاف کر چکی تھی اب وہ ٹشو سے اپنا میک اپ ذرا سیٹ کر رہی تھی۔

"اگر پھپھو اور شہیر انکل بھی ہمارے ساتھ ہوتے۔۔" وہ پلٹ کر اسے دیکھتی یاسیت سے کہہ رہی تھی۔

ولی نے ہاتھ سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

اداس مسکراہٹ کے ساتھ چلتی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امید ہے کہ وہ اچھے جہان میں ہونگے۔ لیکن ہم ان کی امیدوں کے مطابق اپنا گھر تو بسا سکتے ہیں۔ تاکہ جب وہ ہم سے ملیں تو خوش ہوں کہ ہم نے ان کے بنائے رشتے کا مان خراب نہیں کیا" وہ اس کا ہاتھ تھامے نرمی سے کہہ رہا تھا اس کی کتھئی آنکھوں سے جھلکتی اداسی اس بات کا ثبوت تھی کو وہ بھی شہر بانو اور شہیر کو ویسے ہی یاد کر رہا ہے جس طرح کوئی بچہ اپنے ماں باپ کو۔ ماں باپ کی برح ہی تو رکھا تو ان دونوں نے ولی کو۔

"اسلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟"وہ عمر مسجد کے تہہ خانے میں موجود تھی۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مختلف کلاسز لگی ہوئی تھیں اور ام ہانی ایک طرف بیٹھی کچھ کا غذات کا مطالعہ کررہی تھی۔ جب عائزل ان کے سامنے اس قالین والے فرش پر جا کی بیٹھ گئی جیسے وہاں سب طالبات قالین پر ہی بیٹھتی تھیں۔ ایک طرف حافظات کی بلند آواز سے پڑھنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ لیکن وہ مختلف آوازیں گڈمڈ ہورہی تھیں لیکن وہ پھر بھی شور نہیں لگتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں ٹھیک ہوں عائزل! آپ سناؤ کیسے آنا ہوا؟"وہی نرم اور ٹھہرا ہوا لہجہ، وہ باوقار سا انداز۔

"بس یونہی دل کررہا تھا آپ سے ملنے کو"اس کے جواب پر ام ہانی مسکرا دیں

"کتنا اچھا لگتا ہے نا جب آپ کو سمجھ آرہا ہو جو آپ پڑھ رہے ہوں" عائزل ان بچیوں کو دیکھ کر بولی جو ہل ہل کر قرآن یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ام ہانی بس مسکرادیں وہ جانتی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے جب میں پہلی بار آپ کے درس پر آئی تھی تو مجھے اس بات پر بہت شرمندگی ہوئی تھی کہ بچپن سے لے کر اب تک جو میں کتاب فجر کے بعد پڑھ رہی تھی میں جانتی ہی نہیں تھی کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے،اس کا مطلب کیا ہے، قرآن ہم سے کیا چاہتا ہے" وہ مغموم سے مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی۔

"اس سے اگلے دن ہی میں نے عربی سیکھنی شروع کردی تھی۔اور الحمدللہ آج مجھے عربی پر عبور حاصل ہے،ان بچیوں کی گڈمڈ ہوتی آوازیں، جنہیں اکثر لوگ شور کہتے ہوں گے، مجھے ان جملوں کی باقاعدہ سمجھ آرہی ہے" وہ ان بچیوں کی دیکھتی بوتی جارہی تھی اور ام ہانی بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"یہ احساس کے یہ کلام اللہ کا ہے، یہ الفاظ اس قادر کے ہیں جو ہر شے پر قادر ہے، اور یہ ہمارے پاس ہیں، یہ ہمیں عطا کردیے گیے، یہ احساس ہی کتنا قیمتی ہے کہ اس کے آگے دنیا کی

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

ہر چیز ادنٰی لگتی ہے" وہ اب مسکرا کر ام ہانی سے تصدیق چاہ رہی تھی۔ امّ ہانی اثبات میں سر ہلا کر ہلکا سا مسکرا دیں۔

"واقعی یہ احساس بہت خوبصورت ہے"

کچھ دیر خاموشی کا وقفہ رہا۔ وہ لفظوں کا انتخاب کر رہی تھی۔ کہاں سے اپنی بات شروع کرے، ذہن جمع تفریق میں الجھا ہوا تھا۔ امّ ہانی بغور اس کا چہرہ دیکھتی بولی۔

"عائزل تمہیں جو بھی کہنا ہے تم کھل کر کہہ سکتی ہو۔ یہاں ہم سب ایک جیسے ہیں"

عائزل کے تنے اعصاب ڈھیلے ہو گئے۔ وہ مشکور سے دوبارہ بولنا شروع ہوئی

"امّ ہانی آپ جانتی ہیں پانچ سال پہلے میرا نکاح رک گیا تھا۔" اس نے تکلیف سے آنکھیں بند کیں۔

امّ ہانی اس کے تاثرات جانچتی خاموشی سے بس اسے دیکھے گئی۔

"وہ شخص مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا، میں اس کا غم لے کر ڈپریشن کی مریضہ بننے کے دہانے پر تھی اگر اس دن آپ کے الفاظ میرے لیے مرہم کا کام نہ کرتے" سیاہ آنکھوں میں نمی چمکی۔

لمحے بھر کا توقف کیا اور پھر بولنا شروع کیا۔

"اس کے بعد میں نے خود کو سنبھالا۔ اپنا اور اللہ تعالیٰ کا تعلق مضبوط کیا، اللہ کی محبت ہر چیز سے اوپر رکھی لیکن۔۔۔"

"لیکن؟" ام ہانی نے اس کی ادھوری بات کو مکمل کرے کا اشارہ کیا

"لیکن اب وہ اچانک واپس آگیا ہے" بے بسی سے اس کے کندھے ڈھیلے ہوئے

"وہ نہیں تھا تو سب ٹھیک تھا اس کا خیال نہیں آتا تھا۔ میں اپنی زندگی میں پر سکون تھی۔ لیکن اب وہ آگیا ہے اور میری زندگی میں بے سکونی پھیل گئی ہے" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ امّ ہانی کے سامنے بیٹھ کر ہی رو دے۔

Clubb of Quality Content

"کیا تم اس سے نفرت کرتی ہو کہ تمہیں اس کا وجود اپنے ارد گرد برداشت نہیں ہوتا؟" انہوں نے اس کی انکھوں میں جھانک کر پوچھا تھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ مجھے اس سے نفرت ہی تو نہیں ہو رہی۔ میں اسے نظر انداز کرنا چاہتی ہوں مگر مجھ سے ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس نے مجھے سب سے بڑا دکھ دیا تھا اس کی وجہ سے میں

نے کیا کچھ نہیں سہا، لوگوں کی ترحم بھری نظریں اور وہ باتیں، ان لوگوں نے تو مجھے منحوس تک کہہ دیا تھا۔" ایک بے خبر سا آنسو اس کے گال پر پھسلا تھا۔

"اور اس سب کی وجہ بس وہ تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود مجھے اس سے نفرت نہیں ہو رہی۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں پھر سے اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ کہیں میں پھر سے ایک نامحرم کی یاد کی اذیت میں نہ پھنس جاؤں، کہیں میں اللہ کو اپنی اس طرح کی سوچوں سے ناراض نہ کردوں۔ کسی نامحرم کی محبت میرے دل میں اللہ کی محبت نگل نہ لے۔ امّ ہانی مجھے بتائیں میں کیا کروں۔ میں ہر چیز کے بغیر رہ لوں گی مگر اللہ کے بغیر نہیں۔" وہ کہتی جا رہی تھی اور آنسو بے اختیار پھسلتے جا رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

امّ ہانی اس کی کیفیت پر مسکرا دیں۔

"دل پر کس کا اختیار ہوا ہے عائزل؟"

"عائزل نے ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔

"ہمارے دل پر اختیار اس رب کا ہے جس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

وَمَا تَشَعُونَ اِلّاان یّشَااللہ "

امّ ہانی کی پر تاثیر آواز میں نکلے الفاظ کا مطلب عائزل سمجھتی تھی۔"اور تم چاہ بھی نہیں سکتے اگر وہ نہ چاہے"

"ہمارے دل اللہ کے اختیار میں ہیں عائزل، وہ جو چاہتا ہے جیسا چاہتا ہے ہمارے دلوں میں جذبات پیدا کر دیتا ہے۔اس میں ہماری آزمائش بھی ہو سکتی ہے اور ہمارا اجر بھی"

"اجر؟ وہ کیسے؟"عائزل اس جملے پر چونکی تھی۔

"یہ اس کی مشیت ہے وہ بہتر جانتا ہے لیکن ہمارے اختیار میں کیا ہے عائزل "امّ ہانی نے ہونٹوں پر اب مسکراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عمل"

" بلکل، ہمارے اخیتار میں عمل ہے۔نامحرم سے بھی محبت ہو جاتی ہے، یہ ایک فطری چیز ہے مگت بات یہ ہے کہ اس کے بعد ہم کیا کرتے ہیں"

امّ ہانی بول رہی تھی لیکن وہ کہنا چاہتی تھی کہ اس دھوکے باز سے وہ کبھی محبت نہیں کر سکتی لیکن امّاہانی کا رعب تھا یا احترام وہ خاموشی سے سنتی گئی۔

"جب محبت ہو جائے تو اس کے اشتہار نہ لگائے جائیں، نہ اس پر خوش ہوا جائے۔ بلکہ اس پر ڈر محسوس ہو اور اللہ سے حرام سے بچنے اور حلال ملنے کی دعا کی جائے۔ اپنی نظروں پر پہرے بٹھائے جائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ استغفار کی جائے۔ یہ ایک آزمائش ہوتی ہے عائزل، اور ہمیں اللہ کی آزمائشوں میں شیطان کا کھلونا نہیں بننا"

اگر تمہیں اب بھی اس کے لیے محبت محسوس ہوتی ہے تو اس سے بات کرو اور اس کے ساتھ نکاح کر لو" امّ ہانی بہت رسان سے کہتی جا رہی تھیں جب اچانک وہ بولی۔

"نہیں کبھی نہیں، میں اس شخص کا وجود برداشت نہیں کر سکتی اور کہاں کہ اس کے ساتھ ساری زندگی گزار لوں" ایک دم ہی اس کے چہرے پر غصے کی لکیریں نمودار ہوئیں۔

"ابھی تو تم کہہ رہی تھی کہ تم اس سے نفرت نہیں کر پا رہی"

"لیکن۔۔۔" وہ کچھ بولتے بولتے رکی

"میں نہیں جانتی کہ میں کیا چاہتی ہوں" وہ الجھی سی بولی۔

ام ہانی نے آہ بھری اور اس کی طرف ایک مسکراہٹ اچھالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم اس کی طرف سے معافی یا کسی قسم کی صفائی کی منتظر ہو تا کہ تم اسے معاف کر سکو، ہے نا؟"

اتنی براہ راست بات پر ایک دم عائزل گنگ ہوئی۔ تو کیا وہ یہ چاہتی تھی؟ اس نے عائزل کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ کی طلبگار تھی۔ اس اپنے آپ پر ہی ایک نیا طیش آیا تھا۔

"اگر ایسا ہے عائزل تو اس سے بات کرو اور اپنے معاملے درست کرو، تم اس کے لیے جو جذبات رکھتی ہو ہو سکتا ہے وہ بھی تمہارے لیے وہی جذبات رکھتا ہے، اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ دو محبت کرنے والے دلوں کے لیں نکاح سے بہتر اور کوئی چیز نہیں" امّ ہانی کہہ رہی تھی اور وہ گنگ سے بیٹھی بس سن رہی تھی۔ وہ یہاں کوئی حل ڈھونڈنے آئی تھی جس سے وہ ہارون کا دل سے نکال سکے اور ادھر امّ ہانی اسے جو حل بتا رہی تھی وہ اس کی عزت کو گوارہ نہیں تھا۔

"اس نے مجھے دھوکہ دیا تھا میں پھر سے اسے اپنی ذات کا تماشا بنانے نہیں دے سکتی" اس کی بات پر امّ ہانی کچھ پل اسے دیکھتی رہیں۔

"کیا اس نے اس وقت تمہیں کوئی وضاحت دی تھی؟"

"ن نہیں میں بے ہوش ہو گئی تھی اور پھر جب ہوش میں آئی تو دادا کی ڈیتھ۔۔۔"

"تمہارا منگیتر خاندان میں سب سے زیادہ قریب کس کے تھا؟" عائزل "منگیتر لفظ سن کر اندر ہی اندر کلس کر رہ گئی۔ لیکن امّ ہانی کے سامنے وہ سیدھا جواب ہی دے سکتی تھی۔

"میرے دادا کے"

"اور جب ان کی بیٹی نے تمہار رے منگیتر تمہارے دادا کی موت کا الزام دیا تھا تب اس کی کیا حالت تھی؟" ایک دم عائزل کے وجود میں بجلیاں سے رینگ گئی۔ وہ اس بار امّ ہانی کی منگیتر والی بات بھی نظر انداز کر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو کیسے پتہ یہ سب"

"میں تمہاری ماں کی دوست رہ چکی ہوں عائزل، یہ سب مجھے پتہ ہے، لیکن تم بتاؤ تمہیں کیا پتہ ہے؟ کیا تم نے کبھی اس کی جگہ پر خود کو رکھ کر سوچا؟"

"مجھے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے مجھے چھوڑا تھا" وہ اپنی بات پر زور دے کر بولی

"تو پھر اس سے نفرت کیوں نہیں ہے تمہیں؟" دو بدو بولتی امّ ہانی اسے لاجواب کر گئی تھیں۔ وہ کچھ لمحے کے لیے کچھ بول ہی نہ سکی۔

"دیکھو عائزل، اپنے دل سے پوچھو وہ کیا چاہتا ہے، غلط فہمیاں دل میں رکھنے سے کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر واقعی تمہارے دل میں اس کے لیے ابھی بھی محبت ہے تو اپنے معاملات درست کرو، ورنہ ایک نامحرم کی محبت میں خود کو بچاتی تم ختم کر لو گی خود کو" امّ ہانی اسے اب دوسرا رخ دکھا رہی تھی۔

"یا تو اس جذبے کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرو اور یہ تم خود نہیں کر سکتی، اللہ سے دعا مانگو کہ اس کی محبت تمہارے دل سے ختم ہو جائے یا پھر دوسرا حل نکاح ہے" وہ خالی خالی نظروں سے امّ ہانی کو دیکھتی رہی اور پھر سلام کے بعد واپس آ گئی۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ خالی خالی نظروں سے سامنے دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

امّ ہانی کی الفاظ کانوں میں گونجے "اللہ سے دعا مانگو کہ اس کی محبت تمہارے دل سے ختم ہو جائے۔"

اس نے دعا مانگنے کے لیے وہیں بیٹھے ہاتھ بلند کیے۔

Clubb for Quality Content

"یااللہ، میں بھٹکنا نہیں چاہتی، پلیز اس کی محبت کو۔۔۔میرے دل سے۔۔۔خ" الفاظ ختم ہو گئے۔اس نے کہنا چاہا مگر دل میں ایک تکلیف سے اٹھی جیسے کوئی جسم سے نوچ کو روح کو الگ کر رہا ہے۔

یہ خیال ہی کہ اس کی محبت دل سے ختم ہو جائے اس کے دل کو لرزا گیا تھا۔

اور اس لمحے اس پر انکشاف ہوا تھا کہ وہ آج بھی ہارون کی محبت کی زنجیر میں قید تھی۔اس نے رہائی حاصل نہیں کی تھی۔وہ خود پر ہونے والے انکشاف سے دم بخود تھی۔دعا کے لیے اٹھے ہاتھ بے جان سے نیچے آ گرے۔

وہ آج بھی اس شخص کی محبت میں قید تھی جو اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔یہ کیسی عجیب بے بسی تھی کہ جو شخص نفرت کے قابل بھی نہ تھا اور وہ اس کی محبت کو ابھی تک دل سے نکال نہیں سکی تھی۔

اسے خود پر غصہ آیا تھا۔اپنی بے بسی پر۔اپنی بے اختیاری پر۔

-

عنایہ کی رخصتی ہوئے آج تیسرا دن تھا۔

خدیجہ بیگم چھوٹی چھوٹی بات پر اس کا نام لے کے آنکھیں نم کر لیتی تھی۔زیادہ تر سوچوں میں گم رہتیں۔ابھی بھی وہ رات کے کھانے کے برتن دھو رہی تھی جب مرحہ چلتی ہوئی ان کے پاس آئی۔

"آنٹی عائزل کہاں ہے؟"ہاتھ کی انگلی سے ٹیبل کھٹکھٹایا۔

"پتہ نہیں اپنے کمرے میں ہو گی"غائب دماغی سے جواب دیتی خدیجہ بیگم ایک برتن پر صابن لگا رہی تھی۔

"اچھا چلیں آپ عائزل کو بتا دینا کہ میں بیسمنٹ میں جا رہی ہوں اپنی پینٹنگز لینے"جلد بازی سے کہتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باہر سے آتے مصطفی نے اس کو ایک نظر دیکھا خود بخود آنکھوں میں شرارت امڈ آئی۔

"کہاں جا رہی ہو جام شیریں"اس کی سرخ فراک کو دیکھتا وہ مسکرا کر بول رہا تھا۔

مرحہ نے سر سے پیر تک اس کو دیکھا۔

بال سلیقے سے اوپر کو اٹھا رکھے تھے۔ سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ گہرے مونگیہ رنگ کی کارگو پینٹس ہاتھ میں رولیکس اور پاؤں میں ایڈیڈاس جو گرز پہنے وہ اس کے راستے میں جم کر کھڑا تھا۔

"مفت کے تشہیری رسالہ بن کر رات کے نو بجے آپ کسی لڑکی کو ایک انتہائی تھرڈ کلاس طریقے سے روک رہیں ہیں۔ کیا کہنا چاہیں گے اس پر؟" کسی رپورٹر کی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھتے مکمل آنکھیں کھولے وہ اس کے جواب کی منتظر تھی۔ جو جواباً کچھ کہنے والا تھا خدیجہ بیگم کو دیکھ کر چپ ہوا۔

"مرحہ تم؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟" کچن سے نکلتی خدیجہ بیگم نے الجھن سے اسے دیکھا۔

"آنٹی بس وہ پینٹنگز لینے جا رہی تھی بیسمنٹ سے، بتایا تو تھا" مرحہ مڑ کر حیرت سے خدیجہ بیگم کو دیکھا۔

"اچھا، اکیلی مت جانا وہاں بھاری سامان رکھا ہے ایک کام کرو مصطفی اس کی ہیلپ کر دو" مرحہ کی طرف دیکھ کر کہتی آخر میں مصطفی سے بولیں۔ مصطفی نے تابعداری سے گردن ہلا کر مرحہ کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں آنٹی میں چلی جاؤں گی اکیلی" الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے جب خدیجہ بیگم اس کی بات سنے بغیر کمرے میں چلی گئیں۔

"چلی جاؤں گی اکیلی میں رہیں آپ ادھر ہی" غصے سے کہتی وہ بیسمنٹ کی طرف بڑھی۔

مصطفی کی آنکھوں میں شرارت ابھری تھی۔

"ہاں تو چلو میں نے کب منع کیا تمہاری مدد سے" ڈھٹائی سے کہتا وہ اس کے ساتھ بڑھا تھا ۔مرحہ لمبے لمبے قدم اٹھاتی لان سے گزر رہی تھی جب وہ اس کے برابر اسی کے انداز میں چلنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اف اللہ"

"کہاں پھنس گیا میں" مرحہ کا جملہ اپنی طرف سے مکمل کرتا وہ بیچارگی سے بولا۔مرحہ نے سلگ کر ایک نظر اسے دیکھا۔شتر مرغ نا ہو تو۔

مرحہ بیسمنٹ کا دروازہ ہاتھ بڑھا کر کھولنے لگی جب مصطفی نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

اور ہلکا سا جھک کر بازہ کو ہوا میں لہرا کر بیسمنٹ کی طرف اشارہ کیا "لیڈیز فرسٹ" مرحہ نے اکتا کر آسمان کی طرف دیکھا رات کے کالے آسمان پر آدھا چاند چمک رہا تھا۔ وہ سر جھٹک کر اندر چلی گئی۔

اس کے پیچھے ہی وہ اندر آیا تھا۔

سیڑھیاں اتر کر مرحہ ایک دم پلٹی۔ جیسے کچھ یاد آیا ہو۔

"دروازے کے ساتھ کوئی چیز رکھنی تھی کہ وہ بند نہ ہو" ابھی اس نے ایسا کہا ہی تھا کہ دروازہ دھڑام کی آواز کے ساتھ بند ہوا۔ مرحہ نے بے بسی کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے جبکہ مصطفیٰ سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑا اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہوا" ناسمجھی سے پوچھتا وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

بیسمنٹ کا دروازہ باہر سے لاک ہو جاتا ہے اور پھر اندر سے نہیں کھلتا" دانت پر دانت رکھے وہ اپنا غصہ ضبط کرتی کہہ رہی تھی۔

"اس میں کیا مسئلہ ہے میں کھول دیتا ہوں" بڑی سہولت سے کہتا وہ واپس مڑا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ دروازے کے ساتھ بیٹھا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"آخر اس دروازے کے ساتھ مسئلہ کیا ہے"

مرحہ نے کلس کر اسے دیکھا تھا۔

"دروازے میں لگا سپر نگ خراب ہو گیا تھا اب یہ کھل کر فوراً بند ہو جاتا ہے یہی کہنے کے لیے مڑی تھی کہ جب یہ بند ہوتا ہے تو باہر سے لاک ہو جاتا ہے یہ" وہ بے بسی سے کہتی کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گئی۔ مصطفی پہلی سیڑھی پر بیٹھا تھا اور وہ بیسمنٹ کے فرش پر۔

"میں کال کرتا ہوں کسی کو"

مصطفی نے اپنا موبائل نکالا لیکن سکرین پر نظر ڈالتے ہی جھنجھلا کر موبائل بند کیا۔

"کیا ہوا" سر اٹھا کر اوپر بیٹھے مصطفی کو دیکھا جو زیر لب پتہ نہیں کیا بڑبڑا رہا تھا۔

"نو سگنلز"

مرحہ کا اب حقیقتاً حلق سوکھا تھا۔

بیسمنٹ سے باہر تو آواز بھی نہیں جاتی تھی۔

"مصطفی کچھ کروز یادہ ٹائم ایسے گزرا تو اچھا نہیں ہو گا" مرحہ کے آواز مین پریشانی اور بے چینی تھی۔

"میں کوشش کر رہا ہوں ہارون سے رابطہ کرنے کی" اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ بولا اور جیب سے ایک چھوٹا سا موبایل نکالا۔

"تم جیسا برینڈ کا اشتہار اس طرح کے لوکل موبائل بھی رکھ سکتا ہے۔سٹرینج" ابرو اچکا کر مرحہ نے تعجب سے کہا تھا۔مصطفی اس کی بات پر ہلکا سا مسکرا دیا۔

گھڑی کی سوئی بغیر رکے بڑھتی جا رہی تھی۔وقت ہاتھ سے پھسلتی ریت کی طرح بہتا جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

-

بیل کی آواز پر حماد صاحب نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے اس وقت کون ہو سکتا ہے۔

انہوں نے ساتھ لیٹی خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا جو کچھ دیر پہلے سر کے درد کی وجہ سے نیند کی گولیاں کھا کر سوئیں تھیں۔

"اس وقت دروازے پر کون ہو سکتا ہے" کسی اندیشے کے تحت اٹھے لاؤنج میں اس وقت نیم تاریکی تھی۔ باہر آدھے چاند کی روشنی لاؤنج کے گلاس ونڈو سے اندر آرہی تھی۔ عجیب پر اسرار ماحول ہو رہا تھا۔

بیل کی آواز پھر سے آرہی تھی گھر کے اندرونی دروازے سے نکلے کر لان میں بنی راہداری سے گزرتے انہوں نے آنے والے کا اندازہ لگانا چاہا۔

"کون ؟" حماد صاحب نے اندر سے ہی بلند آواز سے پوچھا۔

"حماد ہم ہیں جبار اور نازیہ" باہر سے آنے والے جواب پر حماد صاحب کے تنے عصاب ڈھیلے پڑ گئے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دروازہ کھولا اور انہیں اندر آنے کی جگہ دی۔

دور کہیں کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے نہ رات کے اس وقت"

حماد صاحب ان کی طرف دیکھتے فکر مندی سے بولے۔

"خیر کیسے ہو سکتی جب رات کے بارہ بجے جوان بچی گھر سے باہر ہو" نازیہ کے لہجے میں نفرت کی بو تھی۔ جبار نے کوفت سے اسے دیکھا۔

"تم اپنی زبان دو منٹ کے لیے بند رکھو مجھے میری بیٹی پر یقین ہے" وہ بادباساغرائے تھے۔

"دیکھ لینا آج تمہارا یقین تمہارے منھ پر مارے گی تمہاری بیٹی""" تمہاری بیٹی" پر زور دیتے وہ استہزائیہ کہہ رہی تھی۔

ہوا کیا ہے آخر مجھے کوئی بتائے گا" حماد صاحب اب کے سنجیدگی سے بولے تھی۔

"مرحہ آپ لوگوں کے گھر کا کہہ کر آئی تھی کہ کچھ چیزیں لینے جا رہی ہوں۔ ابھی تک نہیں آئی تو ہم دیکھنے آیے تھے کہ وہ یہی تو نہیں سو گئی۔ موبائل اس کا گھر پر تھا" جبار سنجیدگی سے بول رہا تھا اس کے چہرے پر واضح پریشانی تھی۔

"لیکن مرحہ تو آئی ہی نہیں یہاں" حماد صاحب اب کہ معاملے کو سمجھتے فکر مندی سے بولے۔

Clubb of Quality Content

"دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکی تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی دیکھ لیا اب" نازیہ خاصہ منھ پھاڑ کر بول رہی تھی جب جبار نے ایک برہم نگاہ ڈال کر ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ ہونے کہا۔

"مجھے ہی چپ کرواتے رہنا ساری عمر۔اپنی چھوکری تو نظر نہیں آتی۔ارے بھائی صاحب بلائیں اپنی بیٹی کو پوچھیں اس سے۔دونوں سہیلیاں تھی ایک بھاگ گئی تو دوسری کو تو پتہ ہو گا نا" وہ سفاکی کی حدیں پار کرتی بول رہی تھی۔

"اپنی بیٹی کے بارے میں میں ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا سمجھیں آپ" حماد صاحب درشتی سے انگشت شہادت اس کی طرف کرتے تنبیہہ کر رہے تھے۔نازیہ سٹپٹا کر منھ بند کر گئی۔

اتنے میں عائزل گھر کے اندرونی دروازے کو کھولے ان تینوں کی طرف حیرانی سے دیکھتی بولی۔وہ نیچے سے آتی آوازوں پر جاگی تھی۔

"کیا ہوا بابا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبار اندر آؤ اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں" حماد صاحب نے عائزل کے سوال کا جواب دیے بغیر جبار سے کہا۔عائزل الجھی سی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"انکل مرحہ تو ٹھیک ہے نا؟" جبار سے پوچھتے وہ ان کو راستہ دینے کے لیے سائیڈ پر ہوئی۔

"ایسے کہہ رہی ہے جیسے اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں" نازیہ بیگم کی زبان کہاں رکتی تھی۔

عائزل نے حیرانی سے حماد صاحب کی طرف دیکھا۔انہوں نے اسے آنکھیں جھپکا کر خاموش رہنے کا کہا۔

اندر لاؤنج میں اب عائزل کمر پر ہاتھ رکھے دائیں بائیں چکر کاٹ رہی تھی۔

حماد صاحب صوفے پر بیٹھے کسی کا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔جبار سر جھکائے قالین کو گھور رہے تھے۔

جبکہ نازیہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے فرصت سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

"اف یہ نو سگنلز" حماد صاحب نے جھنجھلا کر موبائل ٹیبل پر رکھا۔

Clubb of Quality Content

"ویسے ہے تو عقلمند آپ کی بھگوڑی لڑکی ا۔یسا دن چنا ہے بھاگنے کے لیے کہ کسی سے رابطہ بھی نہیں کر سکتے بھلا کون نہیں جانتا کہ نو محرم کو سگنلز بند ہوتے ہیں کتنا مقدس دن ہے اور کتنی غلیظ حرکت کی ہے اس نے "اپنے منھ سے کف نکالتے وہ نفرت سے کہہ رہی تھی دور کہیں اس کے لہجے میں حسد تھا۔وہ کمرے میں موجود تمام نفوس کو اندر تک کڑوا کر گئی عائزل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر حماد صاحب کی طرف دیکھا۔

انہوں نے ہاتھ سے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا۔

"اگر تم اپنا منھ بند نہیں رکھ سکتی تو جا سکتی ہو یہاں سے "جبار ایک بار پھر دانت پیس کر بولے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے مجھے چپ کروائی جا رہے ہیں کس کس سے بات چھپائیں گے آپ ہاں؟آج میں کہہ رہی ہوں کل کو سب لوگ کہیں گے "وہ اب کے درشتی سے ہاتھ نچا نچا کر بولی تھی۔

"اگر آپ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں گیں تو باقی لوگ بھی کوئی بات نہیں کریں گے "عائزل سینے پر ہاتھ باندھ کر اپنے لہجے کو ادب کے دائرے میں رکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"ارے دیکھو تو اس کی سینازوری، میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ ملی ہوئی ہو گی یہ اس کو بھگانے میں ورنہ بے گناہوں کی زبان کہاں چلتی ہے اتنی۔ جیسی بدکردار وہ بھگوڑی ویسی۔۔۔" وہ حقارت آمیز لہجے میں بول رہی تھی جب عائزل اپنے ہاتھ کھلتی تیزی سے نازیہ کی طرف بڑھی۔ صوفے کے ہتھی پر ہاتھ رکھے وہ آنکھوں سے شعلے نکالتے بولی۔

"اگر ہم بول نہیں رہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو منھ میں آئے گا بولتی جاؤ گی۔ اب اگر مرحہ یا میرے بارے میں ایک اور بات تم نے کی تو مجھے ایک منٹ نہیں لگے گا تمہاری چلتی زبان کھینچ کو ہاتھ میں پکڑانے میں" عائزل کی نظروں سے وہ جھلس کر رہ گئی تھی۔

حماد نے دوبارہ سے موبائل پکڑ لیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں اور جبار نے ملامتی نظروں سے نازیہ کو دیکھا تھا۔

"تم اسی قابل ہو" آہستہ آواز میں جبار بولا تھا لیکن سناسب نے تھا۔

نازیہ بہت سا تھوک نگل کر پیچھے ہو بیٹھی پسینے کا قطرہ کنپٹی سے پھسلا تھا۔

تبھی دروازے پر بیل ہوئی تھی عائزل نے بے ساختہ دیوار پر لگی گھڑی ک طرف دیکھا بارہ بج کر پندرہ منٹ۔

Clubb of Quality Content

حماد صاحب جلدی سے باہر کی طرف لپکے "بابا احتیاط سے" عائزل ان کے پیچھے آتی بولی تھی جبار بھی جلدی سے حماد صاحب کے ساتھ باہر آیا تھا۔

"کون ؟" جبار نے اونچی آواز سے پوچھا تھا حماد صاحب کمر پر ہاتھ رکھے اب منتظر تھے۔

"میں ہارون" آواز سن کر حماد صاحب کے تنے عصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے جلدی سے دروازہ کھولا۔

"کیا ہوا؟ اس وقت" چہرے پر الجھن لیے وہ ہارون کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ جبار اب ایک قدم پیچھے ہو کر اسے اندر آنے کی جگہ دے رہے تھے۔

اندر سب کو جاگتا دیکھ کر ہارون کچھ کھٹکا تھا۔

"کیا ہوا سب خیریت ہے نا؟" عائزل اس کی بات پر اندر سے کھول کر رہ گئی۔

"رات کے اس وقت اگر سب جاگ رہیں ہیں تو خیریت کیسے ہو گی ؟ اور خود بھی تو بادشاہ سلامت جس وقت آرہے ہیں کوئی خیریت کا وقت نہیں" عائزل نے دل میں سوچا تھا مگر بظاہر خاموشی سے کھڑی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ مرحہ نہیں مل رہی ہارون پتہ نہیں کہاں ہو گی" حماد صاحب اپنے کندھے کو اپنے ہاتھ سے دباتے بولے۔

"کیا مرحہ بھی؟" ہارون اب کہ تھوڑا آرام سے بولا تھا سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ دراصل" اپنی طرف سب کو دیکھتا پا کر داڑھی کھجاتے ہوئے بولا۔

"مصطفی کی ابھی کال آئی تھی وہ آپ کی بیسمنٹ میں پھنس گیا ہے" کچھ کچھ معاملہ اب اس کی سمجھ میں آ رہا تھا اور مصطفی پر غصہ بھی جو اسے پوری بات بتائے بغیر صرف اتنا بتایا کہ وہ بیسمنٹ میں پھنس گیا ہے۔

"کیسے کب؟" حماد صاحب الجھے سے پوچھنے لگے۔

"چلیں چل کر کو پوچھ لیتے ہیں" ہارون نے دروازے سے ہی بیسمنٹ کی طرف قدم بڑھا دیے۔

عائزل نے ایک نظر پیچھے آتی نازیہ کو دیکھا۔

اگر جو وہ سوچ رہی تھی وہ سچ ہوا تو یہ عورت کسی صورت بھی خاموش نہیں بیٹھے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون آگے آگے چل رہا تھا اس نے لاک پر ہاتھ رکھا اور جھٹکے سے دروازہ کھولا۔

سامنے پہلی سیڑھی پر ہی مصطفی بیٹھا ہوا تھا۔

مصطفی ایک لمبی سانس لے کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھتا کھڑا ہوا۔

"شکر ہے اس قید سے۔۔۔" جیسے ہی وہ مڑا پیچھے پورے گھر کو دیکھ کر اس کی چلتی زبان رکی تھی۔

"اسلام علیکم" کچھ نہ سمجھتے ہوئے وہ سب کے حیران چہرے دیکھتا ہوا بولا۔

ہارون نے پیچھے آتی مرحہ کو دیکھا جو نظریں جھکائے چلی آ رہی تھی۔ مصطفی مرد تھا وہ اس سب کا سامنا کر سکتا تھا اور وہ عورت، اس کا کردار پر بات آجائے وہ وہیں مر جاتی۔

اپنے سامنے جبار اور نازیہ کو کھڑا دیکھ اس نے ایک نظر عائزل کی طرف دیکھا۔

اسے ایک لمحہ نہیں لگا تھا ساری صارتحال سمجھنے میں۔

"توبہ توبہ یہ وقت بھی دیکھنے کو ملنا تھا" کانوں کا ہاتھ لگاتی وہ اونچا بولی تھی۔

جبار نے بے بسی سے مرحہ کو دیکھا تھا۔

"یہ ساری بارات لے کر آنا ضروری تھا کیا" ہارون کی طرف جھکتے مصطفی سرگوشی نما بولا۔

ہارون نے بہت سا غصہ ضبط کر کے خود کو کچھ غلط کہنے سے روکا تھا۔ حماد صاحب غصے سے مصطفی کی طرف بڑھتے ہوئے آئے تھا۔

"یہ سب کیا ہے مصطفی کیا کر رہے تھے یہاں" ضبط سے بولتے وہ مصطفی کے سر پر جا کھڑے ہوئے تھے۔ ہارون نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر پر سکون ہونے کا کہا۔

مصطفی کے الفاظ اس نئی صورتحال پر حلق میں یہ اٹک گئے۔

عائزل جلدی سے مرحہ کے پاس گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" کندھوں سے تھام کر ہلکا سا دبایا۔

"ہاں" اثبات میں سر ہلاتے وہ جبار کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے ابھی تک ایک لفظ نہیں کہا تھا ۔اندر سے دل لرز رہا تھا مگر وہ اپنے پیر جمائے کھڑی رہی۔

"کیسی بے شرمی ہے یہ، اللہ معاف کرے چھپ چھپ کر ملاقاتیں ہو رہیں ہیں ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے اور دوست کو دیکھو بھئی اپنے ہی گھر میں گھسا دیا" نازیہ کی زبان کو اب کھل کو بولنے کا موقع مل گیا تھا عائزل نے ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مصطفی ملزم کی طرح حماد صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ماموں میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا وہ تو خالہ نے مجھے مرحہ کی مدد کرنے کی لیے بیسمنٹ میں بھیجا تھا اور مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ دروازہ خراب ہے" وہ جلدی جلدی بول رہا تھا۔

"بہت غلط ہوا یہ یہ سب، ہارون شاہد کو کال کر کے بلاؤ ابھی" وہ دیکھ مصطفی کو رہے تھے مگر کہا ہارون سے تھا۔ ہارون نے اثبات میں سر ہلاتے موبائل نکالا تھا مصطفی نے بے چارگی سے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"ماموں یقین کریں میرا"

"تمہیں میں بعد میں دیکھتا ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حماد صاحب غصے سے سر جھٹک کر جبار کی طرف بڑھے۔

"مرحہ حوصلہ رکھو مجھے یقین ہے تم پر" عائزل اسے اپنے ساتھ لگاتی اسکے کندھے پر ہاتھ سے دباؤ ڈالتے اسے تسلی دینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

مرحہ ابھی بھی جبار کی طرف دیکھ رہی تھی۔

وہ حماد صاحب سے کچھ بات کر رہے تھے۔

ان کے لب ہل رہے تھے چہرے پر بے چینی، بے بسی، ازیت، کیا کچھ نہیں تھا۔ سامنے کھڑی نازیہ حقارت سے بڑبڑا رہی تھی مگر اس کی سماعت اس وقت صرف جبار کی آواز سننے کی منتظر تھی۔

"تم مجھے جلدی بھی بلا سکتے تھے" ہارون نے مصطفی کی طرف دیکھتے آنکھیں دکھاتے کہا۔

"کیسے بلاتا کبوتر بھیج کر" مصطفی بھی اسی کے انداز میں بولا۔

"تمہیں ابھی بھی مذاق سوجھ رہے ہیں" مصطفی بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

تبھی جبار مرحہ کی طرف بڑھے۔

"مرحہ عائزل سے الگ ہو کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"مرحہ" جبار صاحب کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی الفاظ گلے میں پھندے کی صورت پھنسیں گئے تھے۔ مرحہ کو لگا وہ اب کی بے یقینی سہہ نہیں پائے گی۔

عائزل نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"بابا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے آپ کا سر جھک جائے" رندھی آواز میں بولتی وہ جبار کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"لو بھلے رنگے ہاتھوں اپنے عاشق کے ساتھ آدھی رات کو پکڑی گئی ہے اور ابھی کہہ رہی ہے کہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا" نازیہ ایک قدم آگے بڑھتی مرحہ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ہارون، شاہد کو کال ملا رہا تھا مگر آگے سے جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

مصطفی نے بے بسی سے ہارون کی طرف دیکھا۔

"کیا ہے یہ سب" ہارون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تھی۔

"بابا میرا یقین کریں" مرحہ کی آنکھوں میں اب نمی بھرنے لگی وہ نازیہ کو نظر انداز کیے بس جبار کو دیکھ رہی تھی تھی جبار سامنے کھڑے لب کاٹ رہے تھے۔

"اس طرح کی حرکتیں کرنے والی لڑکیوں کا کوئی یقین نہیں کرتا، بلکہ ایسی لڑکیاں تو زمین میں زندہ دفنائی جاتی ہیں تمہیں تو قتل کر دینا چاہیئے تھا"

نازیہ سب لحاظ بھلائے بس چڑھ دوڑھی تھی۔

Club of Quality Content

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں، دوسروں کی بیٹیوں کے بارے میں بولتے ذرا خیال نہیں آ رہا کہ تم خود ایک بیٹی کی ماں ہو" عائزل دو قدم آگے بڑھتی نازیہ کو درشتی سے بولی تھی۔

ہارون اس کی آواز پر دنگ رہ گیا تھا اس قدر مضبوط آواز۔

حماد صاحب مصطفی کی طرف آئے۔

"آؤ جبار اندر چل کر بات کرتے ہیں" حماد صاحب جبار کو کندھے سے تھامے اندر لے جانے لگے

جب نازیہ کی آواز پر رکے تھے۔

"اس کو معاف نہ کر دینا اب میں تو کہتی تھی تمہیں یہ لڑکی ذلیل کرے گی بھرے زمانے میں "

"جب مرحہ کہہ رہی ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا تو اس نے کچھ نہیں کہا سمجھ آئی تمہیں" عائزل کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ہارون نے کن اکھیوں سے موبائل کان سے لگائے اسے دیکھا تھا۔

نازیہ جبار کے ساتھ جا کھڑی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ لڑکی ساتھ ملی ہوئی ہے میں تمہیں کہہ رہی ہوں اس کو اب اسی گھر چھوڑ دو تمہیں کیا لینا ہے اس بد کردار سے "نازیہ جبار کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہہ رہی تھی۔

حماد نے آنکھیں بند کیے سر جھٹکا تھا۔

یہ عورت بلکل پاگل لگ رہی تھی اس وقت۔

جبار نے درشتی سے نازیہ کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"میری بیٹی کے بارے میں ایک اور لفظ کہا تو یہاں کھڑا کھڑا تمھیں تین لفظ کہہ کر فارغ کروں گا، مرحہ آج بھی ویسی ہی ہے جیسے پہلے تھی۔مجھے میری بیٹی پر یقین ہے "نازیہ کو دیکھتے چبا چبا کو بولتے انہوں آخر پر مرحہ کو دیکھا تھا نازیہ ہکا بکا کھڑی کبھی جبار کو تو کبھی مرحہ کو دیکھ رہی تھی۔

مرحہ کے سارے وجود میں ایک پھوار سے برسی تھی۔عائزل ایک جتاتی نظر نازیہ پر ڈالے مرحہ کی طرف آئی تھی جبکہ ہارون نے اس کے اس انداز پر ابھرنے والی مسکراہٹ دبائی تھی۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ہارون مصطفی کے ساتھ بیٹھا سر جھکائے سوچتی نظروں سے قالین کو گھور رہا تھا۔

مصطفی اس پل کو کوس رہا تھا جب اس نے مرحہ کے پیچھے قدم بڑھائے تھے۔

نازیہ کے زبان پر انگارے لوٹ رہے تھے۔کینہ توز نگاہوں سے سامنے بیٹھی مرحہ کی طرف دیکھا جو جبار کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔اندر ایک طوفان اٹھا تھا مگر وہ ضبط کیے بیٹھی رہی شاہد کے انتظار میں بیٹھے وہ لوگ بس ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی بابا کہ جب مرحہ بے قصور ہے مصطفی بے قصور ہے تو ماموں شاہد کو بلانے کا کیا مقصد؟"وہ جھنجھلائی ہوئی بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون ہنوز سر جھکائے بیٹھا رہا مصطفی نے ہارون کی طرف جھک کر سرگوشی نما کچھ کہا۔

جبار نے ایک نظر حماد کی طرف دیکھا۔

"بیٹا بات اتنی چھوٹی نہیں ہے بڑے مل کر سلجھالیں گے"

"لیکن بابا آپ جو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے یہ تو الزام کو سچ کر دے گا"وہ بے چینی سے بول رہی تھی مصطفی نے ناسمجھی سے عائزل کی طرف دیکھا۔

"بیٹا آپ میری بات سنو" جبار مرحہ کا سر اپنے کندھے سے ہٹاتے کھڑے ہوئے اور عائزل کے ساتھ گزرتے وہ کچن کی طرف بڑھ گئے صاف ظاہر تھا کہ وہ سب کے سامنے بات نہیں کریں گے۔

حماد صاحب اٹھتے ہوئے ان کے پیچھے ہو گئے عائزل نے ایک نظر لاؤنج میں بیٹھے نفوس کو دیکھا اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"دیکھو عائزل نازیہ کی باتیں تمہارے سامنے ہیں" وہ کچن میں ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئی بولے۔ حماد صاحب سامنے میز پر دونوں ہاتھ جما کر کھڑے ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کا مکمل جبار کی طرف تھا۔

"وہ ابھی کہ لیے بس نہیں کرے گی اس کو اب بات مل گئی ہے وہ میری بیٹی کو ذلیل کر کے رکھ دے گی۔" ان کے چہرے پر زمانوں کے بے بسی تھی۔

"انکل آپ کا اس طرح مرحہ کا مصطفی سے نکاح کر دینے سے ان کے زبان کا تالا نہیں لگ جائے گا۔ بلکہ وہ سب کو بتائے گی کہ بیٹی نے حرکت ایسی کر دی کہ باپ مجبور ہو گیا کہ اس کا نکاح کر دیا جائے آپ کا یہ فیصلہ مرحہ کی عزت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے گا"

مرحہ تحمل سے بولتی انہیں تصویر کا دوسرا رخ دکھا رہی تھی۔ حماد صاحب خاموشی سے نظریں میز پر گاڑھے کھڑے تھے۔

"عائزل وہ باتیں میں سنوں گا میں ان کو جواب دے دوں گا مگر میری بیٹی بغیر کیس جرم کے مجرم بنی اپنی نظریں جھکائے مجھے یہ چیز ہر گز منظور نہیں۔ میں مصطفی سے التجا کرلوں گا کہ وہ مرحہ کو لے کر یہاں سے چلا جائے اور کبھی دوبارہ اس جہنم میں واپس نہ لے کر آئے۔" جبار بولتے بولتے رونے لگے تھے ضبط ختم ہو گیا تھا۔ حماد نے آگے بڑھ کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا عائزل نے بے بسی سے لب کاٹتے باہر نظر آتی مرحہ کو دیکھا۔ سر پر ڈوپٹہ جمائے وہ نظریں جھکا کر بیٹھی تھی پھر دوسری طرف بیٹھے مصطفی کو دیکھا جو ہارون کو نجانے کیا کہہ رہا تھا۔

ایک لمبی سانس بھر کر وہ کچن سے باہر آ گئی۔

-

عائزل کے کچن میں جاتے ہی مصطفی ہارون کی طرف جھک کر بولا۔

"یہ تم لوگ وہ تو نہیں کرنے لگے جو میں سوچ رہا ہوں" چہرے پر ناگواری سجائے وہ ہارون کو دیکھ رہا تھا

ہارون نے ایک نظر مرحہ کو دیکھا پھر ایک نظر نازیہ کو۔

"اسے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے مصطفیٰ" ہارون نے زور دے کر کہا تھا۔

"مگر اس طرح تو ہم مجرم بن جائیں گے ہارون لوگوں کے الزام سچ ہو جائیں گے" ایک نظر اندر عائزل کی طرف ڈالی جس کی صرف پشت نظر آرہی تھی۔

"تم اسے یہاں رہنے دو گے تب ہی تو کوئی اسے الزام دے گا۔اس نازیہ کو بس مرحہ کو موجودگی سے مسئلہ ہے کیا تم یہ چھوٹی سی بات نہیں سمجھ رہے" ہارون کی پیشانی پر لکیریں ابھرنے لگی تھی۔

"چھوٹی سی بات؟" مصطفیٰ نے صدمے سے اسے دیکھا تھا۔

"یہ چھوٹی بات نہیں ہے ہارون احمد، یہ میری اور اس کی زندگی بھر کا مسئلہ ہے۔ہم کبھی نارمل کپل بن کر نہیں رہیں گے وہ ہمشہ خود کو مجھ پر بوجھ تصور کرے گی اس کی عزت نفس بری طرح ہرٹ ہو گی اور تم اسے چھوٹی بات کہہ رہے ہو"

Clubb of Quality Content

ہارون نے ایک نظر اسے دیکھا۔بے ساختہ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ ابھی بھی مرحہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اس نے اپنا ایک بار بھی ذکر نہیں کیا۔

"تم کروگے مرحہ سے نکاح؟"ہارون نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔سرمئی آنکھوں میں بے بسی تھی

تبھی مرحہ کچن سے نکل کر لاؤنج میں داخل ہوتی نظر آئی۔

"مرحہ تم آؤ میرے ساتھ"مرحہ کا ہاتھ پکڑے وہ اس کھڑا کرتی اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

"اب کہاں لے کر جا رہی ہو پھر سے،کچھ رہ گیا ہے کیا اب؟"نازیہ کے چہرے پر طنز واضح تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مرحہ نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا عائزل نے کچھ کہنے کے لے لب کھولے تھے جب مرحہ کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"کاشف،صدر کالونی میں رہتا ہے چار اکتوبر شام تین بجے اس سے ملنے گئی"ایک لمحے کو ٹھہر کر مرحہ نے عائزل ک طرف دیکھا۔عائزل نے سمجھ کر سر ہلایا اور دونوں ہاتھی سینے پر باندھ لیے۔اگر اب یہ عورت اسی طرح قابو میں آتی تھی تو اسی طرح سہی۔

"سات اکتوبر دوپہر بارہ بجے ریسٹورنٹ میں۔نام تھا سفیان" نازیہ نے ناسمجھی سے ان دنوں کی طرف دیکھا۔

ہارون اور مصطفی کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے کبھی ان دونوں کی پشت کو۔

کچھ دیر پہلے سر جھکائے مرحہ ،سے قدرے مختلف وہ ایک مضبوط شیرنی لگ رہی تھی۔

مرحہ ہاتھ سینے پر باندھے ہلکا سا مڑ کر سوچنے والے انداز میں بولی۔

"کیا نام تھا اس کا عائزل جو شاپنگ مال میں ملا تھا بھلا"

"فرقان" ایک جتاتی ہوئی نظر نازیہ پر ڈالی چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"کون ہیں بھلا یہ" مرحہ اداکاری کرتے ہوئی بولی۔

"وہیں جو نازیہ صاحبہ کی پاک دامن بیٹی سے ملتے وقت ہماری نظروں کے سامنے سے گزرتے ہیں" چبا چبا کر کہتی وہ نازیہ کی طرف ہلکا سا جھکی تھی چہرے پر زمانوں کی سنجیدگی تھی۔

مصطفی نے ہارون کی طرف دیکھ اپنی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "کیا تم نے ابھی کہا تھا کہ اس لڑکی کو میرے سہارے کی ضرورت ہے" وہ حیران ہوتا سر گوشی میں بولا تھا۔

دوسری طرف نازیہ کی ہتھیلیاں بھیگنے لگی تھی۔چور نظروں سے کچن کی طرف دیکھا جہان جبار اور حماد صاحب گفتگو کر رہے تھے۔

"جھوٹ ہے یہ سب "آواز کپکپائی تھی۔

"ہاں ہمیں پتہ تھا کہا تم یہ ہی کہو گی لیکن ہمارے پاس تو ثبوت بھی ہیں کیا خیال ہے مرحہ دکھاؤں ان کو" نازیہ کی طرف دیکھتے وہ اس کے تاثرات سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

مرحہ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر سر نفی میں ہلایا۔

"رہنے دو مر جائے گی یہ "بے رحمی سے کہہ کر مرحہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی عائزل ایک جتاتی نگاہ نازیہ پر ڈالتی پلٹی۔ مصطفی اور ہارون کے حیران چہرے دیکھے اور کندھے اچکا کر آگے بڑھ گئی۔نازیہ کی حالت ایسے ہو گئی کہ کوٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

Clubb of Quality Content

"او بھائی اگر یہ میری زندگی میں آگئی تو مجھے کہیں سہارا نہیں ملنا، جو لڑکی اس طرح کی صورتحال میں بھی جواب دے سکے وہ قیامت ہی ہے" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا سرگوشی میں کہہ رہا تھا ہارون اس کے انداز پر ہنسی ضبط کر کے رہ گیا۔

صبح فجر کی آذان سے کچھ دیر پہلے شاہد آچکے تھے۔عائزل اور مرحہ ابھی تک اوپر تھی اب نازیہ اور جبار ایک صوفے پر بیٹھے دائیں جانب شاہد اور حماد صاحب تھے اور بائیں طرف مصطفی اور ہارون۔

شاہد نے خشمگیں نگاہوں سے سامنے بیٹھے مصطفی کو دیکھ رہے تھے۔

"اب ایسے تو نہ دیکھے، کچھ نہیں کیا میں نے "مصطفی نے منہ پھلائے شاہد کو کہا تھا اس وقت یہ صفائی دیتا وہ ایسے تھا کہ زمیں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

ہارون نے ایک نظر وہاں سب کے چہروں پر ڈالی تھی جبار کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگے جب شاہد ان کی طرف پورا گھوم کر بولنے گے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھیں جبار صاحب مصطفی شرارتیں کرتا ہے غلطیاں بھی کرتا ہے مگر مجھے یقین ہے اس نے کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا ہو گا جس سے مجھے یا یہاں موجود کسی بھے فرد کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے" شاہد مضبوط لہجے میں کہا۔

"دیکھیں مجھے کسی قسم کا اگر شک ہوتا تو میں اس کو اسی وقت ختم کر دیتا" جبار نے اس وقت کی طرف اشارہ کیا جب بیسمنت کا دروازہ کھولا گیا تھا" مجھے حماد صاحب پر بلکل ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ اپنے سگے بھائی پر" نازیہ نے کوفت سے سر جھٹکا تھا سب لوگ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"مگر کچھ وجوہات کی بنا پر میں آپ سے۔۔"

ایک منٹ جبار صاحب" شاہد نے پہلے حماد صاحب کی طرف دیکھا۔ پھر جبار کی طرف رخ کیے چہرے پر حیرانی لیے بولے۔

"جب آپ کو کسی قسم کا کوئی اعراض نہیں ہے تو پھر ہم یہاں کیوں ہے؟ کیا کسی قسم کا پیسوں کا مطالبہ ہے کیا؟" ان کے چہرے پر واضح الجھن تھی۔

"شاہد" حماد صاحب نے انہیں آنکھیں دکھائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مصطفی نے سرد آہ خارج کی۔

"تم باپ بیٹے کی بات پیسے پر آکر کیوں ختم ہو جاتی ہے" ہارون دھیمے لہجے میں سرگوشی کرتا زیر لب مسکرایا تھا۔

"کیونکہ ہم باپ بیٹے کے پاس پیسہ ہے اس لیے" بے نیازی سے جواب دیا گیا تھا۔

"حماد صاحب ان کی سمجھائیں کہ ہم اتنے بغیرت لوگ نہیں ہیں کہ اپنی بیٹیوں کی عزتوں کے سودے کرتے پھریں" جبار صاحب اب کے کافی برہمی سے بولے تھے۔

"لو کروالو نکاح میرا اب" مصطفی پیچھے کو بیٹھ کر بڑبڑایا تھا ہارون اپنا سر جھکا گیا۔

حماد صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے جبار کو پر سکون ہونے کا کہا۔

"دیکھو شاہد جبار چاہتا ہے کہ مرحہ اور مصطفی کا نکاح ہو جائے۔۔"

"تاکہ لوگوں کو لگے کہ ہمارے بچوں نے واقعی کوئی غلط حرکت کی ہے" شاہد صاحب الجھی نظروں سے پوچھتے ہوئے کبھی حماد کو دیکھتے تو کبھی جبار کو، جبکہ نازیہ تب سے ہی خاموش بیٹھی تھی۔

"بات سنو!" جبار ماتھے پر بل لیے کچھ کہنے والا تھا جب ہارون دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوا۔

"دیکھیں آپ سب میری بات سنیں" ہارون سب کی طرف دیکھتا تھوڑا اونچا بولا تھا۔ سیڑھیاں اترتی عائزل اور مرحہ اس کی آواز پر ساکت ہوئی تھی۔

"یہ ایک حادثہ تھا لیکن آپ لوگ اسے مل کر ایک غلطی بنا رہے ہیں" جبار کی طرف نظریں کیے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا" اگر ان دونوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو ہم اس قدم کی طرف آتے مگر ہم سب جانتے ہیں یہاں ایسا کچھ نہیں ہوا" ایک نظر مصطفیٰ کو دیکھا اس کے تنے عصاب کچھ ڈھیلے پڑے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو ہم کیوں اس ڈر کی وجہ سے کہ کل جب سورج نکلے گا تو بات پھیلے گی بدنامی ہوگی ہم دو لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں" اس بار نظروں کا ارتکاز نازیہ تھی۔

"ہارون بات تب باہر نکلے گی جب ہم میں سے کوئی کچھ کہے گا" شاہد نے ماتھے پر شکنیں لاتے ہوئے کہا جس پر سب نے ایک نظر نازیہ کی طرف دیکھا۔

نازیہ پہلے ہی صدمے سے باہر ہی نہیں آئی تھی جو اسے مرحہ دے کر گئی تھی اب اس طرح سب کی ملامتی نظروں کی زد میں آکر اس کا سارا اتمتما جاتا رہا۔

"میں۔۔۔ کسی کو کچھ نہیں کہوں گی۔۔وعدہ کرتی ہوں" نازیہ نے سر جھکائے کہا بہت سا تھوک اندر نگلا تھا ساتھ بیٹھے جبار کو ایک دھچکا لگا تھا۔

"چلیں آپ سب کی تسلی ہو گئی ہے لیکن اب انکل جبار کی تسلی کی خاطر ہم مرحہ کو بلا کر پوچھ لیتے ہیں کہ وہ کیا چاہتی ہے" وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں آپس میں جوڑے بہت تحمل سے کہہ رہا تھا۔ ساتھ ہی سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھا دیے۔

لیکن پہلے ہی مرحہ نیچے آتی نظر آئی۔ پیچھے ہی عائزل۔ ہارون نے اس کو دیکھ کر نظروں کا رخ پھیر لیا۔

"جی بابا" لاؤنج کے وسط میں کھڑی مرحہ نے گردن اٹھا کر جبار کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

شاہد نے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھا تھا جب کہ عائزل سیڑھیوں کے ساتھ ہی ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

ہارون دو قدم آگے آیا اور مرحہ کی طرف رخ کیے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے بابا چاہتے ہیں کہ تمہارا اور مصطفی کا نکاح ہو جائے کیا تم اس سے رضامند ہو" وہ مرحہ کی طرف دیکھتا بول رہا تھا۔

سب کی نظریں اب مرحہ پر جار کی تھی مصطفی نے بے چارگی سے اسے دیکھا تھا۔

مرحہ نے نظریں جھکا دی اور ادھر مصطفی کا دل حلق میں آگیا۔ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ یہ سوچ گیا تھا کہ اب کوئی اٹھ کر کہے گا کہ مشرقی لڑکی کی خاموشی اس کا اقرار ہوتا ہے۔

لیکن اسی لمحے مرحہ نے ایک لمبا سانس کھینچا اور نظریں اٹھا کر سب کو دیکھا۔

"دیکھیں بابا اگر آپ دنیا کی وجہ سے اس طرح میرا نکاح کسی سے بھی کر دیں گے تو مجھے یہ منظور نہیں۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میں کوئی پندرہ سالہ لڑکی نہیں جسے کوئی بھی ڈرا دھمکا کر کچھ بھی کروا لے گا میں ایک چوبیس سال کی ڈاکٹر ہوں اور مجھے دنیا کو سنبھالنا آگیا ہے آپ میرے حوالے سے یا کسی بھی اور حوالے سے فکر نہ کریں" آخر پر نظریں نازیہ پر گاڑتی وہ لہجے میں غصہ سموئے بولی تھی۔ جبار صاحب کے کندھے ڈھیلے پڑے تھے جبکہ نازیہ اب دوبارہ اس سے نظریں ملانے کا قابل کہاں رہی تھی۔ پیچھے کھڑی عائزل نے مسکرا کر فخر سے اسے دیکھا تھا۔ وہاں موجود سب اب پر سکون ہو چکے تھے تبھی آذان کی آواز گونجی تھی۔

باول کلب
Clubb of Quality Content

"لو اللہ کی طرف سے بھی اشارہ مل گیا" حماد صاحب معاملے کی خلاصی کرتے بولے۔

"چلو بھئی کسی معصوم کی زندگی خراب ہونے سے بچ گئی" شاہد صاحب ہلکا سا مسکرا کر بولے تھے سب نے اس کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔

"اور نہیں تو کیا مصطفی کے نصیب میں ہو گی اس کی زندگی کسی امتحان سے کم تو نہیں ہو گی نا" ہلکے پھلکے انداز میں کہتے انہوں نے مصطفی کو دیکھا تھا۔سب کے چہرے پر مصطفی کی شکل دیکھ کر مسکراہٹ آگئی تھی۔

ماحول کا تناؤ کچھ کم ہوا تھا۔

مصطفی نے ایک شکایتی نظر شاہد کی طرف دیکھا تھا۔

تبھی خدیجہ بیگم کمرے سے باہر آئی نیند سے بھری آنکھیں سامنے کا منظر دیکھ کر مکمل کھل گئی تھی کچھ دیر کے لیے وہ ساکت رہ گئی۔

عائزل جلدی سے آگے بڑھ کران کا ہاتھ تھامتی سب کے بیچ لے آئی۔

Clubb of Quality Content ناولز کلب

"آئیں آپ کو ایک کہانی سنائیں" مسکرا کر کہتی وہ ان کا ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی اور پھر جیسے جیسے عائزل بولتی گئی ویسے ویسے ان کی آنکھوں حیران ہوتی گئی۔اس دوران ہارون چپ چاپ بغیر کسی کی نظروں میں آئے وہاں سے نکل گیا تھا۔

-

تین ہفتے پلک جھپکتے گزرے تھے۔اس واقعے کے بعد نہ مصطفی دوبادہ ادھر آیا تھا اور نہ ہی ہارون۔

عائزل اور مرحہ کی ہاؤس جاب سٹارٹ ہو چکی تھی زیادہ دیر ان کی ہسپتال میں گزرتی تھی۔

"اماں یہ ناشتہ نہیں کروانا کیا آج" جمائی روکتی عائزل سستی سے لاؤنج میں پڑے صوفے پر بیٹھی تھی۔

"مجال ہے یہ لڑکی جو کبھی خود سے گھر کا کوئی کام کرلے ہر کام بس کوئی دوسرا کرے ناشتہ بھی بس بیٹھے بیٹھے سامنے آجائے" کچن میں برتنوں کی اٹھک پٹخ کرتی خدیجہ بیگم اونچا بڑبڑا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نے بے بسی سے کچن کو دیکھا وہ جو صبح نو بجے سے رات دس بجے تک ہسپتال میں کام کرتی تھی خدیجہ بیگم کے لیے وہ کچھ بھی نہیں تھا۔

"امی یار یہ اتوار کو ہی تو چھٹی ہوتی ہے۔اور کب میں فارغ ہوتی ہوں جو گھر کے کام کروں؟"

وہ مرے مرے قدم اٹھاتی کچن میں جا کر ڈائننگ کی کرسی کھینچ کو بیٹھتے ہوئے بولی۔

جواب میں وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی پتہ نہیں وہ کونسی مائیں ہوتی ہیں جو اولاد کو کامیاب ہونے کے بعد صدقے واری جاتی ہیں۔وہ بس دل میں ہی سوچ سکی تھی زبان سے کہہ کر ایک نیا محاذ نہیں کھولنا چاہتی تھی۔

تبھی بیرونی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی عائزل نے گردن گھما کر کلاک کی طرف دیکھا صبح کے دس بج رہے تھے۔

آنے والے کی طرف رخ کرتی وہ اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

تبھی کچن میں مرحہ داخل ہوئی اس کو آتا دیکھ کہ وہ جو کھڑی ہوئی تھی واپس بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کسی کا انتظار کر رہی تھی کیا" سنجیدہ سا کہتی وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی تھی "نہیں تو بس ویسے ہی "وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کسی کا انتظار کرنا چاہتی بھی ہے یا نہیں۔خدیجہ بیگم نے مڑ کر مرحہ کو دیکھا۔

"سلام کرنا بھول گیا ہے کیا"

لہجہ میں غصہ تھا۔

"اوہ سوری آنٹی،اسلام علیکم "ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی ہو آنکھیں جھپکا کر بولی تھی۔

"لوگوں کے بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں ان کی تمیز بڑھتی جاتی ہے اور یہ ایک ہمارے بچے ہیں کہ بس "وہ پھر سے شروع ہو گئی تھی مرحہ نے حیرانی عائزل کی طرف دیکھ کر ابرو اچکا کو اشارے سے کہا "کیا ہوا انہیں "

"ناشتہ مانگ لیا تھا ان سے "عائزل نے ہلکا سا آگے کو بڑھ کر سرگوشی کی۔

مرحہ اوہ میں لب سکیڑ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔خدیجہ بیگم بڑبڑاتے ہوئے کچن سے باہر چلی گئی۔

عائزل لمبا سانس لیتی ٹیبل پر دونوں ہاتھوں پر وزن ڈالتی کھڑی ہوئی۔

Clubb of Quality Content

"آج ناشتہ خود ہی بنانا پڑے گا"

"میرے لیے چیز آملیٹ "وہ موبائل نکال کر آرڈر دیتی بولی۔

"اپنی تھنگ ایلس میم ؟"ہلکا سا جھک کر زبردستی مسکراہٹ چہرے پر لائے وہ بولی تھی۔

"نہیں فلحال یہ ہی لے آؤ اگر اپنے پاس سے کچھ اور کھلانا چاہو تو کھلا دو"

عائزل قہقہہ لگا کر چولہے کی طرف بڑھ گئی۔

"اچھے دن تھے وہ بھی جب ہم کینٹین میں اس طرح کی حرکتیں کرتے تھے"مرحہ کی طرف پشت کیے وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

تبھی دروازہ پھر سے کھلنے کی آواز آئی۔

عائزل نے بے چینی سے باہر کی طرف دیکھا۔

"کیا تم کسی کا انتظار کر رہی ہو ؟"مرحہ نے اب کے ماتھے پر بل ڈال کر کہا جیسے اصل سوال ہو کہ "اب تم مجھ سے بھی چھپاؤ گی"

Clubb of Quality Content

"اسلام و علیکم لیڈیز" ہشاش بشاش آواز میں بولتا وہ کچن کے دروازے میں کھڑا تھا عائزل کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔

"و علیکم اسلام" رسمی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا۔

مصطفی نے مرحہ کی طرف دیکھا۔

"و علیکم اسلام" وہ ایک نظر دیکھ کر دوبارہ سے موبائل میں گھس گئی تھی۔

"اتنا نظرانداز" وہ جو خدیجہ بیگم کی طرف جانے والا تھا عائزل کو طرف دیکھ کر کہتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

عائزل نفی میں گردن ہلاتی ہنس دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے لیے ناشتہ بناؤں کیا"

ہاں پلیز چیز آملیٹ" مرحہ کو گھورتے وہ عام سے انداز میں بولا تھا جبکہ مرحہ کے حرکت کرتے ہاتھ رکے تھے ایک نظر عائزل کو دیکھا۔

جو اس کے اس ردعمل پر گردن پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی۔

"کیا ہوا کچھ غلط کہا کیا" عائزل کو اس طرح ہنستے دیکھا وہ باری باری دونوں کو دیکھتا بولا۔

"نہیں نہیں بنا دیتی ہوں 'چیز آملیٹ' "" چیز" پر زور دیتی وہ چولہے کی طرف رخ کر گئی۔

مرحہ واپس موبائل سکرین پر بے مقصد انگلیاں مارنے لگی۔

ہارون کے لیے بھی بنانا وہ فون سننے کے لیے باہر رک گیا تھا" کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولتے وہ غور سے عائزل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عائزل کے کام کرتے ہاتھ تھمے تھے۔دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔کیا آج انتظار ختم ہو جائے گا، وہ بغیر جواب دیے انڈہ پھینٹنے لگی۔

مصطفی نے واپس مرحہ کی طرف دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔بلکہ آنکھوں سے کچا چبانے کا ارادہ کیے بیٹھی تھی۔

"اب کیا کر دیا میں نے "مصطفی چہرے پر معصومیت لائے بولا تھا۔

"تم یہ برینڈ کا اشتہار بن کر یہاں ناشتہ کرنے آئے ہو" مرحہ نے اسے سر سے پاؤں تک مشکوک نظروں سے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پچھلی بار جب تم نے مجھے یہ طعنہ دیا تھا تو یاد ہے نہ کیا ہوا تھا" میز پر دونوں بازو ایک دوسرے کو اوپر رکھتا وہ اسے تپا گیا تھا۔

مرحہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور کر دیکھا جیسے اس کے اندر تک دیکھنا چاہا ہو۔

"خالہ سے ملنے آیا تھا جا رہا ہوں آج واپس" اس کے اس طرح دیکھنے پر آہستہ آواز میں بولا تھا

۔مرحہ اثبات میں سر ہلاتی پیچھے ہو بیٹھی۔

عائزل اب کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹ رہی تھی کچن میں کھٹ کھٹ کی آواز کانوں میں لگ رہی تھی۔

"تم جب دیکھو یہی ہوتی ہو تمہیں اور کوئی کام نہیں ہوتا کیا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں کیا یہ گھر تمہارا ہے؟"

"میرا نہیں تو تمہارا بھی تو نہیں ہے"

مرحہ بغیر جواب دیے پھر سے موبائل میں لگ گئی۔

مصطفی نے اپنے سوال پر لعنت بھیجی۔

عائزل اب سبزیاں انڈے میں ملا کر انہیں فرائینگ پین میں الٹ رہی تھی۔

گرم گھی میں آمیزہ گرتے ہی شڑشڑ کی آواز آئی۔ساتھ ہی کچن میں ہارون داخل ہوا۔سامنے ہی عائزل کی پشت پر نظریں پڑی۔

دل میں ایک ساتھ ہی بہت سی حسرتیں ابھری تھی۔وہ ضبط کرتا وہیں سے واپس جانے لگا تھا جب مصطفی کی آواز پر وہ رکا تھا۔

"ہارون آجاؤ یار ناشتہ کر لیتے ہیں پہلے" ہارون کے نام پر عائزل کی فرائینگ پین پر گرفت سخت ہوئی تھی آنکھوں میں غم غصہ ایک ساتھ عود آیا تھا۔

ہارون نے ایک کڑی نظر مصطفی پر ڈالی اور مدھم سے لہجے میں سلام کرتا بیٹھ گیا۔

مرحہ بہت فرصت سے ہارون کو دیکھ رہی تھی۔

" نظر لگاؤ گی کیا؟"مصطفی مرحہ کی طرف جھکتا بولا تھا جو ہارون کی ٹکٹکی باندھے دیکھے جارہی تھی نجانے کیوں مصطفی کو یہ بات اچھی نہیں لگی تھی۔

منہ بسور کر ایک نظر مصطفی کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہارون بھائی اس دن کے لیے شکریہ" ہارون جو سر جھکائے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے بیٹھا تھا مرحہ کی آواز پر ہلکا سا مسکرا کر بولا۔

"کس بات کے لیے" چہرے پر الجھن واضح تھی عائزل کے کام کرتے ہاتھ اب کپکپا رہے تھے۔آنچ ہلکی کرتے اب وہ سلاد کاٹ رہی تھی۔

"اس دن اس شخص سے بچانے کے لیے" وہ مسکرا رہی تھی مگر وہ مصطفی کو جتا گئی تھی ہارون نفی میں سر ہلاتا ہنس دیا۔

"او میرے خدایا میں تمہیں کوئی مانسٹر لگتا ہوں جو تم ایسے کہہ رہی ہو۔اچھا بھلا معصوم منڈا تمہاری ہتھے چڑھنے لگا تھا۔یہ تو میرا دوست تھا جس نے مجھے "تم" سے بچا لیا" مصطفی کو مرحہ کی بات دل پر لگی تھی۔

"ارے اگر تمہارے جیسے لوگ معصوم ہوتے تو دنیا کب کی ختم ہو جاتی۔یہ تو میرے اللہ کا شکر ہے کہ تمہیں میرے پلے نہیں ڈال دیا" مرحہ سر جھٹک کر بولتی رخ دوسری طرف کر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون ان کی بحث کو ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا سنہری آنکھوں کی اداسی کچھ بڑھ گئی تھی مگر چہرے پر مسکراہٹ کا ملمع چڑھا ہوا تھا۔

"ارے تم ڈیز روہی کہاں کرتی ہو میرے جیسا نیک شریف لڑکا ملتا تمہیں۔ارے اس لڑکی کی کیا قسمت ہو گی جو میری زندگی میں آئے گی" مصطفی اب کے فرضی کالر جھاڑتا ہوا بولا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا تو کچھ زیادہ ہی خوش فہم ہو؟" مرحہ اس کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتی بولی۔

"اور تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری نظر کمزور ہے" وہ بھی اسی کے انداز میں بول رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم"

"تم" وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے جب عائزل کی ہلکی سے چیخ نکلی تھی ہارون نے تیزی سے اسکی طرف دیکھا تھا "کیا ہوا" مرحہ بولی تھی مگر ہارون بجلی کی سی تیزی سے اٹھا تھا اس کے سر پر جا کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر عائزل سرعت سے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔ہارون نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔اپنی بے اختیاری پر وہ ہلکا سا شرمندہ ہوا تھا۔

"وہ آملیٹ پلٹنے لگی تھی تو آئل کا چھینٹا پڑ گیا" اپنے ہاتھ کو سہلاتے وہ درد سے بولی تھی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔

"اوہ ہو تو تمہیں کس نے کہا تھا ماسٹر شیف بننے کو" مرحہ اٹھ کر اس کا ہاتھ دیکھنے لگی تھی۔

مصطفی نے غور سے اس وقت ہارون کی طرف دیکھا۔ جو عائزل کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہا تھا سنہری آنکھوں میں بے بسی واضح تھی وہ پہلی بار اتنا بے اختیار ہوا تھا۔

مرحہ نے اسے ایک کرسی پر بٹھایا اور خود مرحم کی تلاش میں کیبن کھول کر دیکھنے لگی۔

"یہ رہا" ہارون نے سامنے کیبن کھول کر مرحہ کی طرف آئنٹمنٹ بڑھاتے ہوئے کہا تھا ۔خجالت کی وجہ سے نظریں ادھر ادھر گھما رہا تھا۔

مرحہ گھٹنوں کے بل بیٹھی اس کے ہاتھ پر احتیاط سے وہ جیل نما پیسٹ لگا رہی تھا۔

درد سے ایک سسکی عائزل کے لبوں سے نکلی تھی۔ ہارون نے اپنے لب بھینچے تھے عائزل کا درد اسے تکلیف دے رہی تھی۔

مصطفی نے مرحہ کی طرف دیکھا اور آنکھوں سے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

Clubb of Quality Content

وہ جو اسے کچھ غلط بولنے ہی کی لگی تھی اس کی آنکھوں میں التجا دیکھ کر چپ ہو گئی۔

"مجھے لگتا مجھے آنٹی آواز دے رہی ہیں میں آ بھی آتی ہوں" کہہ کر وہ آئنٹمنٹ ٹیبل پر رکھتی باہر کی طرف چلی گئی۔

عائزل نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

اور پھر مصطفیٰ کی طرف دیکھنا چاہا مگر وہ پہلے ہی غائب تھا۔

"زیادہ درد ہے کیا؟" وہی نرم دھیما پرواہ لیے ہوئے لہجہ عائزل کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ایک ساتھ کیا کچھ ہی یاد نہیں آ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ عائزل کے سامنے کرسی کھینچتے بیٹھا تھا۔دونوں ہاتھ کی کہنیوں کو ٹانگوں پر رکھ ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کیے وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ہلکے سبز رنگ کے ڈوپٹے کے ہالے میں وہ سر جھکائے بیٹھی سیاہ آنکھوں میں پانی روکے بیٹھی تھی ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم ٹھیک ہو" وہ آنکھوں میں فکر لیے بیٹھا تھا۔

عائزل کا ضبط جواب دینے لگا جلن کا احساس زیادہ ہونے لگا تھا آنسو سیاہ آنکھوں کے حلقے سے بہہ نکلے تھے اس نے پھر ہولے سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہوا عائزل" کتنے عرصے بعد اس نے اس کا نام لیا تھا اس نے سوچنا چاہا مگر اف جلن، اب پورے ہاتھ میں درد اٹھنے لگا تھا عائزل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔ کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں ہارون کے لیے ان آنکھوں میں دیکھنا مشکل تھا وہ نظروں کا رخ بدل گیا۔

"میں تمہیں "اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے جب عائزل نے پہلے ہی اس کی بات کاٹ دی۔

"مجھے امی نے سب بتا دیا ہارون "وہ اتنی آہستہ آواز میں بولی تھی کہ اس خود بمشکل خود کی آواز سنائی دی ہو گی حلق میں آنسو پھندے کی صورت میں پھنس گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا "ہارون نے الجھن سے اسے دیکھا۔

"امی نے مجھے سب بتا دیا ہارون "اب کی بار وہ قدرے اونچا بولی تھی مگر آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ ہارون ایک دم ساکت رہ گیا۔ سارے الفاظ دم توڑ گئے۔ وہ سکتے کے عالم میں بیٹھا اسے

دیکھ رہا تھا۔عائزل کی آنکھوں میں ایک بار پھر پانی جمع ہونے لگا تھا ہارون ایک بر پھر دھندلا دکھائی دینے لگا تھا۔

"وہ، میں تمہیں۔۔"ہارون نے کچھ کہنے کے لیے الفاظ جمع کرنے چاہے۔

"مجھے انتظار رہے گا ہارون جب "تم "مجھے سب سچ بتاؤ گے۔میں انتظار کروں گی تمہاری طرف کی کہانی سننے کا"

عائزل نے تم پر زور دیتے ہوئے کہا اور لمبے ڈنگ بھرتی وہ کچن سے باہر چلی گئی۔

پیچھے ہارون نے ایک سرد آہ بھری تھی۔وہ کب سے جانتی تھی کتنا جانتی تھی دل میں ایک نئی بے چینی گھلنے لگی۔ایک طرف اتنے عرصے بعد اسے ایک امید نظر آئی تھی عائزل کی واپس آنے کی اور دوسری طرف وہ پھر سے دور جا رہا تھا۔

"تم ان کے بارے میں سب جانتی ہو کیا؟"مصطفی نے کچن سے باہر آتے ہی مرحہ سے پوچھا تھا۔

مرحہ دھپ سے صوفے پر گرتی اپنی گردن کی پشت کو ہاتھ سے مسلنے لگی۔مصطفی بائیں طرف صوفے پر آرام سے بیٹھتا غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

باور کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں جانتی ہوں" صوفے کی پشت پر آنکھیں گرائے وہ ہلکی بے تاثر آواز میں بولی تھی۔

مصطفی نے سر اثبات میں ہلا دیا اور فرش کو گھورنے لگا۔

"تم اندر مجھے کیا کہہ رہے تھے کہ میں تمہیں ڈزیرو نہیں کرتی؟" مرحہ جھٹکے سے سیدھی ہوتی اس کی طرف غصے سے دیکھ رہی تھی مصطفی نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اب سمجھ لگی کیا؟ خیر گدھوں کو دیر سے سمجھ لگتی ہے" سر جھٹک کر بولتا وہ سامنے کمرے کی طرف دیکھنے لگا جس کا دروازہ بند تھا۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے کوئی بہت طاقتور عقلمند اور مضبوط عصاب کا مالک ہی سنبھال سکتا ہے تم ان تینوں چیزوں میں سے ایک بھی نہیں ہو سو مسئلہ یہ ہے کہ تم مجھے ڈیزرو نہیں کرتے" مرحہ آنکھیں جھپکا کر کہتی اسے چڑا رہی تھی۔

"اللہ کرے تمہاری زندگی میں کوئی کھڑوس آئے تمہیں دن رات اگنور کرے، ہائے مزہ آجائے قسم سے" آخر میں شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا وہ اس کو تپا گیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اللہ کرے تمہیں کوئی ڈائن ملیں دن رات تمہارے ساتھ چپکی رہے اور تمہاری زندگی عذاب بنا دے۔ آمین" دعا کی شکل میں ہاتھ اٹھا کر چہرے پر پھیرتی اس وقت معصوم سے لگ رہی تھی۔

مصطفی ہنس دیا۔

"کیا ہم یہ اپنا جھگڑا ختم نہیں کر سکتے؟" وہ سادہ سے لہجے میں مرحہ کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

اسی وقت کچن سے عائزل نکلی نم آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی وہ سیڑھیاں چڑھ گئی۔

"میں اس سے پوچھ کر آتی ہوں انہوں نے کیا بات کی" مرحہ تیزی بولتی اٹھ کر جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

"کوئی پرائیویسی بھی ہوتی مرحہ" اس کے سامنے کھڑا ہوتا وہ اسے ٹوک گیا تھا۔

مرحہ دانت پر دانت جما کر کچھ دیر کھڑی اس کو دیکھتی رہی۔

"نہیں ہم جھگڑا ختم نہیں کر سکتے۔ تمہارے کرتوت ہی نہیں ہیں ایسے کہ بندہ پیار محبت سے رہے" مرحہ ملامتی نظروں سے اسے گھورتی اس کی دائیں طرف سے گزرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں جیسا رہنا ہے ویسے رہ لینا میں تم سے پیار اور محبت کے ساتھ رہ لوں گا" مصطفی بغیر پلٹے بولا تھا دونوں کی ایک دوسرے کی طرف پشت تھی مرحہ کے قدم رکے تھے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔

تبھی مصطفی پلٹا مرحہ اس کی طرف پشت کیے کھڑی رہی۔

"مزاق تھا" مصطفی اس کے کان کے پاس ہو کر آہستہ سے بولتا قہقہہ لگا گیا۔

مرحہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔

"تم اپنے مذاق اپنے پاس ہی رکھو آیا بڑا شتر مرغ کہیں کا" گھوم کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور پیر پٹختی وہ سیڑھیوں کی طرف چلی گئی۔ مصطفی نے اسے ہنسی روکتے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلایا تھا۔

"کوئی حرج بھی نہیں آپ کے ساتھ محبت کرنے میں" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔

ہارون عائزل کے جانے کے بعد کچھ دیر اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا ذہن میں بہت سی جمع تفریق ہو رہی۔ تھی کچھ دیر بعد مصطفی اندر داخل ہوتا اسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے عائزل اٹھ کر گئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"کیا ہوا" لہجہ کو ساری شوخی کہیں عنقا ہو گئی تھی

"ممانی نے اسے سب بتا دیا مصطفی" وہ اسی طرح سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتا بولا

"چلو یہ اچھا ہو گیا اب صرف ایک بے خبر میں ہی بچا ہوں مجھے بھی بتا دو آخر اس دن ہوا کیا تھا جب تم نکاح والے دن پھپھو سے ملنے گیے تھے" وہ ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھتا لہجے میں بیچارگی سموئے بولا تھا۔ہارون نے ایک تھکی ہوئی نظر اس پر ڈالی یہ بندہ کبھی کسی معاملے میں سنجیدہ نہیں رہ سکتا۔لیکن پھر اس کی الفاظ پر چونکا

"تمہیں کس نے بتایا کہ میں نکاح والے دن ممانی سے ملا تھا" آنکھوں کو چھوٹا کیے وہ مشکوک انداز میں بول رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ۔۔۔میں۔۔۔کیا ہے نا کہ۔۔۔" مصطفی ہارون کی طرف آنکھیں پورے کھولے لڑکھڑا کر بولنے لگا جب ہارون نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا

"ولی؟" سوال کم اور جواب زیادہ تھا

مصطفی نے بیچارگی سے سر اثبات میں ہلا دیا

"مگر قسم سے اس نے مجھے اس سے آگے کچھ نہیں بتایا تھا سچی" اپنے سر پر ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر وہ بچو کے سے انداز میں بولا

ہارون ہلکا سا ہنس دیا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

رخ خدیجہ بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔ پیچھے مصطفی کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔ ہٹلر شاید اچھے موڈ میں تھا۔

ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹا کر وہ کمرے میں داخل ہوا تھا خدیجہ بیگم تہہ کیے ہوئے کپڑے الماری میں رکھ رہیں تھی ہارون کی طرف ان کی پشت تھی

"میں نہ ہوں تو ایک کام نہیں ہوتا تم سے عائزل ابھی کل کو تمہاری شادی کرنی ہے تو کیا کہوں گی ان کو کہ لڑکی کو صرف انسانوں کا چیر پھاڑ کرنا آتا ہے" وہ ایک کے بعد ایک کر کے وہ تہہ کیے کپڑے الماری میں رکھ رہی تھی

ناولز کلب
Club of Quality Content

ہارون نے ہلکا سا کھنکھار کر گلا صاف کیا خدیجہ بیگم نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا کام کرتے ہاتھ ساکت ہو گئے چہرے پر غصے کی جگہ نرم، شرمندگی، تشکر کیا کچھ نہیں ابھرا تھا۔

"کیا میں بات کر سکتا ہوں آپ سے" کمرے میں رکھے کاؤچ کی طرف گردن سے اشارہ کرتے وہ واضح کر گیا تھا کہ وہ لمبی گفتگو کرنے آیا تھا۔

"بیٹھو" ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ کہتی انہوں نے باقی کے کپڑے الماری میں رکھے اور اس کے سامنے آ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"تم نے کچھ کھایا" چہرے پر نرمی تھی۔

"نہیں بس وہ آپ سے بات کرنے آیا تھا" کہنیاں گھٹنوں پر رکھے آپس میں پیوست کیے ہاتھوں پر تھوڑی رکھے وہ سنہری بھوری آنکھوں سے خدیجہ بیگم کو دیکھ رہا تھا۔

"عائزل سے مل کر آئے ہو؟" اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ پوچھ رہی تھیں۔

ہارون نے لمبی سانس کھینچتے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارے سارے سوالوں کے جواب دینے سے پہلے میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے وہ ہارون کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔

ان کے لب ہلنے شروع ہوئے تھے اور ہارون خاموشی سے سنے گیا۔

آٹھ دن قبل

خدیجہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھ رہی تھیں۔عابش اور معیز کالج،عائزل مرحہ ہسپتال جا چکی تھیں۔وہ خالی خالی نظروں سے ٹی وی پر ابھرنے والے چہرے دیکھ رہی تھیں۔ تبھی سامنے ٹیبل پر رکھا ان کا موبائل کی سکرین روشن ہوئی۔

انہوں نے نظر جھکا کر موبائل پر دیکھا کسی میسج کی نوٹیفکیشن تھی۔ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھاتے انہوں نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ریموٹ سے ٹی وی بند کر دیا تھا۔ہر چیز سے دلچسپی ختم ہو گئی تھی موبائل ان لاک کر کے آنے والا میسج کھولا۔

"کیا آج ہم بارہ بجے مل سکتے ہیں خدیجہ؟ کچھ ضروری بات کرنی ہے، شمیم" میسج پڑھتے ان کے ہاتھوں کی گرفت موبائل پر سخت ہوئی تھی وہ سوچتی نظروں سے موبائل کو دیکھتی رہیں۔ذہن میں شمیم کی باتیں گونجنے لگی تھی۔اس کی نظروں کے طنز وہ حقارت سے بھری مسکراہٹیں،سالوں پرانے گہرے زخم پھر سے تازہ ہو گئے تھے۔آنے والی سوچوں کو جھٹک

کر وہ موبائل رکھنے لگی جب شمیم کے جڑے ہاتھ نظروں کے سامنے گھوم گئے۔خدیجہ بیگم نے بے بسی سے آنکھیں بند کی۔کچھ دیر بعد بڑی چادر لپیٹے ہاتھ میں پاؤچ پکڑے وہ گھر سے جا رہی تھی جاتے ہوئی ایک نظر گھڑی پر ڈالی ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے۔ایک بجے سے پہلے انہیں گھر واپس آنا تھا

ریسٹورینٹ میں ہر طرف لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔کہیں کوئی فیملی لنچ کے لیے آئی ہوئی تھی تو کہیں کوئی میٹنگ چل رہی تھی۔

خدیجہ بیگم چادر اچھی طرح سنبھالے باوقار سی چلتی قدرے کورنر والے ٹیبل کی طرف قدم بڑھا دیے جہاں ایک عورت دوپٹے کو سر پر جمائے شال کندھوں پر ڈالے بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کی پشت سے ہی خدیجہ جان گئی تھی کہ وہ شمیم ہے۔

خدیجہ بیگم قدم قدم چلتی اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"اسلام علیکم" نظریں جھکائے وہ اپنا کاؤچ ٹیبل پر رکھ رہی تھی ابھی تک شمیم پر کوئی نظر نہیں ڈالی تھی۔

Clubb of Quality Content

"وعلیکم اسلام" قدرے افسردہ سے آواز تھی۔

"کیوں بلایا تم۔۔" الفاظ حلق میں ہی ٹوٹ گیے

وہ یک ٹک شمیم کو دیکھ رہیں تھیں۔

یہ وہ شمیم تو نہیں تھی جس کو پانچ سال پہلے وہ گاڑی کے پیچھے روتا بلکتا چھوڑ کر گئی تھیں۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے، گالوں پر ماس نہ ہونے کے برابر، چہرے کی ہڈیاں کافی ابری ہوئی تھیں۔ رنگت زرد، بال سیاہ سفید، خدیجہ بیگم نے ہاتھوں کی طرف دیکھا ہاتھوں پر واضح ابھرتی نسیں ہڈیوں پر سے گزرتی دکھائی دے رہیں تھیں۔ وہ وقت سے پہلے بہت زیادہ بوڑھی ہو چکی تھی۔

"یہ تم نے کیا کر لیا خود کے ساتھ شمیم" خدیجہ بیگم ساری رنجشیں بھلائے ہمدردی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

شمیم ہلکا سا ہنس دی جیسے خود پر ہنسی ہو۔

"میں نے کیا کرنا تھا خدیجہ، یہ تو قسمت نے کھیل کھیلا میرے ساتھ" وہ ریسٹورینٹ کے شیشے سے باہر نظر آتی ٹریفک کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"کیا ہوا؟" نہایت شفیق لہجے میں کہتی خدیجہ بیگم نے اس سے پوچھا تھا۔ماضی کی رنجشیں کہیں دھندلا گئی اور ہمدردی اس کی جگہ آن بیٹھی تھی۔

شمیم نے ایک نظر خدیجہ کو دیکھا

"کہاں سے لاتی ہو خدیجہ اتنا حوصلہ تم آخر، تمہارے اندر صبر کا کونسا کنواں ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا" وہ جس کرب سے کہہ رہی تھی اس کی حالت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔قسمت نے بہت بری طرح سے پٹکا تھا۔خدیجہ بیگم لب کاٹتی خاموش نظروں اسے دیکھے گئی۔اس بات کا بھلا کیا جواب ہو سکتا تھا

"تمہیں پتہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ماضی میں جا کر خود اپنا منہ نوچ لیتی جب جب میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی" وہ عجیب سے انداز میں ہنستی کہہ رہی تھی اس کی حالت اس وقت قابل ترس تھی۔

"چھوڑو سب باتوں کو شمیم جو ہونا تھا ہو گیا" آہستہ سے کہتے خدیجہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

شمیم کی کھڈے نما آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکلے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسے چھوڑدوں ان باتوں کو میں خدیجہ میں کیسے، وہ باتیں کسی گرداب کی طرح میری زندگی کے گرد گھومتی ہیں میری کی گئی زیادتیوں کا بدلہ میری بیٹی کو ادا کرنا پڑا تھا۔ خدیجہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی" وہ آہستہ آواز میں رو رہی تھی کچھ لوگوں نے گردنیں گھما کر ان لوگوں کی طرف دیکھا تھا مگر اسے کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

"کیا ہوا ردا کو؟" خدیجہ بیگم فکرمندی سے آگے ہوئی تھی ایک بے چینی سے اٹھی تھی۔

"وہی جو ہم نے تمہارے ساتھ کیا،" رندھی ہوئی آواز میں بولتی وہ کسی کھنڈر نما عمارت کی طرح لگ رہی تھی جو لمحہ بہ لمحہ گر رہی تھی۔

خدیجہ بیگم کے ہاتھ کی گرفت شمیم کے ہاتھ پر ڈھیلی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ سب کیسے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی" خدیجہ بیگم زیر لب کہہ رہی تھی۔

"تمہارا صبر خدیجہ تمہارا صبر میرے منہ پر اب طمانچے کی طرح لگ رہا ہے تم نے خود کچھ نہیں کیا لیکن اللہ نہیں بھولا اس نے مجھے وہاں سے توڑا خدیجہ کہ میں کہیں کی نہیں رہی۔ میرا بیٹا مجھ سے بات کرنے کا روادار نہیں میرا شوہر پیسے بھیج دیتا ہے مگر کبھی گھر میں آ کر کسی کو

اپنی شکل تک نہیں دکھائی" وہ رک رک کے ہچکیوں ک درمیان بول رہی تھی۔خدیجہ بیگم نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

"یقین مانو شمیم میں نے کبھی تمہارے لیے بددعا نہیں کی" آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔

"میں نے کب کہا کہ تم نے بددعا دی ہے، اگر بددعا دے دیتی تو شاید میری سزا تھوڑی کم ہوتی مگر تم نے تو صبر کر لیا خدیجہ، اور صبر کرنے والوں کو بدلہ کیسے خدا لیتا ہے یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے" ایک بار پھر آنسو آنکھوں سے نکلنے لگے تھے۔

میں تم سے بس ایک گزارش کرنے آئی ہوں خدیجہ" ہاتھ کی پشت سے چہرے پر آئے آنسو صاف کرتی شمیم نے لرزتی آواز میں امید سموئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے اعمال کی سزا میری ایک اولاد کو مل چکی مگر میری دوسری اولاد کو اس کرب سے نہ گزارنا پلیز، خدیجہ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں" باقاعدہ دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" چہرے پر حیرانی لائے وہ شاکی نظروں سے اس کے جڑے ہاتھ دیکھ رہی تھی۔

"میری بیٹے کو عائزل دے دو خدیجہ، میرے بیٹے کی خوشی عائزل میں ہے مجھ پر رحم کھا کر عائزل کا ہاتھ ہارون کو تھامنے دو" اپنی چادر کو خدیجہ کے سامنے پھیلائے وہ اپنے بیٹے کی خوشیاں مانگ رہی تھیں خدیجہ بیگم کا دل ڈوبا تھا۔

وہ پتھرائی نظروں سے شمیم کو دیکھتی رہیں۔

"خدیجہ میں نہیں جانتی اب قدرت نے مجھے کتنا وقت دینا ہے مجھے لگتا ہے" خدیجہ بیگم کی خاموشی پر وہ دوبارہ سے بولی تھی۔

"میں نے پچھلے پانچ سال میں ایک بار بھی ہارون کو دل سے مسکراتے نہیں دیکھا میں اس کی ماں ہوں میں جانتی ہوں اسے میرا بچہ اندر ہی اندر سے خود کو ختم کر رہا ہے وہ ساری ساری رات جاگتا ہے اس کی آنکھوں کی سرخی کبھی ختم نہیں ہوتی خدیجہ، مجھے میرے بچے کی زندگی دے دو مجھے ہارون کے لیے عائزل دے دو" ایک بار پھر ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگا کر وہ رو دی تھی۔

خدیجہ بیگم نے لرزتے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے جڑے ہوئے ہاتھ تھامے تھے شمیم نے خوشگوار حیرت سے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم نے بہتی آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ایک سکون سا تھا جو شمیم کو اپنے چاروں اور بکھرتا محسوس ہوا تھا۔

چادر کا کونہ ہاتھ میں لیے انہوں نے چہرے پر آئی نمی صاف کی۔

"میں تو تمہارا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی خدیجہ تم نے ایک مرتے ہوئے انسان کی خواہش پوری کر دی"

ایسی باتیں مت کرو شمیم اللہ تمہیں صحت والی لمبی زندگی عطا کرے" خدیجہ بیگم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا وہ واقعی بہت بوڑھی ہو گئی تھی۔

"لمبی زندگی کی دعا تو رہنے ہی دو خدیجہ جو گزر رہی ہے اس میں زندگی جیسا کچھ نہیں" غم سے چور لہجے میں کہہ کر اس نے نیچے رکھا پرس اٹھالیا یعنی ملاقات اب مکمل ہوئی۔

"اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے" ہمدردی سے کہتے خدیجہ نے شمیم کی طرف دیکھا۔

"شکریہ خدیجہ" وہ احسان مندی سے بولی تھی پھر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کافی ٹائم ہو گیا بیٹھے اب مجھے جانا چاہیے مجھے ایک اور جگہ بھی جانا ہے" نم سانس اندر کھینچتے شمیم نے ایک ہاتھ سے آنسو صاف کیے تھے۔

خدیجہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"خدا حافظ" کہتے وہ کھڑی ہوئی جب خدیجہ بیگم اس کے ساتھ کھڑی ہوئی۔

"تم گھر چکر لگا لینا شمیم! حماد کو اچھا لگے گا" شمیم نے بیچارگی سے دیکھا "مجھ میں ہمت نہیں بھائی کا سامنا کرنے کی" اور کہہ کر کمزور سے قدم اٹھاتی وہ ریسٹورینٹ سے باہر نکل گئی۔

پیچھے خدیجہ۔ واپس کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔

سارے فیصلے انہوں نے کر لیے تھے اب بس عائزل کو سچ بتانا تھا۔

"کیا ہوا اماں یہاں کیوں بلایا؟" وہ ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض پر پستہ رنگ کا دوپٹہ سلیقے سے کندھے پر رکھے سر پر ہم رنگ سٹول کیے ہوئے تھی۔ دائیں ہاتھ میں سٹیھو سکوپ اور بائیں کندھے پر لٹکتے بیگ کی سٹرپ۔ رکھے چلی آرہی تھی۔

خدیجہ بیگم کو دیکھ کر خوشگوار حیرانی سے بولتی وہ ان کے پاس جارکی۔۔

Clubb of Quality Content

"بیٹھو" خدیجہ بیگم نے قدرے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"واہ ماما آپ تو بڑی ماڈرن ہوتی جارہی ہیں" وہ اشتیاق سے بولتی اپنا بیگ کندھے سے اتار کر ریسٹورینٹ کے سفید فرش پر رکھنے لگی۔خدیجہ بیگم کے چہرے کے تاثرات اس نے یکسر نظر انداز کر دیے تھے۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے عائزل" اب کی بار عائزل نے ماں کے چہرے کی طرف دیکھا تھا سیاہ آنکھوں کو چھوٹا کیے وہ غور سے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

"ہم گھر پر بھی تو کر سکتے تھے نہ"

"مجھ سے شمیم ملنے آئی تھی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہو۔م۔

"کیا امی؟ آپ نے شمیم بولا نہ؟" سیاہ آنکھوں میں دباد با غصہ ابھرا تھا۔۔

"ہاں" خدیجہ بیگم اس کے تاثرات غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیوں" آنکھیں چھوٹی کیے وہ خدیجہ بیگم کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

"وہ ہارون کے لیے تمہیں مانگنے آئی تھی" انہوں نے کچھ رک کر الفاظ ادا کیے تھے غور سے اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھتی رہی۔۔

"تاکہ ان کا بیٹا ایک بات پھر مجھے نکاح کے دن چھوڑ کر چلا جائے" یہ کہتے ہوئے عائزل کی زبان ایک لمحے کے لیے بھی نہیں لڑکھڑائی تھی۔ نہ آنکھوں میں آنسو آئے تھے وہ بس عام سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

خدیجہ بیگم نے ایک سرد آہ خارج کی۔۔

"دیکھو عائزل ہارون غلط نہیں تھا"

"یہ آپ کو پانچ سال بعد اچانک کیسے پتہ لگ گیا" اب وہ آنکھوں میں نا سمجھی لیے پوچھ رہی تھی۔۔

"کیوں کے میں پانچ سال پہلے بھی جانتی تھی" انہوں نے نظریں چرائی تھی۔۔

عائزل کے اندر کچھ ڈوبا تھا۔ کوئی بہت پرانی امید پھر سے زندہ ہوئی تھی مگر سامنے بیٹھے شخص کی نظریں اس کو کشمکش میں ڈال رہی تھی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب امی آپ کا کیوں الجھا رہی ہیں" بے زاری سے کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔۔

"میں نے ہارون کو منع کیا تھا تم سے نکاح کرنے سے۔۔۔اس نے خود انکار نہیں کیا تھا" وہ ایک سانس میں بغیر عائزل کو دیکھے روانگی سے بول گئی تھی جانتی تھی ایک بار بھی رکی تو کہہ نہیں پائیں گی۔

عائزل پتھرائی ہوئی نظروں سے خدیجہ بیگم کو دیکھ رہی تھی پلکیں جھپکانا تک بھول گئی تھی۔

"امی آپ نے ؟" وہ سوال نہیں تھا وہ بے یقینی تھی اس کے ہونٹ سرگوشی نما ہل رہے تھے۔خدیجہ بیگم نے بے چارگی سے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں "ایک آنسو عائزل کی داہیں رخسار پر پھسلا تھا۔

"تمہارے تحفظ کے لیے "

"آپ نے منع کیا اور وہ مان گیا؟" اس کی آنکھوں میں نمی واضح ہو رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔اس نے مجھ سے وقت مانگا تھا، لیکن شمیم نے بات کو بہت ہی غلط رنگ دیا" خدیجہ بیگم کمزور سی آواز میں بولی۔عائزل بس یک ٹک سی دیکھے گئی۔پانچ سال سے جس

شخص کو وہ دھوکے باز سمجھ رہی تھی وہ تو قصور وار ہی نہیں تھا۔ تو کیا اس لیے اس کی محبت آج بھی اس کے دل میں زندہ تھی؟ کیا اس لیے وہ ہر کوشش کے باوجود وہ اس سے موو آن نہیں کر پائی تھی۔ تو کیا وہ اپنے وعدوں پر سچا تھا۔ خدیجہ بیگم آگے بھی بول رہیں تھیں مگر اب وہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔ اس کے دل کی آج جیت ہوئی تھی اور وہ ہار گئی۔ لیکن وہ ہار کر بھی پر سکون تھی۔ خوش تھی۔

کچھ دیر بعد عائزل اور خدیجہ ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئی تھی عائزل بغیر ادھر ادھر دیکھے سیدھا سیڑھیاں چڑھتی کمرہ میں چلی گئی۔

خدیجہ بیگم نے یاسیت سے اس کی پشت کو دیکھا تھا تھکے ہوئے انداز میں وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھی تھی۔

صوفے کی پشت پر گردن گرا کر آنکھیں موند کی تھی۔

کافی لمبا دن تھا جو گزر گیا۔

-

موجودہ دن

ہارون خدیجہ بیگم کی طرف دیکھتا ان کی سن چکا تھا

"میں نے حماد سے بھی اس بارے میں بات کر لی ہے اگر وہ چاہیں تو تمہارا اور عائزل کا" وہ ہارون سے نظریں پھیرے کہہ رہی تھی۔

"کیا آپ نے عائزل سے پوچھا اس رشتے کے بارے میں؟" ہارون نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں" ناسمجھی سے خدیجہ بیگم نے ہارون کی طرف دیکھا تھا۔

"تو پھر آپ یہ سب کیوں کہہ رہی ہیں؟" وہ سیدھا ہوتا کوؤچ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔

"کیا مطلب میں یہ کیوں کر رہی ہوں؟ تم دونوں کی خوشی کے لیے" وہ حیرانی سے ہارون کی رف دیکھتی الجھی تھی۔

ہارون ہلکا سا مسکرایا

"نہیں ممانی آپ یہ میری یا عائزل کی خوشی کے لیے نہیں کر رہیں یہ آپ اپنا گلٹ ختم کرنے کے لیے کر رہی ہیں" وہ نرم سے انداز میں بولا تھا اس کے لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا۔

مگر خدیجہ بیگم کو اس کے الفاظ تیر کی طرح لگے تھے چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا۔ہارون اسی انداز میں بیٹھا ان کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

"آپ کو اس بات کا گلٹ ہے کہ آپ نے مجھے اور عائزل کو اپنے ڈر کی وجہ سے الگ کر دیا۔آپ کو اس بات کا گلٹ ہے کہ آپ کی وجہ سے عائزل بری طرح سے ٹوٹی تھی۔ چھوٹی عمر میں بہت بڑے ٹراما سے گزری تھی۔اور میں سب کا مجرم بن گیا تھا آپ کو اس بات کا گلٹ ہے کہ آپ کے اس فیصلے کی وجہ سے نانا اس دنیا سے چلے گئے۔آپ کو اس بات کا گلٹ ہے کہ آپ کی وجہ سے میں اپنی ماں کو چھوڑ کر گیا۔آپ کو گلٹ ہے کہ میری ماں کی اس وقت جو حالت ہے اس کی ذمیدار آپ ہیں" وہ خدیجہ بیگم کو الفاظ کا آئینہ دکھا رہا تھا خدیجہ بیگم کسی نمک کے مجسمہ کی طرح بیٹھی سب رہی تھی۔

"لیکن میں آپ کو ایک بات بتاؤں" وہ تھوڑا سا آگے ہو بیٹھا۔

خدیجہ بیگم نے نظریں اس سے پھیر لی۔

"اس سب میں آپ کا قصور نہیں ہے۔ جس لمحے میں آپ نے وہ فیصلہ کیا تھا وہ ایک ماں کے لحاظ سے بلکل درست تھا مگر اس کے بعد جو ہوا وہ ایسا ہی لکھا گیا تھا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوئے تھے۔

"آپ یہ فیصلہ نہ کرتی میر ااور عائزل کا نکاح ہو جاتا تو کیا پتہ آگے جا کر حالات ایسے بنتے کہ مجھے عائزل کو چھوڑنا پڑتا، پھر ؟اس کے بعد کیا ہوتا" وہ ان سے پوچھ نہیں رہا تھا سوچ کو ایک نیا رخ دے رہا تھا۔

"آپ کی وجہ سے نانا کی کچھ نہیں ہوا ان کی زندگی کا خاتمہ ایسے ہی لکھا تھا تو بس وہ ایسے ہی ہونا تھا" اپنے لفظوں پر زور دیتا وہ ان کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ کی وجہ سے میری ماں کی یہ حالت نہیں ہوئی یہ ان کا غلط فیصلے تھے جو ان کے سامنے آگیے" اس بار اس کے چہرے پر تکلیف تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ خود کو اس گلٹ سے نکال لیں ممانی باقی میر ااور عائزل کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ میں عائزل پر چھوڑتا ہوں" کہہ کر وہ کھڑا ہوا تھا۔ہاتھ میں لگی گھڑی پر ٹائم دیکھا" اگر عائزل کو مجھ جیسا شخص اپنی زندگی میں قبول ہوا تو آپ یہ فکر مت کیجیئے گا کہ آپ کی بیٹی کو صرف لوگوں کی چیر پھاڑ آتی ہے" ہلکا سا مسکرا کے اپنی بات ختم کی ور پھر سے خدیجہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر زندہ رہا تو یقین کریں عائزل کو منا کر جاؤں گا، اللہ حافظ" لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ باہر چلا گیا پیچھے خدیجہ بیگم کافی دیر تک اس دروازے کو دیکھتی رہی جہاں سے ہارون ابھی نکل کر گیا تھا،

کمرے سے باہر آ کر ہارون نے مصطفی کی طرف قدم بڑھا دیے وہ لاؤنج میں صوفے پر آڑھے ترچھے انداز میں لیٹا موبائل پر کوئی گیم کھیل رہا تھا۔

"ممانی سے مل آؤ میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں" کہہ کر جس طرح وہ آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔ مصطفی نے موبائل لاک کیا اور خدیجہ بیگم سے ملنے کے لیے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تقریباً دس منٹ بعد وہ باہر آیا تھا۔ ہارون گاڑی کی ساتھ ٹیک لگائے پیروں کی قینچی بنائے سر جھکائے موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔

مصطفی کو آتے دیکھ وہ سیدھا ہوا۔ گاڑی کی چابی مصطفی کی طرف اچھالی جو اس نے ہوا میں ہی کیچ کر کے اپنا ہاتھ سینے پر رکھتے سر کو ہلکا سا خم دیا تھا۔

"جو حکم میرے آقا" ہارون نے بغیر کوئی رد عمل دیے دوسری طرف آکر بیٹھنے لگا۔ موبائل ہنوز کان سے لگایا ہوا تھا اچانک کچھ سوچ کر حماد منزل کے اوپری منزل کے آخر کھڑکی کی طرف دیکھا۔

اسے وہاں کسی ہیولے کا گماں ہوا تھا۔ مسکرا کر سر جھٹکتا وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

اوپر کمرے میں کھڑی عائزل ہارون کے اچانک اوپر دیکھنے پر ایک دم سے پیچھے ہوئی تھی۔ دل زور سے دھڑکنے لگا تھا جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔ مگر وہ بغیر دیکھے جا چکا تھا۔

Clubb of Quality Content

"تو کیا تم ہارون کو معاف کر چکی ہو" کھڑکی کے پاس کھڑی عائزل کی پشت کو دیکھ کر مرحہ اس سے سوال کر رہی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"جب اس کا قصور ہی نہیں تو کیسی معافی؟ ہاں اس سے شکوے بہت ہیں" ہارون کی گاڑی جا چکی تھی تو وہ بھی کھڑکی سے ہٹ گئی۔

"میں نے کہا تھا نا کہ وہ اچھا ہے۔ میری گٹ فیلنگ کبھی غلط نہیں ہوتی"

"لیکن وہ ابھی بھی مجھ سے کچھ کہے بغیر چلا گیا" عائزل نے منھ بنا کر کہا۔

"واہ بڑی جلدی ہو رہی ہے" مرحہ اس کے انداز پر بے ساختہ ہنسی تھی۔"مجھے لگتا ہے تم بس کسی بہانے کا انتظار کر رہی تھی کہ اسے معاف کر سکو"

"محبت بے بس کر دیتی ہے مرحہ۔اور وہ تو پھر میرے بچپن کا دوست بھی تھا اور میری پہلی محبت بھی" وہ نظریں جھکائے مسکرا رہی تھی۔وہ آج اندر سے پر سکون تھی۔اسے اس کی کھوئی ہوئی چیز واپس مل گئی تھی۔

-

ائرپورٹ پر کھڑے ہارون اور مصطفی بار بار داخلی راہ داری کی طرف دیکھ رہے تھے۔ونوں کی سر پر پی کیپ چہرے پر ماسک آنکھوں پر شیڈز لگائے وہ پہچان میں نہیں آرہے تھے۔کچھ دیر بعد ولی چلتا ہوا آیا بغیر کچھ کہے ٹرالی میں سامان رکھا اور ہارون کی طرف دیکھتے ہلکا سا سر کے اشارے سے سلام کیا۔

"ہیلو! میں بھی یہاں ہوں کیا کوئی مجھے دیکھ سکتا ہے" چہرے کے سنجیدہ رکھے مصطفی نے بے حد غیر سنجیدہ طریقے سے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو چلیں" وہ دونوں بغیر اس کی بات کا اثر لیے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

"کوئی عزت نہیں۔۔۔آخری مشن ہے تم لوگوں کے ساتھ ظالموں۔۔۔اپنا کڑوڑوں کا بزنس چھوڑ کر تم لوگوں کے ساتھ ایڈوینچرز کرتا پھر رہا ہوں، پاگل ہی ہوا میں تو پھر" دل میں بڑبڑاتا وہ مرے ہوئے قدموں سے ان کے پیچھے چل رہا تھا۔"

ہارون قدم بڑھا رہا تھا مگر اس کا ذہن اسے پیچھے کی طرف لے کر جا رہا تھا۔وہ غائب دماغی سے ائرپورٹ پر ہونے والی ساری کاروائی پوری کر رہا تھا۔

جہاز پر بیٹھ کر اس نے کھڑکی کی طرف چہرہ گھما لیا۔اس بات کا واضح اعلان کے پلین کے لینڈ ہونے سے پہلے اس کو بلانے کی زحمت نہ کی جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد پلین ٹیک آف کر چکا تھا۔ہارون کھڑکی سے نظر آتے بادلوں پر نظر جمائے ذہن میں چلنے والی فلم دیکھ رہا تھا۔

زنجیر

باب نمبر 4

آج سے پانچ سال پہلے

وہ اپنی ٹریننگ کی چھٹیوں میں گاؤں آیا تھا ہمیشہ کی طرح لیکن یہ چھٹیاں اس کی لیے خوشگوار نہیں رہی تھیں

اچانک سے فاروق صاحب نے عائزل اور ولی کا رشتہ طے کر دیا اور اچانک ہی نکاح۔

نکاح سے کچھ دیر پہلے وہ ولی کے ساتھ راولپنڈی کے بازار میں گاڑی پارکنگ میں کھڑی کیے بیٹھا تھا۔ دور سے وہ ولی کو کار کی طرف آتا دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں ایک استری شدہ قمیض شلوار احتیاط کے ساتھ کور کی گئی تھی۔ تبھی اچانک اس کی گاڑی کے شیشے میں دستک ہوئی۔

اس نے گردن گھما کر دیکھا ایک سانولے سے رنگ کا لڑکا ایک لمبے سے ڈنڈے میں سات آٹھ گجرے لیے کھڑا تھا۔ چہرے پر مٹی بال دھول سے اٹے ہوئے تھے مگر اس کی آنکھیں ــــــ وہ سبز نیلے رنگ کی تھین۔ ہارون یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ اس کی نکھوں میں عجیب سی ایک کشش تھی۔ ہارون کو ایسے تکتا پا کر بچے نے ہلکا سا مسکرا کر ایک بار پھر گاڑی

کے شیشے پر دستک دی تو ہارون چونک گیا۔تب تک ولی دوسری طرف سے آ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ رہا تھا۔

ہارون نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرنا چاہا۔

"ارے چھوڑ ہارون یہ تو گینگ ہوتا ہے ان کا، یہ ایسے معصوم چہرے بنا کے لوگوں کو مینیو پلیٹ کرتے ہیں۔اور عام آدمی سے زیادہ کماتے ہیں" کرتے کو احتیاط کے ساتھ پچھلی سیٹ پر رکھا۔

ہارون نے ایک ملامتی نظر سے اس کی طرف دیکھا جبکہ باہر کھڑا بچہ جو ادھ کھلے شیشے سے اس کی بات سن رہا تھا آنکھوں میں ناگواری لیے ولی کی طرف دیکھ کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اے صاب! تم کو خدا نے گاڑی دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تو کسی کو بھی ذلیل کرتا پھرے۔ام پٹھان ہوتا ہے اور ام عزت سے کما کر کھاتا۔تماری طرح باپ کے پیسہ پر گل چھرے نہیں اڑاتا" وہ اپنی باریک سی آواز میں بول رہا تھا دوسری طرف ولی اس کی زبان کے جوہر دیکھ کر سٹپٹا گیا۔

"توبہ کتنی زبان چلتی ہے تمہاری"

ہارون اس کی حالت دیکھ کر خاصہ محظوظ ہوا تھا۔

"چھوڑو صاب ام کو نہیں بیچنا تم کو گجرا، جس طرح کے تمہاری حرکتیں ہیں مجھے تو لگتا تم کنوارا ہی ہو گا، تو یہ گجرے خود تھوڑی نہ پینو گے" وہ بچہ منھ بسور کر بولتا جانے لگا تو ہارون نے اسے آواز دے کر روکا وہ واپس آتے وہیں کھڑا ہو گیا مگر ایک سخت گھوری سے ولی کو دیکھنا نہ بھولا۔

"مجھے یہ دو گجرے دے دو آج میرا نکاح ہے تو میں اپنی بیوی کو دوں گا" ہارون اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا بالوں سے دھول اڑ کر فضا میں ملنے لگی۔

"پٹھان کو کمانے کا پتہ پٹھان کو نہانے کا نہیں پتہ کیا" ولی سے چپ نہیں بیٹھا جا رہا تھا۔

ہارون نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ ایک بچے سے پنگا لے رہے ہو؟ واقعی؟

"اے صاب یہ اپنے ساتھی کو چپ کرا لے۔ ہم بہت خوبصورت صاف ستھرا بچہ ہے یہ تو میرا جھگڑا ہوا تھا کسی کے ساتھ تو وہ خبیث کا بچہ مجھے دھکا دے کر بھاگ گیا" اس کے سانولے گالوں میں اب خون جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ اللہ خان تمیں کس نے کہہ دیا تم بچے ہو؟"ولی معصومیت سے آگے ہو کر بولا تو ہارون ہنس دیا

"اچھا چلو بس کر جانے بھی دو"

"صاب اپنے اس ساتھی کو سکھادو بات کرنے کا طریقہ ورنہ کسی دن میرے ہاتھ لگ گیا تو" دو گجرے نکال کر ہارون کو دیے اور آخر میں دھمکی دینے والی انداز میں آنکھیں نکال کر ہاتھ کی مٹھی بند کر کے دکھائی ہارون نے مسکراہٹ ضبط کرتے اسے اپنے والٹ سے دو نوٹ نکال کر دیے۔

ولی دونوں ہاتھ کھڑا کرتا پیچھے ہو بیٹھا"اووہ میں تو ڈر گیا"ہارون نے مسکراہٹ دبا کر گجرے ڈیش بورڈ پر رکھے۔اور گاڑی سٹارٹ کر دی بچے نے ایک ہاتھ سے پیسے پکڑے اور وارننگ والے انداز میں ولی کی طرف دیکھتا انگلی ہلاتا چلا گیا۔

"توبہ یہ آجکل کے بچے"ولی نفی میں سر ہلاتا بولا۔

"کتنا پیارا بچہ تھا نا"ہارون گاڑی کو روڈ پر لاتا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سنا تھا انسان جب پیار میں ہوتا ہے تو اس کا دماغ کام کرنا بند کر دیتا ہے آج میں نے دیکھ بھی لیا"

ہارون اس کی بات پر بے اختیار ہنس دیا۔

"اور یہ گجرے تو ہٹا لے سامنے سے" سامنے ڈیش بورڈ پر رکھے گجروں کو پکڑ کر اس نے پچھلی سیٹ کی طرف پھینکے۔

"کیا کر رہا ہے یار اتنے پیار سے لیے ہیں میں نے" ہارون گجروں کی بے قدری پر دل سے بدمزہ ہوا تھا۔

"واہ بڑا خیال ہے!" ولی ہاتھ ہوا میں گھماتا ہوا بولا "بیٹا اگر تیرا یہ ہی حال رہا تو سمجھ کہ آرمی سے بھی نکالا جائے گا اور تو آئی ایس آئی کو تو پھر بھول ہی جا"

ہارون اس کی بات پر بس ہنسی ضبط کرتا رہ گیا۔

"میں نے اتنی سخت ٹریننگ میں بھی اپنے جذبات کو پتھر نہیں ہونے دیا پتہ ہے کیوں" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ہارون بولا تھا ولی نے بس اس کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ میں جانتا تھا میرے جذبات میرے اپنوں کے لیے بہت ضروری ہیں۔اگر میں نے انہیں ختم ہونے دیا تو میرے آدھے سے زیادہ رشتے مجھ سے دور ہو جائیں گے۔لوگ کہتے ہیں کہ جو اپنے ہوتے ہیں وہ آپ کو سمجھ لیتے ہیں آپ کے لیے خود کو بدل لیتے ہیں مگر میں یہ سوچتا ہوں ولی کہ ہم دوسروں سے یہ توقع رکھنے سے پہلے خود کو کیوں نہیں بدلتے۔کیا ہم نے خود کو اس قابل بنایا کہ لوگ واقعی اس بات کو سمجھیں کہ انہیں ہمارے خاطر بدلنا چاہیے

"وہ نظریں روڈ پر جمائے رک رک کے مدھم لہجے میں الفاظ ادا کر رہا تھا۔

"لگتا تم آج بہت خوش ہو" ولی نے اس کے جواب میں اتنا ہی کہا تھا۔

"ہاں میں بہت خوش ہوں بہت زیادہ میری زندگی کی دو بڑی خواہشیں تھی ایک میں پوری کر چکا آئی ایس آئی میں کیپٹن بن کر اور دوسرا عائزل کو اپنی شریک حیات بنا کر آج پوری کرنے جا رہا ہوں"

اس کے لہجے سے خوشی جھلک رہی تھی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ ایجنٹس اتنا نہیں بولتے وہ ذرا خاموش اور پر تجسس سے ہوتے ہیں"

ولی اس کی جزباتیت پر چوٹ کرتا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پتہ نہیں وہ کونسے ایجنٹ ہوتے ہیں میرا تو گزارہ نہیں ہوتا بھئی بولنے کے بغیر" وہ اب ایک موڑ مڑ رہا تھ۔

"اور تم یہ ایس پی بن کر زیادہ ہی شوخے نہیں ہو رہے" ہارون نے گردن موڑ کر شوخ سے انداز میں پوچھا

جو مرضی کہو میرا بھائی ایس پی میں خود ایس پی میری بھابھی وکیل ہائے مجرموں کی تو۔۔"

ولی مزے سے گاڑی کی پشت پر سر ٹکا کر بولا تھا۔

"اور بیوی سائیکولوجسٹ! تمہارا علاج کرنے کے لیے" ہارون اس کی بات پر استہزاء سے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ولی بغیر اثر لیے باہر دیکھتا رہا اب وہ ہشمت پور کی دہلیز میں داخل ہو رہے تھے ہارون کو فاروق منزل میں جانا تھا گجرے دینے وہ عائزل کا ردعمل سوچ کر ہی مسکرا دیا۔

وہ گاڑی اپنے گھر کے سامنے روک کر جلدی سے باہر نکلا پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر جلدی سے اس میں سے گجرے نکالے ولی ابھی گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک قدم باہر رکھ رہا تھا مگر اس کی جلدی پر حیرت سے اس دیکھنے لگا۔

"میں عائزل کی طرف جا رہا ہوں تم یہ سامان میرے کمرے میں رکھوا دو"

جواب کا انتظار کیے بغیر وہ فاروق منزل کی طرف بڑھ گیا۔

ولی نے ہارون کی پشت کی طرف دیکھا۔

"یہ زن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑے گا"تاسف سے سر ہلاتا وہ گاڑی سے نکلا اور سامان اٹھا کر اندر کی طرف چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون فاروق منزل میں داخل ہوتے ہی عائزل کے کمرے کی طرف بڑا۔

ہاتھ میں گجرے ویسے ہی پکڑے ہوئے تھے۔

وہ عائزل کے کمرے سے دو قدم دور تھا عائزل عنایہ سے شکایتی انداز میں بول رہی تھی شاید اس کے جوڑے میں کوئی مسئلہ تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہونے ہی والا تھا جب خدیجہ بیگم کی آواز پر وہ رکا وہ نہایت ہلکی آواز میں اسے پکار رہی تھیں۔ہارون نے خجالت سے گجرے والا ہاتھ اپنے پیچھے کیا، کیا سمجھے گی ممانی کے میں کیا حرکتیں کرتا پھر رہا ہوں۔

مگر خدیجہ بیگم کے تاثرات دیکھتا وہ تھوڑا ڈھیلا پڑا خدیجہ بیگم کے اشارے پر اثبات میں سر ہلاتا وہ فاروق صاحب کی لائبریری کی طرف چل دیا۔اس کے دماغ میں کچھ کھٹکا تھا مگر وہ نظر انداز کرتا خدیجہ بیگم کے آنے کا انتظار کرنے لگا چند لمحوں کے بعد ہی خدیجہ بیگم اندر داخل ہوتی نظر آئی۔

"کیا ہوا ممانی" وہ تفکر سے بول رہا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تم سے ہی بات کرنا چاہ رہی تھی اچھا ہوا تم خود ہی آگئے ورنہ میں تمہیں بلانے والی تھی "خدیجہ بیگم سامنے میز سے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولی دوسری کرسی پر ہارون کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چلتا ہوا برابر کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گجرے اس نے ساتھ میز پر رکھ دیے تھے۔

دونوں کا رخ ایک دوسرے کی طرف تھا۔

"ہارون مجھے تم سے ایک درخواست کرنی ہے" خدیجہ بیگم اس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی یہ ہارون نے اب نوٹ کیا تھا۔

"کیسی بات کر رہی ہیں آپ، آپ تو حکم دیں مجھے" وہ ماحول میں پھیلی عجیب سی وحشت کو کم کرنا چاہ رہا تھا لیکن اسکی مسکراہٹ کا خدیجہ بیگم پر کوئی اثر نہ ہوا۔

خدیجہ بیگم نے نظریں اٹھائی اور اس کی سنہری بھوری آنکھوں میں دیکھا کتنی چمکدار آنکھیں تھی اس کی۔

"عائزل سے نکاح مت کرو ہارون انکار کر دو" ایک ہی سانس میں انہوں نہ کہہ دیا۔

ہارون کی مسکراہٹ سمٹی آنکھوں میں بے یقینی ابھری خدیجہ بیگم نے بے اختیار نظروں کا رخ پھیرا۔

"ممانی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ" اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"پلیز ہارون اسے میری التجا سمجھ لو" خدیجہ بیگم کی آواز اب کے نم ہوئی تھی۔

"مگر کیوں ممانی؟ کیا میری طرف سے شکایت ہے کوئی؟" ہلکا سا جھک کر وہ ان کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جو مسلسل ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content

"نہیں ہارون بات کچھ اور ہے میں عائزل کا مستقبل خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی" بے بسی سے انہوں نے اپنے لب کاٹے تھے ہارون کی طرف انہوں نے اب بھی نہیں دیکھا تھا۔

"ممانی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں وہ میرے ساتھ خوش رہے گی میں اس کا ہر طرح سے خیال رکھوں گا" ہاروں ن کے لہجے میں واضح بے چینی تھی خدیجہ بیگم کا دل ڈوبا تھا وہ یہ کیا کرنے جا رہی تھی دو لوگوں کی زندگی ان کے اس فیصلے سے کس قدر متاثر ہو سکتی تھی۔

"میں جانتی ہو ہارون یہ سہی وقت نہیں ہے مجھے تم سے پہلے اس بارے میں بات کرنی چاہیے تھی آج نہیں۔ لیکن تم اتنے دنوں سے آئے ہی نہیں"

"ممانی بات غلط وقت کی نہیں غلط فیصلے کی ہے آپ کو آخر کونسی ان سکیورٹی ہے" ہارون الجھ کو بولا تھا۔

"تمہاری ماں۔۔ہارون" خدیجہ بیگم اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مضبوط لہجے میں بولی تھی

ہارون نے اچنبھے سے ان کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہاری ماں میری بیٹی کا جینا حرام کر دے گی جیسے میرا یہاں میرے سسرال میں ہوا۔میں وہ زندگی اپنی بیٹی کو نہیں دینا چاہتی ہارون جو میں نے گزاری ہے"اب کے وہ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"ممانی یہ بس اتنی سی بات پر"ہارون بے یقینی کے ساتھ بولا تھا

"بس اتنی سی بات ہارون، یہ اتنی نہیں ہے تمہیں پتہ ہے کتنی راتیں میں نے کرب میں گزاری ہیں کتنی راتیں میں نے رو کر گزاری ہیں اپنی زندگی کی کتنی جنگیں میں نے تنہا لڑی ہیں"انہوں نے بے دردی سے آنکھیں رگڑی تھی مگر آنکھوں میں پھر سے پانی بھرنے لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نہیں جانتے ہارون کتنا اذیت دیتا ہے جب آپ کو اپنا وجود دو کوڑی کا لگے۔آپ نے جہاں ساری زندگی خدمت کرنے میں گزار دی وہاں آپ کی اہمیت ہی نہ ہو۔میں نے بہت بار سوچا کہ میں یہاں سے چلی جاؤں میں اپنے آپ کو دیکھو بچوں کا کیا ہے پل ہی جاتے ہیں۔مگر نہیں میری ہمت ہی نہیں ہوتی تھی"اذیت کی انتہا تھی ہارون نے ہمدردی سے ان کی طرف دیکھا۔

وہ کب نہیں جانتا تھا ان ساری باتوں کو وہ تو خود گواہ تھا خدیجہ بیگم کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا۔

"میں نہیں چاہتی ہارون کہ جو زخم میری روح پر لگے ہیں وہ میری اولاد کے بھی لگیں میری عائزل بہت چنچل سی ہے ہارون میں نہیں چاہتی کہ اس کی آنکھوں کی شوخی ختم ہو" ایک بار پھر لہجے میں التجا لوٹ آئی تھی۔

"ممانی ایک بار مجھ پر یقین تو کریں میں اس کی حفاظت کر سکتا ہوں اس کو ساری خوشیاں دے سکتا ہوں آپ ان مفروضوں کی بنا پر مجھ سے اتنا بڑا فیصلہ مت کروائیں پلیز" ان کے ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں میں قید کر کے وہ منت بھرے انداز میں بولا تھا۔ آنکھوں میں سرخی چھانے لگی تھی کچھ دیر پہلے کی چمک اب جا چکی تھی۔

"ہارون تم سمجھ سکتے ہو مجھے پلیز" خدیجہ بیگم نے اسی کے انداز میں کہا تھا ہارون کچھ لمحے ان کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں گی ویسا ہی ہو گا" وہ ہار مانتے کھڑا ہوا خدیجہ بیگم نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا جیسے اس کے اس فیصلے سے خوش نہیں ہو پائی تھیں وہ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن میری ایک شرط ہے" وہ خدیجہ بیگم کی طرف پشت کیے بولا تھا خدیجہ بیگم اس کے مقابل کھڑی ہوئی سوالیہ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نکاح سے انکار نہیں کروں گا آپ سے پانچ سال کا وقت لے رہا ہوں ان پانچ سالوں میں، میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گا مگر پانچ سالوں بعد آپ کو یہ احساس ضرور ہو جائے گا کہ عائزل اگر کسی کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے تو وہ میں ہوں" خدیجہ بیگم کی آنکھوں میں دیکھتا وہ اس قدر یقین سے بولا تھا کہ ایک لمحے کے لیے خدیجہ بیگم کا دل ڈول گیا۔ یہ وہ کیا کرنے جا رہی تھیں۔ مگر پھر اپنی زندگی کی ساری بیتی آنکھوں کے سامنے لہرا گئی۔ نہیں وہ ٹھیک کر رہی تھی وہ عائزل کی زندگی ویسی نہیں بنا سکتی تھی جیسی انہوں نے خود گزاری

"یہ پانچ سال ان سالوں میں اگر آپ کو ایک بھی شخص ملے جو مجھ سے بہتر لگے تو بے شک آپ عائزل کے ساتھ اس کی شادی کر دیجیے گا۔ مگر ان پانچ سالوں بعد میں واپس آؤں گا اور پھر آپ مجھے عائزل کو دینے سے انکار نہیں کر سکتیں" وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے بول رہا تھا لیکن اس کے لہجے میں بلا کی خود اعتمادی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نانا کے پاس یہ پیغام پہنچ جائے گا کہ اس وقت یہ نکاح نہیں ہو سکتا، کیسے، کیوں، یہ میری ذمیداری ہے مگر میں عائزل سے دستبردار نہیں ہو سکتا"

خدیجہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا کر نظروں کا رخ ہارون کی جانب سے پھیر لیا۔ان کو اپنا آپ اس وقت ہارون کا مجرم لگ رہا تھا۔ایک نظر انہوں نے ہارون کی آنکھوں میں دیکھا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے

ابھی وہ باہر قدم رکھ ہی رہی تھی کہ عائزل انہیں ڈھونڈتی اسی جگہ آ پہنچی۔

"امی آپ یہاں کیا کر رہی تھیں میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی تھی" وہ اپنی ہی دھن میں کہہ رہی تھی خدیجہ بیگم نے خالی خالی نظروں سے عائزل کی آنکھوں میں چمکتے قندیل دیکھے تھے دل میں اک ہوک سی اٹھی تھی مگر وہ اس لمحے کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔

"آپکو پتہ وہ نکاح والا جوڑا، مجھے تنگ ہے میں اتنے تنگ کپڑے نہیں پہنتی" عائزل جھنجھلائی سی بولی تھی۔خدیجہ بیگم کے دل نے دہائی مچائی تھی کہ ایک بار پھر سوچ لیا جائے۔ان کا فیصلہ کہیں غلط تو نہیں مگر دماغ نے فوراََ توضیح کی کہ ابھی تو وہ کم سن ہے کچھ دیر بعد سنبھل جائے گی۔

Clubb of Quality Content

"تم چلو کمرے میں، میں آکر دیکھتی ہوں کیا مسئلہ ہے" خدیجہ بیگم اس سے نظر ہٹا کر آگے بڑھ گئی

تبھی لائبریری سے ہارون نکلتا دکھائی دیا۔

"تم، تم یہاں کیا کر رہے تھے— آج ہمارا نکاح ہے تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ تم اس طرح نہیں آسکتے" عائزل کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں چھوٹی کیے بولی اس کی آنکھوں میں ایک شوخی تھی ہارون کا دل کٹا تھا ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

""ہاں سہی کہہ رہی ہو کاش کہ میں آج نہ آتا" ہارون ہارے ہوئے انداز میں بولتا وہاں سے چلا گیا عائزل اس کے پیچھے کچھ بڑبڑائی تھی۔ حویلی کا دروازہ پار کرنے سے پہلے اسے ایک بار مڑ کر دیکھا وہ ہلکے مہرون رنگ کی فراک میں ملبوس تھی اور سیاہ ڈوپٹا سر پر ٹکائے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی ہارون کی جانب اس کی پشت تھی ہارون نے یاسیت سے اسے دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر زور سے ہاتھ کو دروازے پر مارا تھا لکڑی کا بھاری دروازہ جوں کا توں رہا مگر ہارون کا ہاتھ سرخ ہو رہا تھا اندر کا طیش بڑھتا جا رہا تھا۔لائبریری کی میز پر رکھے گجرے وہیں رہ گئے تھے ساتھ میں ہارون کے خواب بھی۔

وہ تیزی سے قدم بڑھاتا اپنے گھر کی طرف چل دیا کہیں اس کے ارادے کمزور نہ ہو جائیں۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا شمیم کے کمرے کی طرف گیا۔

"ولی کہاں ہے امی" دروازے میں ہی اس نے پوچھا تھا۔

"وہ چلا گیا کہہ رہا تھا ایک گھنٹے تک واپس آجاتا ہوں شاید کوئی کام تھا" مصروف سے لہجے میں بولتی شمیم نے ہارون کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"امی مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے" ہارون دروازے میں ہی کھڑا تھا مگر اندر نہیں آیا۔

"اندر آجاؤ ہارون تمہارا باپ یہاں نہیں ہے" شمیم ہلکے سے استہزا کے ساتھ بولی تھی۔

"ہارون دو قدم اندر آیا ردا کو وہاں دیکھ وہ ٹھٹکا کیا یہ بات اس کے سامنے کرنا سہی ہے مگر بعد میں اس کے سامنے آ ہی جانی تھی پھر فائدہ چھپانے کا۔

Clubb of Quality Content

"امی آپ ماموں کو کال کر کہ کہیں کہ میں یہ نکاح فلحال نہیں کر سکتا نانا کی خواہش کا میں احترام کرتا ہوں مگر میں چاہتا ہوں یہ نکاح پانچ سال کے لیے ڈیلے ہو جائے" وہ ایک ہی سانس میں بولتا گیا کہ سانس ایک بار ٹوٹی تو وہ شاید بات مکمل نہ کر پائے۔

"کیا؟ کیوں اور اس وقت ؟" شمیم شدید حیرانی کی عالم میں کھڑی ہوئی تھی ردا نے ایک نظر ہارون کی طرف دیکھا جیسے اپنے سامنے ہارون کی شکل میں کوئی اور ہو۔

"یہ میں نہیں جانتا امی آپ ان کو کچھ بھی کہیں مگر یہ نکاح آج نہیں ہو سکتا کل بھی نہیں میری کچھ مجبوریاں ہیں ان سے آپ پانچ سال کا وقت لے لیں تب تک عائزل کا ایم بی بی ایس بھی کمپلیٹ ہو جائے گا" اس نے اپنے پاس سے ایک وضاحت دی تھی۔

"مگر ہارون اس کا ابھی کنفرم نہیں ہے کہ وہ پاس ہوتی بھی ہے یا نہیں تم اس گمان کے تحت اتنا بڑا فیصلہ نہیں لے سکتے وہ بھی تب جب پانی سر سے اوپر ہو گیا ہے" ردا اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی وہ اب تک اس بدلے بدلے ہارون کو سمجھ نہیں پا رہی تھی ہارون نے سر جھٹک کر لب کاٹے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ یقیناََ میڈم صاحبہ کی خواہش ہو گی کہ پہلے میں ڈاکٹر بنوں گی پھر شادی کروں گی" شمیم نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں امی" اب کی بار وہ جھنجھلایا تھا "کسی نے مجھے کچھ نہیں کہا میں نے خود یہ فیصلہ لیا ہے اب آپ ان کو جو مرضی کہیں مگر بس یہ پانچ سال کا وقت لے لیں ان سے پلیز"

ہارون مکمل بے بسی سے بولا اندر ایک لاوا تھا جو پھٹنے کو تیار تھا مگر وہ ضبط کیے کھڑا تھا۔

"مگر ہارون!" ردا نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ ہارون نے ہوا میں ہاتھ لہرایا۔

"بس میں نے کہہ دیا آپ میرا یہ کام کر دیں مجھے اپنی پیکنگ کرنی ہے" کہہ کر وہ رکا نہیں ردا نے یاسیت سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

"اب امی؟" اس نے مڑ کر شمیم کی طرف دیکھا دل میں ایک دھچکا سا لگا وہ مسکرا رہی تھی۔ وہ واقعی مسکرا رہی تھی۔

"امی؟؟" ردا نے بے یقینی سے شمیم کی طرف دیکھا وہ اس وقت کیسے مسکرا سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔۔۔ہاں کچھ نہیں اب کیا کرنا ہے میں بابا کی طرف جارہی ہوں" ردا کے اس طرح دیکھنے پر اپنی مسکراہٹ روکی انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور باہر کی طرف چل دی۔

ردا نے بے بسی سے اسے جاتے دیکھا تھا اپنی ماں کی آنکھوں میں شیطانی مسکراہٹ دیکھ چکی تھی جانتی تھی آگے کچھ بھی خیر نہیں۔

ہارون اپنے کمرے میں بیگ میں کپڑے پھینک رہا تھا دل خالی سا ہو گیا تھا آنکھیں پتھرائی سی تھیں۔

"ہارون" اس آواز پر اس کے چلتے ہاتھ تھمے تھے اس نے مڑ کر دیکھا وہ روتے ہوئی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی ہارون کا دل ڈوبا تھا اس نے کب چاہا تھا کہ وہ ایسے اس کے سامنے آئے۔

"تم نے نکاح سے انکار نہیں کیا نا؟ یہ سب، یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں ہے نا، ہارون تم ایک بار کہہ دو کہ یہ سب جھوٹ ہے" وہ ہچکیوں کے درمیان کہتی ہارون کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی اسے زندگی میں پہلی بار اتنے بے بسی کا احساس ہوا تھا وہ بس اسے دیکھتا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہارون بولتے کیوں نہیں ہو کچھ ؟"وہ قدم قدم چلتی اس کی طرف آئی تھی۔ہارون کے لیے وہ لمحے کسی آسیب سے کم نہ تھے وہ اس کی آنکھوں میں بے یقینی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"ہارون بولو کچھ خدارا مجھے سانس نہیں آرہا" وہ لمبے لمبے سانس لیتی بولی تھی ہارون کے لیے اب خاموش رہنا مشکل ہو گیا تھا۔

"ہاں میں نے منع کیا ہے مجھے ابھی نکاح نہیں کرنا تھا"ہارون کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

عائزل کے آنسو اسی پل تھم گئے۔ہارون ان سیاہ آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی نہیں دیکھ سکتا تھا اس نے نظریں زمین کی طرف کر دیں تب اس نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھا تھا وہ ننگے پاؤں کھڑی تھی۔ہارون نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔لعنت ہو تم پر ہارون

"تم جاؤ یہاں سے پلیز" نظریں چرا کر بولتا اسے اپنا آپ کسی مجرم سے کم نہیں لگ رہا تھا وہ مزید اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتنائی نہیں دیکھ سکتا تھا۔عائزل نے دو قدم پیچھے کی طرف بڑھائے جیسے ہی مڑی ساتھ ہی چکرا کر زمین پر بے دم سی گر گئی۔

ہارون کی جاں ہوا ہوئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"عائزل" اسے پکارتا وہ جلدی سے آگے بڑھا تھا عائزل کا دلہن بنا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑتا جا رہا تھا اور ہارون کا چہرہ تاریک۔

-

اگلے کچھ لمحے ہارون احمد کی زندگی کے بدترین لمحے تھے صرف کچھ پلوں میں اس کی زندگی کا شیرازہ بکھر گیا تھا فاروق صاحب کی موت کا سن کر اس کی ساری ہمت جا چکی تھی۔اس کا اپنے حواس بحال رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔شہر بانو نے اسے فاروق صاحب سے آخری بار ملنے بھی نہیں دیا وہ ایسی جگہ پر کھڑا تھا جہاں وہ اپنا آپ کسی پر بیان نہیں کر سکتا تھا۔وہ اس وقت سب کا مجرم تھا اور اسے مجرم بنانے والی اس کی ماں۔فاروق صاحب کی تدفین کی بعد ولی واپس جا چکا تھا اگر ولی نہ ہوتا تو شاید اسے کبھی فاروق صاحب کے پاس بھی نہ آنے دیتے مگر ولی نے وہاں معاملہ سنبھال لیا تھا کسی حد تک۔

ہارون واپسی پر سیدھا شمیم کے کمرے میں گیا تھا مگر وہاں نیاز احمد پہلے سے موجود تھے بیڈ پر کسی کتاب کا صفحہ پلٹتے انہوں نے بڑی حیرانی سے ہارون کو دیکھا تھا۔مگر وہ آج پرواہ کیے بغیر

کمرے میں داخل ہوا صوفے پر بیٹھی شمیم روئی روئی صورت کے ساتھ آنکھیں موندھے بیٹھی تھی۔

"امی یہ کیا کیا آپ نے ؟ کس چیز کا بدلہ لیا آپ نے مجھ سے ہاں" وہ بلند آواز میں بولتا اس وقت سارے لحاظ بلائے تاک رکھ گیا۔ پیچھے بیٹھے نیاز احمد نے بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"کیا مطلب" شمیم نے حیرت سے اپنی جوان اولاد کو دیکھا۔

"آپ کیسے اتنی معصوم بن سکتی ہیں امی ! میں نے آپ سے کیا کہا تھا اور آپ نے کیا کیا ہاں ؟" وہ شدید صدمے میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے جو سمجھ آیا میں نے کہہ دیا" شمیم نے اب کے کمال بے نیازی سے نظریں چرا کر کہا پیچھے بیٹھے نیاز احمد نے ستائشی انداز میں ابرو اٹھایا تھا۔

"واقعی امی" ہارون نے بے یقینی سے کہا "میں نے آپ کو وقت لینے کا کہا تھا اور آپ نے کیا کیا آپ نے ان کو انکار کر دیا یہ کہہ کر ہارون کو عائزل سے کوئی مسئلہ ہے واہ امی واہ" وہ ہوا میں ہاتھ کھڑے کرتا جیسے اپنی قسمت پر ماتم کناہ ہوا تھا۔

"تو میں اور کیا کرتی تم نے مجھے کونسا سیدھی بات بتائی تھی" شمیم کندھے اچکا کے بولی لہجہ ذرا کمزور تھا۔

"امی میں نے آپ کو اتنی سیدھی بات کہی تھی کہ ان سے وقت لے لیں اور آپ نے اس بات کو ممانی سے بدلہ لینے کے لیے استعمال کیا۔ آخر ایسی کونسی حرص ہے امی جو آپ کی پوری نہیں ہو رہی وہ کونسا حسد ہے جو آپ کو چین لینے نہیں دے رہا" ہارون ضبط سے کہہ رہا تھا شمیم کو اس کے الفاظ کسی خنجر سے کم نہیں لگے تھے جو آہستہ آہستہ اس کے سینے میں سرائیت کرتے جا رہے تھے۔

نیاز احمد کے لب اب "واؤ" میں سکڑے تھے ان کے لیے اب یہ مزید دلچسپ ہوتا جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہارون" شمیم کھڑی ہوتی درشتی سے بولی تھی ہارون ان کی طرف دیکھ کر استہزائیہ ہنسا۔

"آپ ماں نہیں ہو سکتی ہو ہی نہیں سکتی" کہتے وہ بغیر پیچھے دیکھے کمرے سے نکل گیا۔

"آخر تم نے اپنی اولاد کو بھی باغی کر لیا" دوبارہ سے نظریں کتاب پر جمائے نیاز احمد اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا بولا۔ شمیم بے دم سی صوفے پر گر سی گئی دونوں ہاتھوں سے اپنے بال جکڑ لئے۔

اگلے دن انہیں ہارون نظر نہیں آیا تھا پورے ہشمت پور میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ ہارون احمد گاؤں کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔

-

ہشمت پور سے آکر ہارون نے اس تنگ سے گلی میں ایک گھر لیا تھا کوئی دو ہفتے ہو چکی تھے فاروق صاحب کو اس دنیا سے گئے ہارون نے جس دن گھر چھوڑا تھا اس دن کے بعد وہ کسی سے نہیں ملا تھا سوائے ولی کے۔وہ کمرہ جہاں اب بہت سے کمپیوٹر سکرینز لگے ہوئے تھے لیکن اُس وقت وہاں ایک بیڈ الماری کے سوا کچھ نہیں تھا وہ بیڈ پر ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔ تبھی کمرے میں ولی داخل ہوا ہارون نے نظروں کا رخ نہیں بدلہ وہ ہنوز چھت کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"چلو آؤ کہیں باہر چل کر کھانا کھاتے ہیں" ولی نے کمرے میں آکر سب سے پہلے وہ سبز رنگ کی روشنی بند کی تھی اور کمرے کی وہ واحد لکڑی کی کھڑکی کھولی تھی۔ایک دم سے ہی کمرے میں سورج کی کرنوں کا راج ہو گیا تھا۔ہارون نے بے زاری سے آنکھیں بند کرلی۔ولی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے بٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا یہ مایوسی کی چادر لیے بیٹھے رہتے ہو ہر وقت" ولی اس کے مقابل بیٹھتا بولا۔

ہارون نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے سانس خارج کی اور فرصت سے ولی کی طرف دیکھا۔

"اف اللہ ہارون بس بھی کرو اب موو آن کرو اس صدمے کو پراسیس کرو" ولی نے اب کے اکتاہٹ سے کہا تھا۔

"میرے لیے آسان نہیں ہے" ہارون نے بیڈ سے ٹانگیں اتارتے کہا دونوں ہاتھ بیڈ پر جما لیے کندھوں پر وزن دیتا وہ آگے کو جھک کر بیٹھ گیا۔

"ہاں مشکل ہو گا مگر ناممکن نہیں" ولی نے ہارون کے چہرے کی طرف دیکھا۔ چہرے کا ایک رخ ولی کی جانب تھا چہرے پر آئی داڑھی بے ترتیب تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے سنہری آنکھیں خالی تھی وہ کسی کھنڈر کی نمائش بنا ہوا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے ہارون میں اکثر سوچتا ہوں" ولی نے کھڑا ہو کر کونے میں پڑی واحد کرسی کھینچی اور کھڑکی کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ ہارون اب ولی کو دیکھ رہا تھا اور ولی کھڑکی سے باہر نظر آنے والے آسمان کو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب ہمارے نبی ﷺ کو سب لوگوں نے ڈس آن کر دیا تھا ان کے رشتہ دار ان کے دشمن بن گئے ان کے دوستوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا کسی نے ان کا یقین نہیں کیا" ایک نظر ہارون کی طرف دیکھا کچھ دیر چپ رہا پھر دوبارہ بولنا شروع ہوا۔

"لیکن وہ مایوس نہیں ہوئے انہوں نے اپنا مشن نہیں چھوڑا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق پر ہیں ایک دن وہ سب لوگ جو ان سے قطع تعلق ہو گئے تھے ایک دن وہ سب ان کے پاس آئیں گے کیونکہ حق کبھی بھی چھپا نہیں رہتا اور باطل کبھی بھی ہمیشہ نہیں رہتا" وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا سحر پھونک رہا تھا ہارون کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کی الفاظ کو اپنے ذہن میں دہرا رہا تھا۔

"اگر ہم ان اپنی زندگی کی ہر مشکل پر ہمت ہار جائیں تب تو زندگی بڑی مشکل ہو جائے گی ہارون تمہیں یاد ہے وہ حدیث جس میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر تمہیں لگے کہ تمہاری زندگی مشکل ہے تو ایک بار مجھ پر آنے والے مشکلوں کا یاد کر لینا" وہ مسکرا کر اب ہارون کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی کتھئی رنگ کی آنکھوں میں گرتی دھوپ اس کی آنکھوں کو سنہرا کر کے دکھا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون سر جھکائے اپنے پیروں کو دیکھ رہا تھا۔

"اگر ہم ان کی زندگی پر عمل نہ کر سکیں تو کیا خاک ہم ان کے امتی ہیں، وہ ایک عظیم انسان تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی ایک عظیم مقصد کے تحت گزاری تھی مگر جب ہم خود کو دیکھیں تو ہم کیا ہیں؟" ولی اس کو اب اصل مقصد کی طرف لے کر آ رہا تھا۔

"کیا ہے ہمارا مقصد؟ کیا ہمارا مقصد ایسا ہے جو ہمارے بعد دنیا ہمیں اس مقصد کی وجہ سے چودہ سو سال بعد بھی یاد رکھے؟ کیا ہمارا کوئی ایسا مقصد ہے جس سے کسی انسان کی تکلیف ہماری وجہ سے دور ہو جائے؟ کیا ہمارا کوئی ایسا مقصد ہے جو ہمیں اللہ کے سامنے یہ جواب دینے کے قابل بنائے کہ یا اللہ زندگی جیسی بھی گزری ہے بس تیری راہ میں یہ کام کر آیا ہوں؟ اگر نہیں تو کیسے زندگی گزار رہیں ہیں ہم؟" ولی ہارون کی طرف سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا ہارون نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی بھوری آنکھوں میں اب ندامت تھی اور ولی یہ ہی چاہتا تھا۔

"کیا ہیں ہم ؟ ہم سے ایک غم پر اسٹیس نہیں ہو رہا اور ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ دنیا کو فتح کر لیں گے ، ہم ایک بار گرنے کے بعد دوبارہ سنبھل نہیں پا رہے اور ہم چاہتے ہیں کہ دنیا ہمیں یاد رکھے ؟" ولی اب کرسی سے اٹھا تھا

"میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں دس منٹ میں نیچے ملو اور یہ رانجھے کے لباس سے نکلو" ولی نے جو کرنا تھا وہ کر لیا اسے ہارون کو سوچوں ار خ بدلنا تھا ایک نیا زاویہ دینا تھا سو اس نے دے دیا آگے ہارون اب بچہ نہیں تھا کہ ان باتوں کا سوچ کر ان کے معنی نے ڈھونڈ پاتا۔

اس کے قدم اب باہر کی طرف اٹھ رہے تھے

"تمہیں شہر بانو خالہ نے یہ سب کہا ہے نہ" ہارون ہنوز سر جھکائے بیٹھا تھا دروازے پر کھڑے ولی نے تحیر سے مڑ کر اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تب ہارون کے لب پہلی بار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے کتنی بے گانی سے لگ رہی تھی اس کی چہرے پر وہ مسکراہٹ۔اس نے سر اٹھا کر ولی کی طرف دیکھا اور دو قدم چلتا تھوڑا آگے آیا کچھ دیر پہلے جو دھوپ ولی کی آنکھوں میں جا رہی تھی اب وہ ہارون کی آنکھون کو منور کر رہی تھی۔پل بھر میں اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی جیسے کسی نے شہد انڈیل دیا ہو۔

"میں جانتا ہوں یہ سب تمہیں شہر بانو خالہ نے کہا ہے" وہ مسکراہٹ لبوں پر روکے اسے دیکھ رہا تھا ولی کے چہرے کے زاوئے بدلے وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" اس نے منہ بسور کر پوچھا تھا اس کی ساری فصاحت کا بیڑا غرق ہوا تھا۔

"کیونکہ یہ ساری باتیں ایک دفعہ نہیں کئی بار خالہ ہمیں کہہ چکی ہیں۔ شاید یہ باتیں وہ تم سے بھی کیا کرتی تھیں۔" ہارون اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔

"تو مجھے پہلے بتا دیتے میں اتنے لمبے لیکچر کی بجائے کہتا کہ بھابھی کہ لیکچر یاد کرلو" وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا کچھ دیر پہلے اسے لگ رہا تھا کہ ہارون اسے سمجھدار سمجھ رہا ہو گا اس کا تو امیج ہی خراب ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دس منٹ میں نیچے، ورنہ میں چلا جاؤں گا اور رہنا تم یہی اس مرغیوں کے ڈربے میں" اونچا سا بڑبڑاتے وہ چلا گیا تھا۔ پیچھے ہارون نے ایک لمبی سانس بھری کچھ دیر کے لیے رکا اور پھر سانس چھوڑا۔ الماری سے ایک شرٹ نکالی اور واشروم میں گھس گیا۔

وہ اپنے یاد کیے سبق خود ہی بھول گیا تھا اب اسے ان اسباق کو پھر سے دہرانا تھا۔

اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتا تھا وہ اتنی جلدی وہ عائزل کو اپنی زندگی سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔ اتنی جلدی وہ ہارون احمد کی ذات کو، خود کو بکھرنے نہیں ے سکتا تھا۔

اسے بہت کام کرنے تھے ابھی اسے بہت عظیم کام کرنے تھے ابھی۔

-

ٹھیک دس منٹ بعد وہ ولی کے سامنے تھا۔ ولی کے چہرے کے تاثرات ابھی بھی بگڑے ہوئے تھے ہارون نے اس ے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"چلو اب بس بھی کرو" کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا ولی منہ میں کچھ بڑبڑا کر دوسری طرف سے آ کر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور کتنی چھٹیاں باقی بچی ہیں تمہاری؟" ولی اپنے موبائل پر نظریں جمائے بول رہا تھا۔

"کیوں تم اکتا گئے ہو مجھ سے" ہارون سنجیدہ سا بولا اس کے لہجے سے کسی بھی طرح نہیں لگ رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہے۔ ولی بغیر اس کی بات کا جواب دیے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کے ذہنی توازن پر شک ہوا۔

"تمہیں آئی ایس آئی نے لے کیسے لیا؟"

"ایک مہینے رہ گیا ہے پھر چلا جاؤں گا" ہارون اس کے طنز کو نظر انداز کرتا بولا۔

"شکر ہے" ولی نے دعا کے انداز میں دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔

"یار کسی ڈھابے پر روک لو" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ولی سامنے روڈ پر دیکھتا بولا۔

"کیوں؟" ہارون نے تعجب سے پوچھا۔

"بس یار ویسے ہی دل کر رہا ہے آج کسی ڈھابے سے دیسی کھانا کھانے کو"

ہارون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر بعد وہ سڑک کے کنارے بنے ایک ڈھابے پر تھے۔ لکڑی کے بینچ پر بیٹھے وہ دونوں کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہارون دونوں ہاتھ میز پر رکھے سر جھکائے بیٹھا تھا اور ولی ہنوز موبائل پر لگا ہوا تھا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ" خاموشی کو توڑتے ولی نے ہی آغاز کیا تھا گفتگو کا۔ ہارون نے سوالیہ انداز سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" ولی نے پر تجسس سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

ہارون نے ایک لمبا سا سانس بھرا۔

"ہارون تمہیں نہیں لگ رہا کہ کچھ زیادہ سوچ رہے ہو؟" ولی نے اس کی پھر خاموشی پر دل میں چاہا تھا کہ اٹھ کر اس کے دو جڑ دے۔

"نہیں میں زیادہ نہیں سوچ رہا مگر یہ جو میرے اندر ایک گلٹ ہے یہ ختم نہیں ہو رہا" ہارون ہارے ہوئے انداز میں بولا تو ولی کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔

"ہارون کچھ بھی تمہاری وجہ سے نہیں ہوا یہ سب ایسے ہی لکھا گیا تھا فاروق صاحب کی موت ایسے ہی لکھی گئی تھی تمہارا اور عائزل کا نکاح ایسے ہی ٹوٹنا لکھا تھا" ولی ٹھہر ٹھہر کے ایک ایک لفظ پر زور دے کر بول رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جو بھی تھا ولی لیکن نانا کی موت پر کم از کم میں قصوروار تو نہ بنتا" ایک بار پھر اس کے چہرہ جھک گیا تھا۔

"ولی اگر وہاں پر شمیم آنٹی کی جگہ تم گئے ہوتے اور تمہیں لگتا کہ پھر یہ سب نہ ہوتا تو تم غلط ہو تب بھی یہ سب ایسے ہی ہونا تھا کیونکہ فاروق صاحب کی سانسیں اللہ نے لکھی ہی اتنی تھی

ان کی موت کا سبب یہ ہی بننا تھا جو بن گیا تم اس چیز کا جتنی جلدی ایکسیپٹ کرو گے اتنا ہی تمہارے لیے بہتر ہو گا"

ہارون ابھی کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے ہی لگا تھا کہ ان کا کھانا آگیا تھا ولی خاموش ہو گیا۔

ہارون نے جب برتن رکھتے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں دیکھے تو چونک کر سر اٹھایا۔

ولی نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں سر اٹھایا۔

"ارے خان تم، بزنس چھوڑ کر نوکری کرنے لگ گئے" ولی خوشگوار حیرت کے ساتھ بولا۔

ہارون کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی وہ بچہ جو مگن سا اپنا کام کر رہا تھا ان کی آواز پر باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

"ارے صاب، کیسا ہے تم" ولی کے مکمل نظر انداز کرتے اب وہ ہارون کی طرف رخ کیے کھڑا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں خان تم بتاؤ" ہارون نے اس کی بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا اس دن کی نسبت آج اس کے بال صاف ستھرے اور سلیقے سے کنگھی کیے ہوئے تھے۔ رنگ کا سانولہ پن پہلے کی نسبت کم تھا۔ شاید اب وہ دھوپ میں سڑکوں پر نہیں پھرتا تھا اس لیے۔

Clubb of Quality Content

ولی کو اپنا نظر انداز ہونا بری طرح کھلا تھا۔

"میں بھی اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہوں"

"تم نے وہ کام کیوں چھوڑ دیا" ہارون اب متجسس سا ہو کر ایک ہاتھ پر چہرہ ٹکائے اس سے پوچھ رہا تھا دوسرے طرف ولی کھانا شروع کر چکا تھا۔

"ارے صاب کیا بتاؤں ام گجرے بیچتا تھا کہ مرد لوگ خرید کر اپنی بیویوں کو دے گا تو وہ خوش ہوں گیں۔ گھر میں سکون کا ماحول ہو گا ہمارے وجہ سے لوگ مسکرائیں گے مگر میرا تو سارا کام ہی الٹا ہو گیا" وہ بچہ معصومیت سے کہتا تھوڑا افسردہ ہوا تھا۔

"اور وہ کیسے؟" ہارون نے آنکھوں میں نا سمجھی لیے پوچھا۔

"وہ ایسے کہ یہ جو آج کل کے مرد ہیں نہ یہ اپنی بیویوں کو خوش کرنا تو گناہ سمجھتا ہے، ام سے گجرے لے کر اپنی محبوبہ کو دے دیتے۔ ایک بار کیا ہوا نا کہ ایک آدمی آیا موٹر سائیکل پر ام سے گجرا لینے لگا" اب وہ ہارون کے ساتھ بیٹھ چکا تھا اور پوری توجہ سے آپ بیتی سنانا شروع ہو گیا۔

ولی کے کان بھی ان دونوں کی طرف ہی تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو موٹر سائیکل پر اس کے ساتھ ایک عورت بیٹھا ہوا تھا ہمیں لگا اس کی گھر والی ہو گی"

ہارون مسکراتے ہوئے اس کی کہانی سن رہا تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری اس وقت کچھ نہیں تھا۔

"تو جیسے ہی ہم نے اس کو گجرا دیے پیچھے کہیں رکشہ سے نکل کر اس کی اصلی گھر والی آگئی۔ پھر وہ تماشہ لگا وہ تماشہ لگا کہ اللہ کے پناہ" وہ دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت کو باری باری دونوں کان کی لو تک لے کر جا رہا تھا

"پھر؟" ولی نے اب سوال کیا تھا۔

"پھر کیا صاب ان کی بیگم نے اپنے شوہر کو جو درگت بنائی تھی بنا دی مگر اس نے میرے سارے گجرے پھینک دیے اور جو میرے کاروبار کو بددعائیں دی وہ الگ" وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے تاریخ کا سب سے بڑا ظلم اسی کے ساتھ ہوا ہے۔

"لیکن اس نے تمہیں بددعائیں کیوں دی" ولی کے سوال پر اس بچے نے ایسے دیکھا جیسے اس کی کم عقلی پر اسے افسوس ہوا ہو ولی اب تک ایک مکمل نان کھا چکا تھا۔

اور ہارون نے ایک نظر اٹھا کر بھی کھانے کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ عورت کہہ رہی تھی ان گجروں کو آگ لگے اور بیچنے والوں کے خاک پڑے جو مردوں کو شے دیتے ہیں حرام کی طرف پیسہ لٹانے کے لیے۔ارے مجھے چھوڑ کر اس نے تو سارے کے سارے ریستورینٹوں کو بھی گالیاں دی اس دن کے بعد ہم نے توبہ کر لیا کہ ایسا کام ہی نہیں کرنا جس کی وجہ سے کسی کے لیے حرام کام میں آسانی ہو"اس کی آخرے بات پر ہارون چونکا ولی نے ایک ستائشی نگاہ اس پر ڈالی ساتھ میں دوسرے ناں کا لقمہ توڑ کر منھ میں ڈالا۔

"لیکن خان اس سے تمہیں کیا؟ تم تو حلال ہی کما رہے تھے نا تو آگے تو خریدنے والے پر انحصار کرتا ہے کہ وہ اس چیز سے حلال کی طرف جاتا ہے یا حرام کی طرف"

ہارون نے اچنبھے سے اس چھوٹے سے بچے کی طرف دیکھا جو ایک دم سے ہی اسے بڑا لگنا شروع ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے صاب جب مجھے پتہ لگا کہ میرا کام کسی کے لیے حرام کی طرف جانے میں آسانی کرتا ہے اور میں پھر بھی اس کو یہ سوچ کر کیے جاؤں کہ میری نیت تو غلط نہیں ہے نہ تو پھر میں اپنے ضمیر کو کیسے سلاؤں گا"خان نے ایسے کہا تھا جیسے وہ واقعی کوئی تیس چالیس سال کا مرد ہو۔

"دیکھو صاب! میرا کام حلال تھا مگر زیادہ لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھاتا تھا وہ نبی ﷺ نے بھی فرمایا تھا نا کہ شراب حرام، پینے والا بھی گناہگار، پلانے والا بھی گناہگار، لانے والا بھی گناہگار، خریدنے والا بھی گناہگار اور بیچنے والا بھی گناہگار، تو میں نے سوچا کہ کیوں دوسرے کا گناہ اپنے سر لینا ہے کام بدل لو"

"مگر تم شراب تھوڑی بیچتے ہو" ولی نے اب کی بار تجسس سے اس ننھے سے بچوں کو دیکھا تھا جو اپنی عمر سے بڑی باتیں کر رہا تھا۔

"شراب نہیں بیچتا تھا مگر امارے کام کی وجہ سے لوگ حرام کام کرتے تھے اپنی محبوباؤں کو گجرے پہناتے تھے پھر وہ ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے بات کرتے ایک دوسرے کو چھوتے تو سوچو صاب مجھے بھی تو گناہ ملے گا نا" خان ایسے تاثرات کے ساتھ کہہ رہا تھا جیسے گھن کے مارے ابھی الٹی کر دے گا۔

"لیکن تم تھوڑی نہ جانتے تھے کہ زیادہ تر لوگ غلط کام کرتے تھے تو تم کرتے رہتے" ہارون نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب تک امیں پتہ نہیں تھا ام نے وہ کام کیا مگر جس دن امیں پتہ چلا ام نے وہ کام چھوڑ دیا اللہ رزق دینے والا ہے ام چند پیسوں کے لیے اپنا سارا زندگی کے اعمال رسک میں کیوں ڈالے"

کندھے اچکاتا وہ کھڑا ہو گیا تھا غالباً اسے کسی نے آواز دی تھی۔

"تمہیں یہ ساری باتیں کون بتاتا ہے" ہارون نے ایک بار پھر اس کے بال بکھیرے تھے۔

"میری آنا، وہ قرآن پڑھتا ہے نماز پڑھتا ہے اور مجھے اللہ کی باتیں بتاتا ہے" اپنی ماں کے ذکر پر اس کی آنکھوں کے قندیل جل اٹھے تھے۔ ہارون کی آنکھوں میں شمیم کا سراپا دوڑا تھا کیا وہ بھی ایسے ہی تھی جیسی اس خان کی ماں ہو گی۔

"اور تمہارا باپ؟" ولی نے ہمدردی سے پوچھا تھا جیسے جواب جانتا ہو۔

"جن کا باپ زندہ ہوتا ہے وہ بچے کام نہیں کرتا سکولوں میں پڑھتا ہے بڑا آدمی بنتا ہے"

سڑک کی طرف دیکھتا خان سکول وین کا جاتے دیکھتا بول رہا تھا۔

"تم پڑھنا چاہتے ہو سکول" ہارون نے نجانے کس سوچ کے تحت پوچھا تھا۔

ولی نے ہارون کی طرف دیکھا جیسے اس کے اگلے الفاظ منہ سے نکلنے سے روکنا چاہیں ہوں۔

خان نے نفی میں سر ہلا دیا ہارون نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں"

"کیونکہ میں تمارا احسان لے کر نہیں پڑھوں گا تم اچھے ہو مگر میں تم سے مطلب نکالوں گا تو مطلب پرست بن جاؤں گا اور میری آنا کہتی ہے مطلب پرست لوگ کتوں سے بھی برے ہوتے ہیں" کہہ کر وہ بھاگتا ہوا ڈھابے کے کچن کی طرف بڑھا کافی دیر سے وہ ان کے پاس ہی رکا ہوا تھا۔

"کافی خوددار بچہ ہے" ہارون اب کے کھانے کی طرف متوجہ ہوا تھا چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"تم نے شہر بانو خالہ کو سب بتا دیا؟" ہارون لقمہ منہ میں کی طرف لے جاتے ایک نظر ولی کی طرف دیکھا

"ہاں" ولی سر جھکائے دل جمعی سے کھانا کھا رہا تھا۔

"کیوں" سوچتی نظریں ولی پر گاڑی

"وہ تمہارے لیے پریشان ہو رہی تھی" اب کے بار ولی نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

ہارون استہزاء کے ساتھ ہنس دیا۔

"کونسا لطیفہ سنایا ہے میں نے؟" ولی بھنویں اچکا کر بولا کھانے سے ہاتھ روک چکا تھا۔

"خالہ کچھ دن پہلے تک میری شکل دیکھنا نہیں چاہ رہی تھی اور اب میں مان لوں کے انہیں میری فکر ہو گی؟" وہ یاسیت سے مسکرایا ولی نے ایک گہرا سانس بھرا۔

"دیکھو ہارون انسان غصے میں ہوتا ہے تو وہ خود نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اُس وقت بھابھی غصے کے ساتھ ساتھ غم میں بھی تھی" ہارون نے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں سارا پی گیا۔ پھر اثبات میں سر ہلاتا اس نے ادھر ادھر دیکھا تھوڑے ہی فاصلے پر اسے خان نظر آ گیا وہ کسی اور ٹیبل پر کھانا رکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خان بات سننا" اپنی جیب سے والٹ نکال کر اس میں سے ہزار کا ایک نوٹ نکالا ولی سامنے رکھے تشو بکس سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"اب کیا ہوا صاب" کھانے کی ٹرے بازو اور کمر کے درمیان پھنسائے سر پر انابی سے رنگ کی پختون طرز کی ٹوپی پہنے وہ سبز نیلی آنکھوں والا بچہ ایک بار پھر ہارون کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"یہ لو بل"ہزار کا نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹوپی درست کی خان بھی ہلکا سا مسکرا کر جانے کے لیے پلٹا۔

"خان تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں؟"ولی اب جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"امارہ نام خوشبو خان ہے اور تمہارا نام کیا ہے؟"وہ سنجیدہ سا ہارون کی طرف پلٹا۔

دوسری طرف ولی کا قہقہہ آسمان کو چھو رہا تھا ہارون نے بہت مشکل سے خان کی طرف دیکھتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی جو ولی کے رد عمل پر سرخ پڑ گیا تھا۔

"خوشبو؟"وہ ایک بار کہہ کر پھر سے ہنس دیا۔

"ہاں تو تمے کوئی مسئلہ اے کیا امارے نام سے؟وہ ایک طرف ٹرے دبائے دوسرا ہاتھ کمر پر رکھ سخت تیوروں کے ساتھ ولی کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں نہیں بہت اچھا نام ہے تمہارا خوشبو"ولی اپنے قہقہوں کو روکتا بمشکل بولا آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔

"ارے صاب اس بندے سے دوستی ختم کر دے یہ تم کو بھی خراب کر دے گا"ہارون کی طرف جھکتے رازدارانہ انداز میں کہا ایک گھوری ولی پر ڈالی اور مڑ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تبھی کسی نے خان کا آواز دی۔

"خوشبو خان یہاں آؤ" اور ایک بار پھر ولی گلہ پھاڑ کر ہنس دیا اس بار ہارون بھی ہلکا سا ہنس دیا خان نے گردن موڑ کر ولی کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا ننھا سا ہاتھ منھ پر پھیر کر شہادت کی انگلی دکھائی۔

ولی نے دونوں ہاتھ فضا میں کھڑے کر دیے۔

"مجھے خالہ سے ملنا ہے اس کے بعد میں چلا جاؤں گا" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ہارون بولا۔

"کہاں جانا ہے؟" ولی اپنا موبائل پینٹ کی جیب سے نکالتا بولا۔

"چھٹیاں ختم ہو گئی ہیں میری" سنجیدہ سا کہتے اس نے گاڑی روڈ پر ڈالی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تو مہینہ رہتا تھا"

"ابھی کچھ دیر پہلے ہیڈ کی کال آئی تو چھٹیاں ختم" ہارون سنجیدہ سا بولا۔

"تو تم عائزل سے ملے بغیر چلے جاؤ گے؟" ولی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں میں نے ممانی سے وعدہ کیا تھا کہ میں پانچ سال تک ان کے راستے میں نہیں آؤں گا"

گاڑی اب کشادہ سڑک پر روانی سے بھاگ رہی تھی۔

"مگر تم ایک بار۔۔۔"

"خالہ سے کال کر کے پوچھو وہ گھر پر ہیں یا نہیں؟" ولی کی بات کو کاٹتے وہ جلدی سے بولا ولی نے اثبات میں سر ہلا دیا یعنی اب وہ اس بارے میں بات نہیں کرے گا۔

تین سال بعد

خان خاموشی سے بیٹھا برتنوں کے ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جو ڈھابے کا مالک نے اسے دھونے کے لیے بٹھا دیا تھا۔ دل ہی دل میں وہ مالک کو کوس رہا تھا جس نے پچھلے دو دن کی چھٹی کی کسر آج ہی نکال دی تھی۔ وہ بددلی سے اب ان کو دھونا شروع ہو چکا تھا وہ ڈھابے کے پچھلی جانب بیٹھا تھا یہاں لوگ نہ ہونے کے برابر آتے تھے۔ پیچھے کھیتوں کا ایک لمبا سلسلہ تھا اس کے ہاتھ اب بے دلی سے برتنوں کا صابن لگا رہے تھے۔ تبھی اسے کھیتوں سے ایک آہٹ سنائی دی اس نے اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ اس نے دل میں سوچا شاید یہ کسی گیدڑ کی آواز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے جو شام گئے ادھر نکل آیا تھا۔اس نے اپنا دھیان پر تنوں کی جانب جمائے رکھا۔کچھ لمحے بعد اسے دو بوٹ پاس رکتے دکھائی دیے۔اس نے پیروں سے نظر اوپر اٹھانی شروع کی نیلے ٹراؤزر پر سرمئی گول گلے کی ڈھیلی سی شرٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے وہ شخص بڑے سٹائل سے اپنے دونوں ہاتھ جیبوں میں دیے کھڑا تھا۔خان نے ڈھلتی شام کی روشنی میں اسے پہچان لیا تھا۔

"آؤ مصطفی میاں آج کیسے یاد کر لیا" خان اب برتن دھونا چھوڑ چکا تھا دونوں بازو گھٹنوں پر پھیلائے ہاتھ میں پکڑے سفنج کی جھاگ نکال رہا تھا۔

چہرے پر ایک تیکھی سی مسکراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مصطفی نے آنکھیں گھمائی وہ جانتا تھا کہ خان اس کے آج آنے سے آگاہ تھا۔

"ہارون کو جو دینا ہے تم نے وہ دو" مصطفی نے اک شان سے آنکھوں پر سے چشمہ ہٹا کر ٹی شرٹ کی گلے میں اٹکا لیا۔اب اس کی سرمئی آنکھیں واضح ہو رہی تھیں۔ڈھابے کے اس حصے میں چلتی ہلکی سے سفید روشنی میں اس کی وہ سرمئی آنکھیں کانچ سی لگ رہی تھیں۔

چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی جو بڑے خوبصورت انداز سے اس کے چہرے کے مطابق تراشی گئی تھی۔اور سیاہ بال سلیقے سے پیچھے کو گرار کھے تھے۔

"ایسے ہی دے دوں کیا تمہیں" خان اس کی شاندار شخصیت سے ذرا بھر مرعوب نہ ہوا تھا۔

"کیا مطلب پیسے چاہیئے" مصطفیٰ نے اب کے آنکھوں میں بے زاری کیے کہا۔

"یہ دیکھو چھوٹا لوگ چھوٹا سوچ، یہ تم امیروں کی ہر بات پیسے پر آکر کیوں ختم ہو جاتی ہے"

خان کے اب دمزہ ہوا تھا۔

"کیوں کے ہم امیروں کے پاس پیسہ ہوتا ہے اس لیے" اک ادا سے بالوں میں ہاتھ پھیرا لبوں کے کونوں پر مسکراہٹ روکی۔

"ایک شرط پر دوں گا میں" خان کی چہرے پر اب دبی دبی شرارت تھی۔

"کیا جلدی بولو ٹائم نہیں ہے میرے پاس، گرمی لگ رہی ہے مجھے" ہاتھ سے ماتھا کا نادیدہ پسینہ صاف کرتے وہ مصنوعی اداکاری سے کہہ رہا تھا۔

خان نے اس کی بات کا اثر لیے بغیر کہا۔

"یہ میرے ساتھ برتن دھلواؤ تو میں تمہیں دوں گا" اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

مصطفی نے شاکی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

پھر بے یقینی کے عالم میں انگشت شہادت اپنے سینے کی طرف کرتے بولا۔

"میں اب یہاں مٹی پر بیٹھ کر برتن دھوؤں گا؟"

خان نے زور سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے کیا میں یہ اتنا تیار ہو کر یہاں یہ مٹی پر بیٹھ کر برتن دھوؤں گا وہ بھی لوگوں کے جھوٹے" اسے تو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کوئی مصطفی شاہد کو یہ کام کرنے کے لیے بھی کہہ سکتا ہے۔

خان نے مزہ لینے والے انداز میں کہا۔

"کیوں ہارون لالہ کو وہ پارسل نہیں دینا کیا تم نے"

"دیکھو شرافت سے پارسل دو ورنہ میں جا رہا ہوں" تنبیہہ کرنے والے انداز میں خان کو کہا

اور پھر منہ میں بڑبڑایا" بڑا آیا مجھ سے برتن دھلوانے والا"

Clubb of Quality Content

خان نے جواب میں بس بھنویں آچکا کر اسے دیکھا۔

کچھ دیر بعد وہ ٹراؤزر ٹانگوں پر اوپر کو فولڈ کیے بازو کہنیوں تک کھینچ کر خان کے برابر بیٹھا برتنوں کو صابن لگا رہا تھا

"یہ اپنے دانت اندر کر لو ورنہ اگر میں نے ان کو باہر نکالا تو تمہیں شاید پسند نہ آئے"

خان سر جھکائے مسکراتا رہا بڑے دنوں بعد مصطفیٰ اس کے قابو آیا تھا۔

اسے اچھی طرح یاد ہے جب مصطفیٰ پہلی بار ہارون کے ساتھ یہاں آیا تھا ہارون کا چہرہ مفرل سے ڈھکا ہوا تھا مگر مصطفیٰ بے زاری سے بیٹھا ہارون کو دیکھ رہا تھا۔

اسے ہارون کے اس لوکل سے ڈھابے پر آنے سے شدید احتجاج تھا۔اس بار مصطفیٰ نے خان کو بہت تنگ کیا تھا تین بار ٹیبل صاف کروایا پھر جب خان کھانا لے کر آیا تو اسے نیا کھانا لینے کو بھیجا یہ کہہ کر کہ دوبارہ لے کر آؤ اور ڈھک کر لے کر آنا۔

خان اپنے مالک کے سامنے کڑوے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔اس کے بعد جب بھی مصطفیٰ آیا اس نے ایسے ہی خان سے کام کروایا تھا آج خان کی باری تھی تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ سارے برتن صاف کر چکے تھے

Clubb of Quality Content

"اب پارسل دو مجھے" وہ جھک کر اپنا ٹراؤزر درست کر رہا تھا۔

"ایک منٹ لاتا ہوں" خان تولیے سے ہاتھ خشک کرتا ڈھابے سے قدرے ایک طرف ہو گیا۔ وہاں جھک کر زمین سے ایک چیز نکالی۔ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس پر جگہ جگہ مٹی لگی ہوئی تھی۔

"یار تم کسی صاف ستھری جگہ پر نہیں رکھ سکتے تھے" مصطفیٰ ناک بھنویں چڑھاتا بولا۔

"ہاں اس کے ڈھابے کے سامنے لٹکا کر رکھ دیتا تاکہ سب کو پتہ چلتا اس کا" خان دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر بولا مگر آواز اب سرگوشی کی مانند تھی مصطفیٰ نے بددلی سے وہ لفافہ تھام لیا۔

"کسی کو پتہ تو نہیں چلا تھا جب تم نے یہ نکالا" مصطفیٰ کا لہجہ اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"نہیں وہ منگل کو یہاں رکتے ہیں میں نے ان کے کھانے میں نشہ ملا دیا تھا تو رات وہ مست سوتے رہے میں رات کو آ کر ان کے ٹرک سے یہ نکال لیا" خان بڑی پرجوشی سے دھیمی آواز میں بتا رہا تھا مصطفیٰ نے لفافے کے اندر جھانکتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہارون کو تم ہی ملے تھے کیا یہ سارا کام کرنے کو" اب وہ جانے کے پر تول رہا تھا۔

خان کی ساری جوت بجھ گئی ایک کٹیلی نظر مصطفیٰ پر ڈالی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم جیسے لوگوں سے کوئی کام نہیں نکلا تو ہم جیسوں کو تو پھر کام آنا ہی پڑتا ہے نا۔ پوچھنا ہارون لالہ سے ایک ایک ٹرک کی انفارمیشن دی ہے میں نے ٹرک ڈرائیور کی تصویریں بھی" وہ فخریہ لہجے میں بول رہا تھا۔

مصطفی نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ ہوا میں لہرایا اور واپسی کے لیے مڑ گیا خان نے جھلس کر اسے دیکھا۔

"ہارون لالہ کو یہ دو نمونے ہی ملے تھے ایک وہ ولی اور ایک یہ مصطفی دونوں ہی ایک جیسے بدلحاظ" وہ اس کے پیچھے بڑبڑاتا ہوا اس کی دور جاتی پشت کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

-

"آئیندہ اس پٹھان کے بچے سے اپنا سامان خود لینے جانا میں ہرگز نہیں جاؤں گا" مصطفی بیڈ پر دھڑام سے گرتے بولا۔

یہ وہی پرانا گھر تھا جو ہارون نے ہشمت پور چھوڑنے کے بعد لیا تھا مگر اب یہاں کچھ چیزیں بدل گئی تھی۔ جیسے کہ اب یہاں بہت سے کمپیوٹرز رکھ دیے گئے تھے وہ سبز روشنی پہلے کی

نسبت کافی تیز تھی کمرے میں ایک رولنگ چیر کا اضافہ ہوا تھا اور باقی وہی پرانا اور بوسیدہ سامان۔

"تمہیں ایک بچے سے الجھتے شرم نہیں آتی کیا؟" ہارون ساری کمپیوٹر سکرین کی طرف باری باری دیکھتا جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔

"یہ بچہ "صدمے سے وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا" تمہارے اس بچے نے آج مجھ سے اتنے برتن دھلوائے ہیں پتہ میرے ان نازک ہاتھوں کے ٹریٹمنٹ پر کتنا وقت لگے گا۔اب تک ان میں سے لیمن میکس کی بو آرہی ہے۔" وہ رونے والے انداز میں دہائی دے رہا تھا ہارون کے سنجیدہ سے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اف اللہ میرے ہاتھ" مصطفی ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر پھیرتا منہ پھلائے بول رہا تھا۔

"بس کرو یہ لڑکیوں کی طرح ناٹک مسٹر مصطفی شاہد اور ادھر آؤ مجھے تمہیں ایک چیز دکھانی ہے" ہارون ہنوز آنکھیں چھوٹی کیے سامنے والی سکرین کو بغور دیکھ رہا تھا۔

مصطفی دونوں ہاتھوں پر زور ڈالتا اٹھا اور ہارون کی دائیں طرف ذرا سا جھک کر ایک ہاتھ کرسی پر اور ایک ہاتھ میز پر ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔اور اسی سکرین کو دیکھنے لگا جسے ہارون دیکھ رہا تھا۔

"میں نے ان سارے نمبرز کو ٹریک کیا جو خان نے مجھے سینڈ کیے تھے" خان کے نام پر مصطفی کے چہرے کو زاویے بگڑے تھے مگر ہارون سکرین کی طرف دیکھتا کی بورڈ پر کچھ بٹنز دبا رہا تھا۔

"یہ سارے ٹرک ڈرائیور ایک بندے سے رابطہ کرتے ہیں مگر اس بندے کا نمبر ہر بار مختلف ہوتا ہے" کمرے میں اس کی آواز کے علاوہ کی بورڈ پر بٹن دبانے کی آواز گونج رہی تھی۔

سکرین پر اب مختلف نمبرز لکھے آرہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ سارے نمبرز ایک ہی آدمی کے ہیں ہو سکتا ہے یہ سب مختلف آدمی ہوں"

"میں نے ان سارے نمبرز کی لوکیشن چیک کی ہے اور وہ ساری لوکیشنز ایک ہی جگہ کی ہیں اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک ہی بندہ ہے جو ان سارے ٹرک ڈرائیورز کو مال ادھر سے ادھر

کرنے کے بارے میں ہدایت دیتا ہے" ہارون نے اب کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسالی۔

"تم کیا یہ ہی مین بندہ ہے؟" مصطفیٰ اب سیدھا ہو کر میز پر پشت ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں یہ ابھی کہنا مشکل ہے میرا دل کہتا ہے کہ یہ بھی ایک پیادہ ہی ہے مین بندہ کبھی بھی یوں منظر عام پر نہیں آتا"

"تو تم ان سارے نمبرز کو ٹریک کر لو ہو سکتا ہے وہ انہی نمبرز میں سے کسی ایک پر اس مین بندے سے بات کرتا ہو"

مصطفیٰ اب کے سنجیدگی سے بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں جتنی ہوشیاری سے یہ لوگ کام کرتے ہیں یہ لوگ ایسی بیوقوفی نہیں کریں گے یا تو یہ آمنے سامنے بات کرتے ہیں یا پھر اپنے ہیڈ سے بات کرنے کے لیے کوئی اور نمبر ہو گا"

ہارون اب چھت کو گھور رہا تھا جیسے اس کی سوچوں کا جواب اوپر لکھا آرہا ہو۔

"تو تم اس لوکیشن پر آنے والے تمام کالز چیک نہیں کر سکتے کیا"

"نہیں ایسے بہت ٹائم لگ جانا ہے میں سوچ رہا ہوں کہ اس لوکیشن پر جا کر اپنے طور پر ساری چیکنگ کر کے آؤں" ہارون کرسی سے کھڑا ہوتا ہوا بولا جیسے فیصلہ کر چکا ہو۔

"تمہیں کیا لگتا اتنا خطرناک کام کرنے والوں کے پاس سیکیورٹی کا بندوبست نہیں ہو گا کیا" مصطفی اب واپس بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں اس کا انتظام بھی ہو جائے گا" ہارون اس بوسیدہ الماری سے ایک جیکٹ نکالتا بولا۔

اسی لمحے کمرے میں ولی داخل ہوا یونیفارم پہنے ہاتھ میں ایک بیگ پکڑے آنکھوں میں چشمہ لگائے وہ بے نیاز سا تھا۔

مصطفی اسے دیکھ کر جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا آج سب وہی لوگ کیوں مل رہے تھے جس سے اسے الجھن تھی پہلے وہ خان اور اب یہ۔

"ہاں تو پھر تیار ہو ہارون" مصطفی کو یکسر نظرانداز کرتا وہ بیگ سے کپڑے نکالتا بولا۔

"ہاں بس تم چینج کر لو میں اور مصطفی تمہارا نیچے گاڑی میں انتظار کر رہے ہیں"

الماری میں سے ایک گن نکال کر اسے لوڈ کرتے ہوئے ہارون نے ایک نظر ولی کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب یہ بھی ہمارے ساتھ جائے گا" مصطفی اور ولی دونوں ایک ساتھ ایک دوسری کی طرف اشارہ کرتے ایک ساتھ بولے۔

ہارون نے ابرا چکا کر دونوں کی طرف دیکھا

"اپنے اختلاف اپنے تک رکھو مجھے تم دونوں کی ضرورت ہے" ضرورت پر زور ڈالتے وہ بولا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

"ولی نے بے زار نظر سامنے بیٹھے مصطفی پر ڈالی مصطفی نے اسی کے انداز میں بچوں کی طرح ناک چڑایا۔ ولی اس کے اس انداز پر فوراً َ واشروم میں گھس گیا مبادہ کہیں وہ اس کے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ نہ دیکھ لے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مصطفی اس کے جاتے ہی باہر کی طرف قدم بڑھانے لگا تو ایک دم وہ پارسل یاد آیا جسے وہ خان سے برتن دھونے کے عوض لے کر آیا تھا اور ہارون نے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

جھپٹنے کے سے انداز میں اس نے وہ پارسل پکڑا اور باہر نکل گیا اس کے پیچھے ہی ولی باہر آگیا۔

ان دونوں کو اس تنگ گلی سے نکلتا دیکھا ہارون نے گاڑی سٹارٹ کر لی مصطفی پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر بیٹھا اور زور سے دروازہ بند کیا ولی ہارون کے ساتھ آگے بیٹھ گیا۔

"تمہیں یہ پارسل نہیں چاہیے تھا تو منگوایا ہی کیوں"

"اوہ ہو! دماغ سے نکل گیا لاؤ دو" ہارون نے ہاتھ بڑھا کر وہ پارسل تھام لیا۔اب وہ احتیاط سے اسے کھول رہا تھا کور اتار کر اندر سے ایک ڈبہ نکلا ہارون نے اس ڈبے کو کھولا تو اندر ایک نیلے رنگ کا خرگوش نما ٹیڈی تھا۔ مصطفی جو پیچھے بیٹھا تجسس سے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا بدمزہ ہو کر پشت سے ٹیک لگا لی۔

"یہ لوگ کھلونوں میں ڈرگز سپلائی کر رہے ہیں" ولی ابرو اچکا کر بولا۔

ہارون اسے الٹ پلٹ کر بہت غور سے دیکھ رہا تھا تبھی کچھ محسوس کرنے پر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے پوکٹ نائف نکالا اور اس خرگوش کے پیٹ میں گاڑھ دیا اور احتیاط سے اسے چیرنے لگا۔

ولی غور سے اس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔

ہارون نے اب اس کی روئی نکال کر اندر سے ایک ہاتھ لمبا شیشے کا جار بنا جس میں پانی نما کچھ تیر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یا اللہ یہ لوگ "ولی کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے مصطفی اس کی حیران آواز پر آ گے کو ہو بیٹھا

اور جو اس نے دیکھا اس نے مصطفی کی قوت گویائی سلب کر لی۔

ہارون کے ہاتھ میں اس شیشے کا جار میں ایک چھوٹا سا دل پیلے سے پانی میں تیر رہا تھا گاڑی میں بیٹھے تینوں نفوس خاموش تھے کسی کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

"یہ لوگ بچوں کے آرگنز سپلائی کر رہے ہیں؟"آخر کار مصطفی نے خاموشی کو توڑا۔

ہارون نے اس شیشے کے جار کو آہستہ سے واپس اسی ڈبے میں رکھا۔

"یہ لوگ انسان نہیں وحشی درندے ہیں "اس کی آنکھوں میں اب غصہ رقم تھا۔

"ہارون مجھے تم سے کچھ کہنا ہے "ولی نے ہمت کر کے کہنے کی کوشش کی مصطفی ابھی تک صدمے میں تھا کوئی بچوں کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔

ہارون نے ولی کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم جہاں جا رہے تھے فل وقت کے لیے اسے ڈیلے کر دو اور ابھی اسی وقت میرے گھر چلو مجھے لگتا ہے تمہیں کچھ جاننے کی ضرورت ہے"

ولی نے اس سے نظریں چرا کر کہا تھا۔

ہارون نے الجھن نے اسے دیکھا۔

"کچھ مت پوچھو لیکن اسی وقت گاڑی میرے گھر کی طرف لے چلو تمہیں سب سمجھ لگ جائے گی" ولی نے اب موبائل نکال کر کچھ ٹائپ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ہارون نے ضبط سے سٹیرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھایا اور گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد وہ لوگ شہر بانو کے سامنے بیٹھے تھے۔

"اتنے سالوں بعد کیسے یاد کیا مجھے" شہر بانو سلیقے سے ڈوپٹہ سر پر جمائے سفید قمیض شلوار میں نہایت نفیس لگ رہی تھی مصطفی ماحول سے بے پرواہ سے بیٹھا تھا اس نے شہر بانو کو سلام کیا تھا اور تب سے چپ کو رازہ رکھا ہوا تھا۔

ہارون کے چہرے پر واضح بے چینی تھی اور ولی پر اسرار خاموشی سے شہر بانو کو دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی اسے ساری بات بتا دی ہو۔

"ہم بس ضروری کام سے جارہے تھے تو ولی نے کہا کہ ہمیں آپ سے مل لینا چاہیے۔" رک کے ایک نظر ولی کو دیکھا "کیا کچھ ایسا ہے جو آپ کو معلوم ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ مجھے بھی وہ معلوم ہونا چاہیے" وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے مگر بیچ میں گزرنے والے ماہ و سال آ چکے تھے پہلے جیسی بے تکلفی نہیں تھی ہاں کوئی شکایت دونوں طرف ہی نہیں تھی مگر کچھ تھا جو پہلے جیسا بالکل نہیں تھا۔

"مجھے لگتا ہمیں شہیر کا انتظار کر لینا چاہیے" ایک نظر لاؤنج میں بیٹھے نفوس کو دیکھا اور جواب کا انتظار کیے بغیر وہ ایک کمرے کی طرف چلی گئی۔

ہارون نے ولی کو بہت ضبط سے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"حوصلہ رکھو" ولی نے مظلومانہ انداز میں کہا۔

"کچھ کھانے کو نہیں ملے گا کیا" اب کے مصطفی قدرے اونچی آواز میں پہلے بار بولا تھا۔

"ہاں وہ رہا کچن اور دائیں طرف فریج جو تمہارا جی چاہے فریج میں موجود چیزوں سے بنا سکتے ہو" اسی کمرے سے نکلتی شہر بانو ہاتھ میں فائلز کا ایک پلندہ پکڑے ہاتھ کے اشارے سے کچن کی طرف اشارہ کیا۔

مصطفی ان کے ہاتھ کے اشارے میں دیکھتا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے شکریہ کرتا کچن کی جانب چل دیا۔ولی اس کی بے نیازی پر تلملا اٹھا تھا۔کچھ دیر پہلے یہ ایسا تھا کہ زندگی میں کچھ بول نہیں پائے گا۔

"یہ پچھلے ڈھائی سال کا ورک ہے جو شہیر نے کیا ہے پرووز اینڈ ڈیٹیلز (proves and details)"

ہارون نے ایک نظر شہر بانو کے فائلز تھامے ہاتھ کو دیکھا بے داغ لمبی انگلیاں نفاست سے کاٹے ہوئے ناخن بے اختیار اسے عائزل یاد آئی تھی۔ کتنی مشابہت تھی شہر بانو اور عائزل میں۔

مگر جلدی سے خود کا سنبھالتے اس نے اب کی بار بغیر دیکھے وہ فائلز شہر بانو کے ہاتھ سے لے لی تھی۔ باری باری وہ ایک ایک فائل کھول کر دیکھ رہا تھا۔

شہر بانو کے چہرے پر ایک سکون تھا اور ولی اتنا ہی بے چین۔

جب کہ ہارون تجسس سے فائل میں لگے صفحوں کو آگے پیچھے کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کا مطلب میں اور شہیر انکل ایک ہی پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ان کو پہلے سے پتہ تھا کہ وہ ٹوائز ایکسپورٹ کے نام پر آر گن سپلائی کر رہے ہیں اور مجھے یہ چیز آج پتہ چلی ہے" پندرہ منٹ بعد وہ قدرے پر سکون آواز میں بولا۔

شہر بانو نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن آپ کو پتہ چلا کہ اس کے پیچھے کون ہے؟" انداز بلکل لیا دیا سا تھا اس وقت دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی سب کی نظریں داخلی دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ شہیر اپنی پولیس یونیفارم میں ملبوس ہاتھ میں کوئی پلاسٹک بیگ تھامے ہوئے چلا آرہا تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے افراد کو دیکھ کو مسکراہٹ گہری ہوئی خاص طور پر ہارون کو۔

"اور بھئی جینٹلمین! کیسے ہو؟" ہارون ان کو دیکھ کر کھڑا ہوتا ان سے گلے مل رہا تھا وہ چاہ کر بھی شہیر کی گرمجوشی پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

لبوں پر مسکراہٹ لیے وہ الگ ہوا۔

"اسلام علیکم!"

"وعلیکم اسلام" ہارون کو کندھوں سے تھام کر ہلکا سا دبایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کندھے تو بڑے مضبوط ہیں تمہارے"

"جی؟" نا سمجھی سے وہ باری باری تینوں کی طرف دیکھنے لگا اسے یہ بے مقصد کمپلیمنٹ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"چلو آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں"

ہارون اپنی جگہ پر اور شہیر شہر بانو کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کچن میں کون ہے؟" کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آوازوں پر شہیر نے تعجب سے پوچھا۔

اسی وقت مصطفی ہاتھ میں ایک ڈش لیے نمودار ہوا۔

"اسلام علیکم" شہیر کو دیکھ کر سلام جھاڑتے وہ واپس اپنی نشست پر بیٹھ گیا شہیر نے سوالیہ نظروں سے ولی کی طرف دیکھا۔

"یہ مصطفی ہے ہارون کے مشن میں اس کی ہیلپ کرتا ہے" ولی سر سے بوجھ اتارنے والے انداز میں بولا۔

"جی اور میں ڈاکٹر ہوں پلس ایک بزنس بھی رن کرتا ہوں پلس میرا ایک اپنا کلا تھنگ برینڈ ہے"شہید کی طرف دیکھتے وہ میکرونی کا ایک چمچ کا منھ میں ڈالتے ہوئے بولا۔ولی نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا

وہ آدھے گھنٹے میں میکرونی بنا کر بھی لے آیا تھا۔

"ویری گڈ لیکن اتنا سب کچھ ایک ساتھ ہینڈل کیسے کر لیتے ہیں آپ"شہیر اب کے ستائش سے بولا تھا۔

"میرا خیال ہے ہم اس ٹاپک کی طرف آتے ہیں"ہارون نے اب مصطفی کی ایک لمبی داستان سے بچنے کی خاطر بولا۔

"ہاں نو پرابلم"مسکرا کر وہ ہارون کی طرف متوجہ ہوا مصطفی جو کچھ کہنے کی خاطر لب کھولنے ہی والا تھا میکرونی کو منھ میں ڈال کر چپ ہو گیا۔

"میں یہ سارا کیس ریڈ کر چکا ہوں لیکن آپ نے ان کے ہیڈ کی کوئی ڈیٹیل نہیں لکھی اور دوسری بات یہ کہ آپ کو یہ کیس آفیشلی نہیں ملا تو پھر آپ کیوں اتنے سال سے اس کو سٹڈی

Clubb of Quality Content

کر رہے ہیں" شہر بانو اب مکمل خاموشی کے ساتھ ان دونوں کو سن رہی تھی۔ مصطفی انداز بے نیازی سے کھا رہا تھا اور ولی کی توجہ صرف اور صرف ہارون کے تاثرات پر تھی۔

"ان کا ہیڈ بہت چالاک ہے وہ خود کبھی منظر عام پر نہیں آتا حتیٰ کہ یہ جو ایکسپورٹ کمپنی ہے اس کا مالک بھی بس ایک کٹھپتلی کہ طرح ہیں اس لیے اس تک پہنچنے میں بہت محنت لگے گی۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ آج سے ڈھائی سال پہلے میں اس کے ہیڈ تک پہنچ گیا تھا مگر میرے پاس ثبوت نہیں تھے اس لیے میں وہ جمع کرنے لگا" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہے تھے ماحول پر ان کی شخصیت کا رعب چھا رہا تھا

"مطلب آپ کو پہلے ان کا ہیڈ ملا پھر آپ نے تحقیق شروع کی" ہارون اب کی بار حیرت انگیز لہجے میں بولا

"اور ہم نے پہلے تحقیق کی اور ابھی تک پیڈ تک نہیں پہنچے" مصطفی ہلکی سے استہزائیہ مسکراہٹ سے بولا

شہیر اس کی بات پر ہلکا سا ہنس دیے۔

"تو کون ہے اس کا ہیڈ" ہارون کے لہجے میں بے چینی واضح تھی شہیر نے ایک نظر شہر بانو کی طرف دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا "کیا مجھے بتانا چاہیے "

شہر بانو نے آنکھیں بند کر کے گویا رضامندی تھی۔

ولی نے مسلسل ہارون کی طرف دیکھ رہا تھا۔اسے بے اختیار اس پر ترس آیا تھا۔

شہیر کی آنکھوں میں ترحم ابھر آیا تھا یقیناً وہ ہارون کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی ٹریجڈی سے آگاہ کرنے جا رہے تھے۔

"اس گروہ کے سرغنہ کا نام امتیاز احمد ہے" بہت مشکل کے ساتھ انہوں نے الفاظ ادا کیے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون کی آنکھوں میں نا سمجھیں ابھری مصطفی کا ہاتھ کھانے سے رک چکا تھا۔

"کیا مطلب" باری باری شہیر اور شہر بانو کی طرف دیکھتا اب کی بار اس کی آنکھوں میں بے چینی،التجا بھی تھا شاید جو اس نے سوچا وہ نہ ہو شاید وہ زیادہ سوچ رہا ہو۔

"تمہارا باپ آر گن سپلائے مافیہ کو ہیڈ ہے پچھلے آٹھ سال سے" شہیر نے اب کی بار زرا بلند آواز میں کہا۔ نظریں ہارون کی طرف اٹھ نہیں رہی تھیں۔ سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے سوائے ولی کے

وہ مسلسل ہارون کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کا ردعمل سوچ رہا تھا اس کے حوصلہ دینے کے لیے الفاظ جمع کر رہا تھا شہیر کے الفاظ ہارون کے کانوں میں گونج رہے تھے اگر کوئی اس وقت ہارون کی سفید ہوتی رنگت دیکھ لیتا تو شاید وہ اس کی موت سمجھتا۔

"ہارون" شہر بانو نے کچھ کہنا چاہا مگر ہارون مٹھیاں بھینچے کھڑا ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو اندازہ بھی ہے کہ آپ کیا کہہ رہے رہیں ہیں؟" ہارون کی آواز نہ چاہتے ہوئے بھی بلند ہوئی تھی۔

شہیر نے ایک نگاہ شہر بانو پہ ڈالی۔

"ہارون تمہیں لگتا ہے اتنے بڑی بات ہم تم سے مذاق میں کہیں گے؟" شہر بانو کی آواز بھی بلند ہوئی تھی

"آپ کو اندازہ ہے جس کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں وہ میرا باپ ہے" صدمہ سا اک صدمہ تھا۔

"نہیں آپ سب جھوٹ بول رہے ہیں میرے بابا اتنے بڑے گناہ میں ملوث نہیں ہو سکتے" دور اندر کہیں ہارون کی اپنی آواز کو کھلی لگی۔

"میں نے اپنی زندگی کے چار سال تمہارے باپ کو بے نقاب کرنے کے لیے لگائے ہیں" چار انگلیوں کے کھڑا کر کے ہارون کے چہرے کے سامنے لہرایا "ان چار سال میں اپنے بیوی اپنے گھر کو سہی طرح سے ٹائم نہیں دے پایا کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں دے پایا اور تمہیں لگ رہا ہے کہ میں ادھر تم سے جھوٹ بولنے کے لیے آیا ہوں؟" شہیر کی آواز بلند نہیں تھی مگر لہجہ مضبوط تھا۔ ایک ایک لفظ ان کی سچائی کی گواہی دے رہا تھا

"ایسا نہیں ہو سکتا" اب کے بار ہارون کو اپنا لہجہ ہی کمزور لگا آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی تھی۔

"جس شخص پہ آ الزام لگا رہے ہیں وہ میرا باپ ہے" سینے پر شہادت کی انگلی سے دستک دیتا وہ کھڑا ہوا تھا "کیسے آپ اتنی بڑی بات ان کے بارے میں کہہ سکتے ہیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کا تمہارے باپ ہونے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی کیپٹن ہارون احمد" شہیر اب کی بار پہلے سے بلند آواز میں بولے تھے ہارون ایک ہاتھ بالوں میں پھرتا بے بسی سے مڑا۔

"ہارون.." ولی کچھ کہنے کے لیے اٹھا مگر ہارون بغیر سنے تیزی سے اتقریباً بھاگتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب گیا۔

شہیر نے ترحم سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس کے لیے یہ غم پروسیس کرنا آسان نہیں ہوگا" وہ اسی راستے کی طرف دیکھ رہے تھے جہاں سے ابھی ہارون گیا تھا۔

"وہ نہایت قابل اور اپنی جاب کے ساتھ وفادار لڑکا ہے مشکل ہی سہی مگر مجھے اس پر یقین ہے وہ خود کو سنبھال لے گا" شہر بانو خلا میں گھورتی بولی۔

مصطفی تب سے خاموش بیٹھا تھا ہاتھ میں پکڑی میکرونی اب ٹھنڈا بدمزہ ہو چکا تھا۔

ہارون ولی کے گھر سے باہر نکلتا سیدھا اپنی گاڑی کی طرف آیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے تیزی سے گاڑی ریورس کی اور زناٹے سے بھگا کے لے گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے پیچھے دروازے سے نکلتے ولی نے اسے آواز دے کر روکنا چاہا مگر بے سود۔

وہ جانتا تھا ہارون احمد اس وقت کہاں جا سکتا ہے۔

ولی اپنی بائیک کی طرف آیا اور سٹارٹ کرتے ہی ہارون کی طرح بھگا لے گیا۔

پیچھے مصطفی نے باری باری دونوں کو جاتے دیکھا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد ایک جگہ پہنچ کر ہارون نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔ دروازہ کھول کر باہر آیا اطراف میں بس درخت ہی درخت تھے۔ اونچے گھنے درخت جن کی شاخیں اوپر جا کر آپ میں مل کے ایک کینوپی سی بنا دیتی۔

درمیان میں ایک فوارہ تھا مگر اس میں پانی نہیں تھا جگہ جگہ درختوں کے سائے میں بینچ بنائے گئے تھے مگر وہ گرد آلود تھے ایسے جیسے کافی عرصے سے کوئی یہاں آیا ہی نہ ہو۔ زمین پر بچھی گھاس بے ڈھنگے انداز میں اگی ہوئی تھی ہر جگہ درختوں کے سوکھے پتے بکھرے ہوئے تھے۔

وہ ایک باغ تھا ایسا باغ جس کی حالت کی مالک نے اب پرواہ کرنا چھوڑ دی تھی۔

ہارون چلتا چلتا ایک دھول سے اٹے بینچ پر جا بیٹھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی دل میں ایک درد سے اٹھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

اس نے ہاتھ سے اپنا سینہ مسلنا شروع کیا لیکن گھٹن بڑھتی جا رہی تھی۔ جلن میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا دماغ ماضی اور حال کے جھروکوں میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ ارد گرد گھنے درختوں کے باوجود بھی اسے شدید آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔

"تمہارا باپ آر گن سپلائے مافیہ کا ہیڈ ہے" شہیر کے الفاظ ایک بار پھر گونجے۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ہو سکتا ہے انکل کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو میرے بابا ایسے نہیں کر سکتے

"وہ اسوقت کسی بھی طرح سے پچیس سال کا جوان نہیں لگ رہا تھا۔

وقت کے کچھ بھاری لمحوں نے اس کے کندھوں پر ایک بوجھ رکھ دیا تھا جس سے اب اس کی سانس بوجھل ہونے لگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دل و دماغ میں جنگ لگی ہوئی تھی آنکھوں میں شدید جلن کے احساس نے اس کے اندر کو بے قابو کر دیا تھا وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا پوری قوت سے چلایا تھا۔

اس کی چلانے کی آواز درختوں سے ہوتی سنسناہٹ بن گئی وہاں اس کے سامع اللہ کے بعد صرف درخت تھے۔

اب ہارون ایک بار پر چلار ہاتھا ہزیانی انداز میں زمین مر مکے مار رہا تھا گرم سیال مادہ آنکھوں سے نکل کر بکھری ہوئی گھاس پر گرنے لگا۔ جب چلاچلا کر گلا جواب دے گیا تو وہ لمبے لمبے سانس بھرتا اس خاک آلود بینچ سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھ گیا دل و دماغ انکار کے بعد اب اقرار کے مرحلے میں داخل ہو رہے تھے۔

"یااللہ یہ کیسی آزمائش ہے!" ہر عمل کی مثبت سوچ رکھنے والا ہارون احمد آج خدا سے شکوہ کر بیٹھ تھا۔

"میں ہمیشہ سے بابا سے دور رہا ان کے امی کے ساتھ رویے کی وجہ سے۔ مجھے وہ اپنے باپ کے روپ میں پسند نہیں تھے کبھی بھی" وہ آنکھیں بند کیے آسمان کی طرف چہرہ اٹھائے بول رہا تھا ویران باغ میں اس وقت صرف سرسراتے پتوں کی آواز تھی یا پھر ہارون کی۔

"میں دوسرے لوگوں کے بابا کی طرف دیکھتا تو مجھے اپنے بابا اور برے لگتے مجھے لگتا تھا کہ میں ان سے نفرت کرتا ہوں انہوں نے کبھی مجھے اپنے گلے نہیں لگایا کبھی مجھ سے میرا حال نہیں پوچھا میرے ساتھ کبھی کھڑے نہیں ہوئے لیکن اس سب کے باوجود میں ان سے نفرت نہیں کر پایا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک آنسو آنکھ کے کنارے سے نکل کے کنپٹی میں جذب ہوا تھا۔

"کچھ دن پہلے جب ان کی طبیعت خراب ہوئی تھی اس وقت مجھے اندازہ ہوا تھا کہ میں اس ایک شخص کی شفقت کے لیے کتنا بے قرار ہوں ان کی درد میں کی گئی ہر ایک آہ میرے دل کو چیر رہی تھی۔اس دن مجھے احساس ہوا کہ وہ انسان جس کو میں نے اپنے بچپن سے برا کہا اس سے نفرت کرنے کی کوشش کی وہ تو میری رگ رگ میں بستا ہے" اس نے آنکھوں کھول دی تھی چہرہ ابھی بھی آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا۔

"یا اللہ میں کیسے اس حقیقت کو قبول کروں کہ میرا اپنا باپ ہی ہزاروں لوگوں کے بچوں کا قاتل ہے اے میرے اللہ میں کیا کروں" دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو جکڑتا وہ اپنا چہرہ جھکا گیا تھا ایک ہچکی بلند ہوئی تھی پر دوسری،، تیسری۔۔۔

رونے میں روانی آنے لگی تھی ہچکیوں میں اضافی ہوتا گیا۔

وہ چھ فٹ کا قد رکھنے والا جس کے بارے میں اس کے ساتھیوں میں مشہور تھا کہ ہارون احمد کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے وہ جو دشمن رر رحم کیے بغیر آندھی کی طرح ٹوٹ پڑتا تھا آج اسے قسمت نے بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

ایسا کہ وہ صدمے کی پہلی چوٹ پر ہی بکھر گیا تھا۔

وہ یونہی سر دونوں ہاتھوں میں تھامے سجدے میں جا گرا تھا اس اجڑے ہوئے باغ میں اب غمزدہ سی ہوا اور ہارون کی سسکیوں کے علاوہ کوئی آواز نہیں تھی۔

دور کھڑے ولی نے بے بسی سے ہارون کی طرف دیکھا تھا۔

-

کمرے میں نیم تاریکی تھی آج ہر سکرین بند تھی۔بند کھڑکی کے درزوں سے آنے والی روشنی میں دیکھا جا سکتا تھا۔اس پرانے سے بیڈ پر ہارون چھت کو گھور رہا تھا اس کا ذہن انکار اقرار کے مراحل کے درمیان کہیں اٹک گیا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب کمرے میں ولی داخل ہوا۔تاریکی کے باعث اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور تمام بتیاں روشن کر دیں لیکن اس بار روشنی سفید تھی ولی کو وہ سبز روشنی پسند نہیں تھی۔

ہارون نے ناپسندیدگی سے ولی کہ جانب دیکھا وہ کندھے آچکا گیا جیسے فرق نہ پڑا ہو۔

"کل سے کمرے میں بند ہو اور کتنی دیر چاہیئے تمہیں اپنی اس چیز سے نکلنے کے لیے"

ہارون نے اس سے نظریں ہٹالیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

لیکن زبان سے ایک لفظ نہیں نکالا تھا۔

ولی دونوں ہاتھ کمر پر جمائے کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اچانک کچھ سوچتے وہ تیز قدم اٹھاتا ہارون کی طرف آیا۔

غصے سے اس کا ہاتھ تھام کر ایک جھٹکے سے اسے کھڑا کیا پیچھے کمپیوٹر سکرینز کے سامنے پڑی کرسی کو دوسرے ہاتھ سے کھینچا اور ہارون کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ہارون ڈھیلے کندھوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خود سامنے کچھ فاصلے پر پڑے ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بتاؤ اس وقت تمہارے ذہن میں کیا چل رہا ہے" کرڑک سے انداز میں پوچھتا وہ اپنی سرمئی آنکھوں سے ہارون کو دیکھ رہا تھا۔

ہارون نے ایک سانس بھری

"مجھے خود سمجھ نہیں آرہا دماغ اور دل کی جنگ میں پھنس گیا ہوں میں۔ایک طرف میرا باپ ہے جس نے کبھی مجھ سے محبت نہیں کی" دل میں ایک ہلکی سی ضرب لگی تھی آواز میں ہلکی سے لغزش آئی "لیکن پھر بھی وہ مجھے جان سے عزیز ہے اور دوسری طرف میرا فرض"

ہارون ولی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا پیچھے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

"مسئلہ یہ نہیں ہے ہارون، تم مجھے وہ بات بتاؤ جو تمہارے دل میں ہے"

ہارون نے دیوار سے نظریں ہٹا کر ولی کی جانب دیکھا اچنبھے سے پھر ولی کی چہرے کے تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ آج اس کے اندر کی بات جان کر ہی ٹلے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے ہار ماننے والے انداز میں بولنا شروع کیا۔

"میں نے کل ہی اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ میرا باپ مجرم ہے" گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

"لیکن یہ خیال مجھے دہلا رہا ہے میں بھی تو آخر انہیں کو خون ہوں نہ اگر ان کا شر مجھ میں آگیا تو؟ میں کہاں جاؤں گا ولی، میں اپنے رب کا سامنا کیسے کروں گا" اب کی بار ہارون کی آواز میں بے چارگی تھی، ولی کے تاثرات نرم پڑے،

"مجھے یہ سوچ جینے نہیں دے رہی ولی کہ میری رگوں میں ایک مجرم کا خون ہے ہزاروں بچوں کے قاتل کا" اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف دیکھتا وہ ضبط سے کہہ رہا تھا۔

"آخر کیسے ہو سکتا ہے کہ باپ مجرم ہو اور بیٹا؟ جب باپ میں اتنا شر ہے تو پھر بیٹے میں کیوں نہیں ہو گا"

اب کی بار آواز میں نمی تھی۔

کیسا لگتا ہے جب باپ قاتل ہو انسان کو اپنے آپ پر شک سا ہونے لگتا ہے اپنا وجود بے معنی لگنے لگتا ہے اپنی عبادتیں ریاضتیں ضائع ہوتی محسوس ہوتی ہیں۔

"تمہیں پتہ ہارون!" ولی نے نرمی سے کہنا شروع کیا نظریں ہارون کے چہرے کی طرف مرکوز تھیں۔

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ نوح علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے سے کہا کہ آجاؤ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور گمراہ ہونے والوں میں سے نہ ہونا تو اس نے کہا میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور بچ جاؤں گا۔ لیکن ابھی وہ ایسا کہہ ہی رہا تھا کہ لہر آئی اور اسے ڈبو لے گئی۔ باپ وقت کا نبی اور بیٹا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گمراہ" کچھ دیر رک کر ہارون کی تاثرات دیکھے۔ وہ جو اپنی ہتھیلی کی لکیروں پر انگلی پھیر رہا تھا ولی کے چپ ہونے پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگا

تو ولی نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"پھر اں براہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو کہا کہ گمراہی سے نکل آؤ بے شک مجھے ہدایت مل گئی ہے تو میری پیروی کرو تاکہ ہدایت پا لو مگر ابراہیم علیہ السلام کا باپ اتنا سرکش تھا کہ اپنے ہی بیٹے کو آگ میں ڈلوانے کے لیے تیار ہو گیا بیٹا وقت کا نبی اور باپ گمراہ"

ایک لمبا سانس بھرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا "میں سوچتا ہوں" قدم کھڑکی کی جانب اٹھ رہے تھے۔

"اگر ہدایت دینا کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ تو سب کو ہدایت دے دیتا لیکن یہ انسان کے پاس نہیں ہے ہدایت کا اختیار صرف اللہ کو ہے" کھڑکی کے قریب پہنچ کر پلٹ کر ہارون کی طرف دیکھا۔

وہ گردن جھکائے اپنی ہتھیلی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہر انسان کا اپنا شر ہے ہارون اور اپنی خیر۔ انسان جس کے لیے کوشش کرتا ہے اللہ اس کو وہی عطا کرتا ہے تمہارے بابا نے شر کو منتخب کیا اور تم نے خیر کو۔ تمہاری رگوں میں جو بھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خون ہو یہ تمہاری ہدایت کو باعث نہیں بنتا۔ تمہاری ہدایت تمہیں تمہاری روح کی وجہ سے ملتی ہے روح جو اللہ عطا کرتا ہے جس کی روح جتنی پاکیزہ ہوتی ہے اتنی ہی اس کے اندر خیر رکھ دی جاتی ہے" ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کا ایک پٹ کھول دیا باہر سے آنے والے ٹریفک کی آوازیں کمرے میں آنا شروع ہو گئی مگر ٹریفک دور تھا اور آوازیں ہلکی تھی

"ہم دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ ہمیں گمراہی سے دور رکھے"

واپس آکر وہ اس طرح میز پر بیٹھ گیا جس طرح کچھ دیر پہلے ہارون کے سامنے بیٹھا تھا۔

"مگر ولی یہ کیسی آزمائش ہے آخر اتنے انسانوں میں بابا ہی کیوں؟ یہ مشن کسی کو بھی مل سکتا تھا میں ہی کیوں" ہارون نے بے بسی سے گردن پیچھے کو ڈھلکا دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" ہارون گردن سیدھی کر کے ولی کی جانب دیکھنے لگا۔

"بڑی مصیبت پر بڑا ثواب۔ جب اللہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس قوم کو آزماتا ہے جو کوئی اللہ سے خوش اور راضی ہو جاتا ہے اللہ اس سے راضی اور خوش ہو جاتا ہے اور جو کوئی اللہ سے خفا ہوتا ہے تو اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے"

ہارون کو اس حدیث کو پتہ تھا اس کا ٹریز یہ حدیث ہمیشہ سنایا کرتا تھا مگر ہارون کو لگا آج یہ حدیث وہ پہلی بار سن رہا تھا۔ فوراً ہی کچھ دیر پہلے کہے گئے الفاظ یاد آ گئے "میں ہی کیوں" وہ شکایت ہی تو کر رہا تھا خفا ہے تو ہو رہا تھا وہ اللہ سے اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ولی کمرے سے جا رہا تھا۔

ہارون فوراً اٹھا اور واشروم گھس گیا کچھ دیر بعد وہ جائے نماز پر کھڑا نفل ادا کر رہا تھا شاید توبہ کر رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے کیسے وہ کسی کی محبت میں اللہ کو بھلا سکتا تھا کیا اتنی کمزور محبت تھی اس کی اللہ سے کہ ایک جھٹکے میں اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔

یہ اس کی کیسی محبت تھی کہ جب اللہ نے اسے آزمانا چاہا تو وہ اللہ سے شکایتیں کرنا شروع ہو گیا خفا ہو گیا۔ اور پھر نماز چھوڑ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ محبت تھی کیا اس کی کہ زندگی کہ ایک ہی جھٹکے سے وہ اللہ سے ناراض ہو جائے؟ کیا زیب دیتا ہے مخلوق کو خالق سے ناراض ہونا۔

اس کی غلطی چھوٹی نہیں تھی۔

چہرے پر آنسو متواتر بہہ رہے تھے سجدے میں رکھا سر ہچکیوں کی زد میں آچکا تھا۔احساس ندامت بہت بڑا تھا۔

کچھ دیر پہلے کی سوچیں اب کچھ نہیں تھی بس خیال تھا تو یہ کہ وہ اللہ سے خفا ہو کر اللہ کو ناراض کر بیٹھا ہے اب اسے اللہ کو منانا تھا اپنے آنسوؤں سے اپنی توبہ سے۔ باپ کے مجرم ہونے کی تکلیف ب بھی ویسی ہی تھی مگر ہارون احمد نے اب اس تکلیف کا سامنا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آج پورے ہفتے بعد آخر کار تم آہی گئے "شہیر لان میں ایک ڈھیلی شرٹ ٹراوزر پہنے کھڑا تھا ہارون کو آتا دیکھ کافی خوش دلی سے مسکرایا تھا۔

"حقیقت قبول کرنے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے خاص طور پر جب وہ اتنی کڑوی ہو "ہارون کا لہجہ بے تاثر تھا شاید وہ اپنے دل کو مارنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"تو پھر کیا سوچا تم نے "ہاتھ کے اشارے سے ہارون کو صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا خود بھی ایک طرف بیٹھ گئے۔

"سوچنا کیا ہے جو کام میں کر رہا تھا وہ جاری ہے فرق بس یہ ہے کہ پہلے مجرم کو ڈھونڈ رہے تھے اب ثبوت ڈھونڈنے ہیں"

شہیر نے غور سے ہارون کے چہرے کی طرف دیکھا وہاں غم کا کوئی عنصر نہیں تھا۔نہ کوئی ملال اس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی تاثر نہیں مل رہا تھا۔

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں" سنجیدگی سے ہارون کی آنکھوں میں دیکھا۔اس شہد جیسی بھوری آنکھوں میں برسوں کی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا کبھی امتیاز احمد سے اس بارے میں بات کی آپ نے؟" ہارون غور سے شہیر کی طرف دیکھا جیسے اندر تک کا سارا حال جان لے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں کیا میں احمق لگتا ہوں" شہیر نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"احمق نہیں بے خوف ہیں آپ" ہارون کے تاثرات ویسے کے ویسے رہے۔

"میں جتنا مرضی بے خوف سہی مگر میری ایک زوجہ ہے، ایک فیملی والا بندہ ہوں تو اس طرح کی حماقت میں کیوں کروں گا"

"پچھلے ایک سال میں 3 بار آپ پر حملہ ہوا" دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں کھڑی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جو گیٹ پر اتنا سخت پہرا ہے یقیناً یہ دوستو کے لیے تو بٹھایا نہیں گیا" انگلی سے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"جب آپ پر دوسرا حملہ ہوا تو آپ نے خالہ کو ریٹائرمنٹ کے لیے فورس کیا غالباً انہی دنوں کورٹ میں ایک قتل بھی ہوا تھا جس میں دو مرد برقعہ پہنے آئے اور بڑی برق رفتاری سے ایک عورت کو گولی مار کر فرار ہو گئے" شہیر کے چہرے کے زاویے اب بگڑنے لگے تھے "

وہ عورت خالہ کے پاس کھڑی تھی یا اگر یوں کہا جائے تو زیادہ درست ہو گا کہ اچانک وہ عورت خالہ کے سامنے آگئی اور خالہ کو لگنے والی گولی اس کو لگ گئی" ہارون کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ ابھری تھی اور یہ مسکراہٹ شہیر کو بری طرح کھلی تھی۔

"تو ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ یقیناً کوئی حماقت کر بیٹھے ہیں" شہیر نے اب کی بار ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یقیناً آپ پہلے بے خوف نہیں تھے مگر خالہ پر حملے نے آپ کو کمزور کر دیا ورنہ کیا وجہ تھی کہ اتنے سال تک آپ نے جس کیس کو اتنا وقت دیا اس کو بغیر انجام تک پہنچانے یوں خاموشی اختیار کر جائے"

"بہت بولنے لگے ہو تم"

"تعریف کا شکریہ"

کیا جاننا چاہتے ہو"

"یہی کے امتیاز احمد نے آپ پر حملے کروائے تھے کیا؟ چہرہ اس نام کے لیے جانے پر پھر سے بے تاثر ہو گیا تھا۔

"جب اتنا کچھ پتہ چلا لیا تھا تو یہ بھی پتہ کروا کے آنا تھا میرے پاس" شہیر بدمزہ سا ہو کر بولا۔

"میں نے سوچا زیادہ تھکانا نہیں چاہیے مجھے خود کو" ہارون نے کندھے اچکا کر بے نیازی کا اظہار کیا

"سیدھا کہو شارٹ کٹ لینے آئے ہو"

Clubb of Quality Content

"جو بھی کہہ لیں"

شہیر کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سنجیدگی سے بولنا شروع ہوا۔

"تم جانتے ہو یہ کیس تمہیں دینے کے لیے میں نے تمہارے چیف سے درخواست کی تھی؟"

"کیوں؟" ہارون نا سمجھی سے انہیں دیکھا

"کیونکہ مجھے تم سے زیادہ قابل اور کوئی لگا نہیں۔اور دیکھو میں سہی تھا۔مجھے جس کام کرنے کے لیے اتنے سال لگے وہ تم نے صرف دو ماہ میں کر لیا" شہیر ستائش سے کہہ رہا تھا۔

"آپ کا انتخاب مجھے اب تکلیف دے رہا ہے مگر خیر آپ مجھے میرے سوال کا جواب دیں اب میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا"

"میں امتیاز احمد کے بہت قریب پہنچ چکا تھا بس ایک قدم اور اور پھر وہ میری گرفت میں ہوتا مگر" سرد آہ خارج کی۔تھوڑے فاصلے پر مالی کھڑا کیاری سے فالتو بوٹیاں صاف کر رہا تھا۔

شہیر کی نظریں اس کی پشت پر جمی تھی۔

"میں نے اپنا سارا کام بہت راز داری سے کیا تھا لیکن "

ہارون نے غور سے شہیر کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"آپکو کب سے اپنی بات مکمل کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈنے پڑے ؟"

شہیر نے نظروں کا زاویہ پھر سے ہارون کی طرف کیا۔

کچھ دیر یوں ہی خاموشی سے دیکھتا رہا"اب کہہ بھی دیں اتنا بھی کیا سوچنا"

"تمہاری ماں "

ہارون کے ماتھے پر تعجب سے بل پڑے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی کا یہاں کیا ذکر "

شہیر نے ترحم سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں اور شیری حشمت پور گئے تھے میں اسے فاروق صاحب کی لائبریری میں کھڑا اپنا پلان ڈسکس کررہا تھا کہ تمہاری ماں نے سن لیا"ہارون کا حقیقتاً سانس حلق میں اٹکا تھا۔

"میں نے دروازے کے باہر سایہ دیکھا جب میں باہر آیا تو وہ جا چکی تھی لیکن مجھے شمیم پر ہی شک ہوا تھا اس لیے تمہارے گھر کی طرف گیا اور میرا شک سہی تھا۔

وہ امتیاز کو میری ساری بات بتا رہی تھی میں نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا"

"میری ماں بھی اس شرمناک کام میں میرے باپ کی شریک ہے" حیرت، غم کا شدید جھٹکا ایک بار پھر لگا اب کی بار زیادہ شدید تھا۔

"دیکھو ہارون ہر انسان مجبور ہوتا ہے تمہاری ماں بھی مجبور تھی" شہیر ہارون کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہمدردی سے بولا۔

"کوئی مجبوری انسان کا ضمیر نہیں مار سکتی" ضبط سے سرخ آنکھیں اٹھا کر وہ برداشت سے کہہ رہا تھا۔

"وہ صرف تمہارے باپ کی توجہ لینا چاہتی تھی تاکہ امتیاز اسے کم از کم اپنی بیوی کا درجہ تو دے"

"آپ کیسے ان کی طرف داری کر سکتے ہیں"

کیوں کہ انہوں نے معافی مانگ لی تھی ہم سے آکر" شہیر نے آہستہ سی آواز میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معافی؟" ہارون کو اب تک کی زندگی میں اتنی حیرانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا جتنا وہ ان چند دنوں میں کر چکا تھا۔

"شیری پر حملے کا پتہ چلنے کے بعد وہ آئی تھی اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا"

"یااللہ مجھے حوصلہ دے" دونوں ہاتھوں سے بال جکڑتا وہ کرب سے بولا تھا۔

"ہارون تمہاری ماں کو امتیاز نے ذہنی مریض بنا کر رکھ دیا ہے وہ اس حالت میں نہیں کہ اسے کسی بھی مسئلے کا ذمیدار ٹھہرایا جائے تم اور ردا اس کے پاؤں کی زنجیریں تھی وہ ہر طرف سے بے بس تھی" شہیر تیز تیز بول رہا تھا نظریں مسلسل ہارون کے جانب تھا۔

"مجبوری؟" ایک طنزیہ ہنسی ہنستے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔

"ہارون کوئی غلط قدم مت اٹھانا" شہیر ہارون کے ساتھ ہی کھڑا ہوا تھا۔

"اپنے جذبات کو قابو میں رکھو ہارون میں سمجھ سکتا ہوں تم پہ کیا گزر رہی ہے"

نہیں کوئی نہیں سمجھ سکتا" وہ غم و غصے کی شدت سے پلٹ کر بولا "کسی کا باپ قاتل نہیں ہے غاصب نہیں ہے مافیہ نہیں ہے کسی کی ماں جھوٹی نہیں ہے بے رحم نہیں ہے بے ضمیر نہیں ہے"

وہ بلند آواز سے بول رہا تھا آواز پھٹ رہی تھی۔

"میرا غم کوئی نہیں سمجھ سکتا" کہہ کر وہ رکا نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا شہیر نے افسوس سے اسے جاتا دیکھتے رہے۔

-

ہشمت پر کی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے اس کے ذہن کے پردوں پر ماضی دوڑ رہا تھا۔اس جگہ سے وہ تین سال پہلے نکل آیا تھا اور ایسے کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تک نہیں۔

اور اب جب وہ دوبارہ آیا تھا تو زندگی نے ایسا پلٹا کھایا تھا کہ دوست دشمن سب اپنی جگہ بدل چکے تھے۔اس کا باپ جس نے کبھی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا ہاں مگر پیسے کی طرف سے کبھی کوئی کمی نہیں آئی وہ باپ آج اس کے سامنے اس ظالم درندے کے لباس میں تھا جس کا پورا وجود معصوموں کے خون سے بھرا ہوا تھ۔

اس کی وہ ماں جو اسے بہت عزیز تھی وہ غصے کی تیز تھی وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کبھی کبھی ناانصافی بھی کر جاتی تھی مگر ماں تو پھر ماں ہوتی ہے نہ اپنے بچوں کے لیے جان بھی دے

Clubb of Quality Content

دیتی ہے مگر یہ ماں کیسی ہے جس نے کئی دوسری ماؤوں کی گود کو خاموشی سے اجڑتے دیکھا۔
اس کو آج اپنے وجود سے گھن آئی تھی اسے اپنا آپ بھی انہیں میں سے لگا۔

ایک آنسو چپکے سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں سے ٹوٹ کر چہرے پر پھسلا تھا۔اس نے دائیں ہاتھ کی پشت سے بڑی بے رحمی سے اس بہنے والے آنسو کو صاف کیا تھا۔

جھٹکے سے گاڑی اپنے گھر کے سامنے روکی اور ادھر ادھر دیکھے بغیر ہی وہ سیدھا اپنی ماں کے کمرے میں گیا تھا۔ہمیشہ کے برعکس وہ اپنے بیڈ پر دراز تھی۔کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔آج سے تین سال پہلے ان کے کمرے کا ایسا حال نہیں تھا ہر طرف روشنی بھری ہوتی اور وہ اکثر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی کسی نئے ہار کو اپنی گردن پر سجائے فخر سے ہارون کے دکھا رہی ہوتی تھیں۔

ہارون نے سر جھٹکا اور دبے قدموں چلتا ان کے سر پر جا کھڑا ہوا۔

وہ بہت خاموشی سے شمیم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ کیا کہنے آیا تھا یہاں ان سے اسے سب بھول گیا بس یاد رہا تو یہ کہ اس کی ماں کا چہرہ بوڑھا ہو گیا تھا۔ وہ بے یقین نگاہوں سے اپنی اس ماں کو دیکھا تھا جس کے تین سال قبل تک کوئی ایک جھری یا سفید بال تک نہیں تھا اور اب وہ ایسے پڑی تھیں کہ جیسے صدیوں کی بیمار۔

رخسار کی ہڈیاں کافی ابھری ہوئی تھی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور چہرہ جھریوں زدہ۔

اس نے بے بسی سے بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھا۔ غصہ غم سب بھول گیا یاد رہا تو بس یہ کہ سامنے لیٹا وجود اس کی ماں کا تھا۔ اور ماں کی محبت کسی صورت دل سے نکل نہیں سکتی۔

اس نے کب سوچا تھا کہ اس کی ماں ایسی ہو جائے گی وہ تو یہاں لڑنے آیا تھا حساب مانگنے آیا تھا وہ تین سال بعد واپس آیا تھا اور اپنی ماں کو جس حال میں پایا تھا وہ اسے سارے سوال جواب بھلا چکی تھی۔

تبھی دروازے میں ایک اور وجود آ کھڑا ہوا۔

ہارون کی ہمت بھی نہ ہو سکی کہ اب وہ نظر اٹھا کر آنے والے کی طرف دیکھ سکے۔ کمرے کی تاریکی کی وجہ سے باہر روشنی میں وہ کوئی ہیولہ سا ہی لگ رہا تھا وہ ہیولہ قدم قدم چلتا بلکل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ساتھ کھڑا ہوا۔ بہت خاموشی سے وہ بھی شمیم کو دیکھنے لگا اسی طرح جیسے ہارون دیکھ رہا تھا مگر ہلکی سی ترحم بھری مسکراہٹ کے ساتھ۔

ہارون نے ہاتھ بڑھا کر شمیم کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے فوراً ہارون کا ہاتھ تھام کر روک دیا اور سرگوشی نما آواز میں کہا۔

"آج ان کو دو بار انگزائٹی اٹیک آچکا ہے ابھی نیند کو گولیوں کے زیر اثر سو رہی ہیں جاگ گئی تو طبیعت خراب ہو جائے گی ان کو"

ہارون نے گردن موڑے اس کی طرف دیکھا۔

وہ ہارون کی ہی دیکھ رہی تھی، ردا، اس کی معصوم بہن۔

ہارون نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن الفاظ لبوں پر آ کر ہی تھم گئے۔ بیچ میں تین سال آ گئے۔ وہ خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ ردا ایک نظر بیڈ پر ہر چیز سے بے نیاز وجود کو سوتے ہوئے دیکھ کر ہارون کے پیچھے آ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آجاؤ ہارون اب تین سال کا فاصلہ طے کر کے آ ہی گئے ہو تو کچھ دیر بیٹھ جاؤ" عجیب سے لہجے میں کہتی اس وہ ردا بہت عجیب لگی تھی لیکن وہ خاموشی سے اس کے پیچھے آ گیا وہ دونوں اس کمرے میں موجود تھے جو تین سال قبل ہارون کے زیر استعمال تھا۔

"تم جانتے ہو ہارون، تمہارے جانے کے بعد امی نے تمہاری ساری چیزیں ویسی ہی رکھی جیسے انہیں تم رکھتے تھے" کمرے میں ارد گرد نظریں گھما کر دیکھا تو واقعی ہارون کی اپنی ہر چیز جگہ پر ملی ہارون نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ ردا نے اب تک اس کے آنے پر خوشی کا اظہار نہیں کیا تھا۔

"ایک بار، ایک بار بھی تم نے پلٹ کر نہیں دیکھا ہارون" ردا یاسیت سے کہہ رہی تھی ہارون نے سر نہیں اٹھایا۔

"ایک بار بھی یہ دیکھنے نہیں آئے کہ ماں بہن زندہ ہیں یا مر گئی، کن حالات میں ہیں کیا ہمارے جرم اتنے بڑے تھے ہارون کے تم نے ایک بار بھی ہمارے لیے واپس آنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس طرح گئے جیسے دفن ہی کر دیا ہمیں" ردا کی آواز میں نمی گھلنے لگی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکہ دفنا دینے والے بھی کبھی کبھی قبر پر پانی ڈالنے آجاتے ہیں تم نے تو ہارون ہمارے وجود کا ہی انکار کر دیا"ایک آنسو ٹوٹ کر ردا کو سانولے سے گال پر پھسلا۔

ہارون ادھر جواب مانگنے آیا تھا حساب لینے آیا تھا مگر اب وہ خود کو کٹہرے میں دیکھ رہا تھا۔

"ردا مجھے کبھی علم ہی نہیں ہو سکا کہ بات کبھی اتنی بڑھ سکتی ہے میں تو اپنی جاب میں اتنا مصروف ہو گیا کہ مجھے خود تک کا ہوش نہیں رہا"ہارون نے وضاحت دینے کی کوشش کی تھی مگر ردا کے آنکھوں پر ابھرنے والا تصور اس کو باور کروا گیا تھا کہ اس کے جرم کے لیے یہ ناکافی ہو گی۔

"تم جانتے ہو مجھے کب کب تمہاری ضرورت پڑی؟"ردا نے شہادت کی انگلی خود کی جانب کرتے ہوئی کہا ہارون کو احساس ہوا تھا کہ کچھ بہت بڑا اس نے مس کر دیا ہے۔

"ماں کا قصور تھا اس میں کوئی شک نہیں انہوں نے ظلم کیا تمہارے ساتھ عائزل کے ساتھ ممانی خدیجہ کے ساتھ اور پتہ نہیں اس ملک کے کتنے بچوں کے ساتھ ظلم ہوتا خاموشی سے دیکھا"ہارون کے اپنے رونگھٹے کھڑے محسوس ہوئی تھے یعنی اس کی بہن جانتی تھی یہ سب۔

مگر اس نے ردا کو بولنے دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن میں؟ میرا کیا قصور تھا مجھے کیوں تنہا کر گئے۔ کیا تمہیں نہیں پتہ تھا کہ تمہاری ایک بہن بھی تمہارے بعد اس کا کیا ہو گا۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ مجھے کوئی چھوٹی سی چیز بھی چاہئے ہوتی تھی تو میں تم سے کہتی تھی۔ کیا تم نے نہیں سوچا کے تمہارے بعد میرا خیال کون رکھے گا؟" ردا کی آواز اب ہچکیوں کی صورت بلند ہو رہی تھی۔

"ان تین سالوں میں جب جب مجھے تمہاری ضرورت محسوس ہوئی تب تب میں نے بہت انتظار کیا۔ اتنا کہ کئی کئی گھنٹے میں کھڑکی میں بیٹھی سڑک کو دیکھتی رہتی کہ شاید ہارون آ جائے

"ہارون کے دل بری طرح تڑپا تھا اسے آج اندازہ ہوا تھا کہ اس کے غم نے اسے تنہا کرنے کے ساتھ خود غرض بھی بنا دیا تھا۔ اسے اپنے ساتھ ہوئی زیادتی یاد تھی لیکن وہ اپنے صدمے میں جو دوسروں کی زندگیوں کو محروم کر گیا تھا اس کا ازالہ کیسے کرے گ۔ا

ایک اور احساس ندامت نے اسے آ لیا تھا۔

"تب جب بابا نے میرا یونیورسٹی جانا بند کر دیا تب میں نے تمہارا انتظار کیا۔ اور جب جب بابا نے امی کو مارا تب تب اور پھر جب جب انہوں نے مجھے کمرے میں بند کیا تب تب اور جب میں کئی کئی دن بھوکی کمرے میں بیٹھی رہتی اور واشروم کے سنک سے پانی پیتی تب تب میں

نے تمہارا انتظار کیا" وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ہارون کے ہاتھوں میں لرزش واضح تھی اسے اپنا آپ مردہ لگا وہ اٹھ کر ردا کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن اس کے قدموں نے ساتھ نہیں دیا اسے اپنے آپ سے ایک بار پھر نفرت ہوئی تھی

"ردا" بہت مشکل سے حلق سے یہ آواز نکلے تھے۔

"اور۔۔۔اور تمہیں پتہ ہے ہارون میں سوچتی تھی کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں کیا ان کو مجھ پر پیار نہیں آتا میں ان کی بیٹی ہوں لیکن پھر ایک دن مجھے پتہ چلا کہ ان کو تو بیٹی پسند ہی نہیں تھی انہوں نے کبھی بیٹی چاہی ہی نہیں تھی انہیں ہمیشہ بیٹا چاہیے تھا۔اور وہ تم تھے میں تم سب کی زندگی میں ایک غیر ضروری اضافہ تھی" اس کے لہجے میں بے پناہ اذیت تھی۔

ہارون نے ضبط سے ہاتھ مٹھی کی صورت میں بند کیا آنکھوں کی سرخی میں اضافی ہوتا جا رہا تھا۔

"اور پھر ایک دن میں نے تمہارا انتظار کرنا بند کر دیا" چہرے پر آئے آنسو صاف کرتی ردا نے اب ہارون کی طرف نہیں دیکھا تھا ہارون نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس دن جس دن میرے باپ نے مجھے بیچا تھا" باہر کہیں زور سے بجلی کڑکی تھی آسمان سے بارش قطرہ قطرہ گرنے لگی تھی۔

ہارون نے بے یقینی سے اپنی بہن کو دیکھا اس لگا اس نے کچھ غلط سن لیا۔

"اس دن جب بابا نے مجھے اس پولیس والے کے حوالے کیا تھا اس بدلے کہ وہ شہیر ماموں کے اٹھائے گئے ہر قدم کی اطلاع دے گا۔۔ کتنی کم قیمت ہے نہ میری" وہ عجیب سے انداز میں ہنسی تھی۔

ہارون کا دل چاہا کہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دے "اس دن میں ساری رات بیٹھی تمہارا انتظار کرتی رہی میں نے اللہ سے بہت دعا کی کہ کہیں سے تمہیں بھیج دے کہیں سے تم آکر مجھے اس ذلالت سے بچا لو لیکن تم نہیں آئے اس دن کے بعد سے میں نے تمہارا انتظار نہیں کیا" آنکھوں میں نمی لیے وہ ہارون کے طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

ہارون نے بے اختیار نظریں چرائی تھیں۔

"میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ تم آؤ گے تو میں کیسے بھاگتی ہوئی ملوں گی تم سے۔ لیکن دیکھو تو تم نظریں چرا رہے ہو"

Clubb of Quality Content

یہاں پر ہارون کی ہمت جواب دے گئی تھی وہ اٹھا اور گھٹنوں کے بل ردا کے سامنے جا بیٹھا ٹپ ٹپ آنسو اس کے چہرے پر بہنے لگے تھے اس نے بہت نرمی سے اپنا سر ردا کے گھٹنوں سے لگا دیا آنسو زیادہ تیزی سے گرنے لگے تھے۔

ردا نے ایک آنکھیں بند کیے ایک گہرا سانس لیا دو آنسو ٹوٹ کر چہرے پر پھسل گئے بارش کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔

"مجھے معاف کر دو ردا پلیز۔۔۔مجھے اگر بابا کے بارے میں ایک ذرے جتنا بھی علم ہوتا تو میں کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ کر جاتا یقین کرو" وہ گھٹی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ردا نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"جانتی ہوں"

"مجھے ہمیشہ تمہاری یاد آتی تھی بہت زیادہ لیکن ماں پر آیا غصہ مجھے ہمیشہ ہی واپس بھیج دیتا تھا"

"میں نے اپنے غصے اور غم میں تمہارے ساتھ بہت ظلم کر دیا ردا اب میں اس گلٹ کے ساتھ کیسے رہوں گا"

ردا نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر اوپر اٹھایا۔

"جن کو لوگ تنہا کر جائیں ان کو اللہ تھام لیتا ہے ہارون"

اب کی بار اس کے چہرے پر اطمینان تھا ہارون نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا وہ اب بھی اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

ردا نے اپنے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ وہیں ایک اس کے قدموں کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ردا ہلکا سا ہنس دی۔

"جب مجھے ہر کسی نے تنہا کر دیا تھا تو اللہ نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔وہ پولیس والا جس کو انہوں نے مجھے تقریباً بیچ دیا تھا جیسے ہی وہ مجھے اپنے گھر لے کر گیا اسے ہارٹ اٹیک آیا اور مر گیا۔میں وہاں پر اب پریشان ہو گئی کہ اب کیا کروں لیکن نجانے کہاں سے ایک لڑکی آئی وہ اس پولیس والے کی بیوی کی رشتہ دار تھی کوئی۔اس نے مجھے ہاتھ سے تھاما اور ایک طرف لے جا کر کمرے میں چھپا دیا اور مجھے کہا جب تک میں نہ آؤں یہاں سے قدم باہر نہ نکالوں ورنہ جان سے مار دوں گی۔میں دو دن اسی کمرے میں بند رہی لیکن وہ لڑکی مجھے کھانا دینے آتی تھی"

Clubb of Quality Content

ہارون کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تو ردا ہنس دی اس کی آنسو بھرے چہرے پر ہنسی بلکل بارش میں چلنے والے خوشگوار ہوا کی طرح تھی۔

"وہ لڑکی بہت دبنگ تھی نجانے اس نے کیا کھیل کھیلا یا کیا جھوٹ بولا تھوڑی دیر بعد اس پولیس والے کے گھر والے آئے ان سب کو دیکھ کر تو میں ڈر گئی تھی کہ نجانے مجھے کیا سمجھیں وہ لوگ۔ لیکن اس پولیس والے کی بیوی آگے آئی اور مجھے گلے سے لگا کر بولی تمہارا یہ احسان ہم زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔

میں وہاں کھڑی حیران کہ کونسا احسان۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ بولتی وہ لڑکی پھر سے آگئی اور آنکھوں سے مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کون تھی وہ لڑکی" ہارون نے تجسس سے پوچھا تھا۔

" تھی کوئی فرشتہ جسے اللہ نے بھیجا تھا" ردا اس کو سوچتے ہوئے پھر سے مسکرا دی۔

"اچھا پھر میں وہاں ابھی کھڑی ہی تھی کہ اس پولیس والے کی ماں آگئی اب سب لوگ مجھے دیکھ رہے تھے اور میں نظریں جھکائے کھڑی کہ ان کو کیا جواب دوں۔ تب وہ لڑکی بولی کہ وہ پولیس والا چاہتا تھا کہ میرا نکاح اس کے بیٹے سے ہو جائے یہ سن کر تو میرے اوسان خطا ہو

گئے لیکن کچھ تھا اس لڑکی کی آنکھوں میں کہ میں بول نہیں سکی۔اور بس پھر اس لڑکی کا جھوٹ اور اس کی ایک لمبی کہانی جو پتہ نہیں کیسے اس نے میرے حوالے سے خود ہی بنالی تھی میرا نکاح اس پولیس والے کے بیٹے سے ہو گیا" ردا اب مسکرا رہی تھی۔

"کیسا لڑکا ہے وہ" ہارون کے ذہن میں کو خدشات ابھرے تھے۔

"نہ میرے باپ جیسا اور نہ اپنے باپ جیسا" وہ بہت سکون سے بولی تھی۔

ہارون نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا خوش ہو اس کے ساتھ"

"بہت" اس کا لہجہ اس کی سچائی کی تصدیق کر رہا تھا۔

"اسے میں نے سب کچھ بتا دیا تھا اپنے بارے میں اس کے باپ کے بارے میں وہ سب جاننے کے بعد تو وہ اور نرمی سے پیش آتا ہے مجھ سے۔شاید اپنے باپ کے جرم کا کفارہ مگر جو بھی ہے وہ بہت نیک انسان ہے" ردا کی آنکھیں پہلی بار چمکی تھیں ہارون کو پہلی بار سکون محسوس ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ایک ایک چھوٹا سا بچہ بمشکل قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا۔اس کے پیچھے ہی ملازمہ بھی اندر آئی جسے ردا نے ہاتھ کے اشارے سے واپس بھیج دیا۔

"یہ دیکھو ہارون! تمہارا بھانجا" بھرے بھرے گالوں والے بچے کو گود میں بٹھاتی وہ ہارون کو دکھا رہی تھی۔

ہارون نے خوشگوار حیرت سے دیکھا اور پھر اسے ردا کے ہاتھوں سے لے کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔

وہ بچہ ہارون کے سخت ہاتھوں میں آکر بے چین ہوا تو فوراً ہی ہارون نے اس پر گرفت ڈھیلی کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا نام ہے اس کا؟" بچے کی طرف انہماک سے دیکھتے ہوئی پوچھا۔

"ہارون"

"ہاں"

"ارے اس کا نام ہارون رکھا ہے میں نے" ردا ہنستی ہوئی بتا رہی تھی۔

ہارون ایک لمحے کے لیے لاجواب ہوا تھا۔اپنی بہن کے مسکراہٹ اور گود میں بیٹھے ننھے سے ہارون کی معصومیت نے ہارون کو شدت سے احساس دلایا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کے بہت سے دکھ اور بہت سی خوشیاں گنوادی تھیں۔ غم کو کھودینا بھی ایک اذیت ہے جو آج ہارون نے محسوس کی تھی۔

ہارون نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر سے اپنے ہمنام کو دیکھنے لگا اس کی آنکھیں بلکل ہارون جیسی تھی سنہری بھوری۔

ہارون اس کے ایک ایک نقش کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

پھر اچانک خیال آنے پر پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امتیاز احمد کہاں ہے "اس ذکر پر پھر سے کرواہٹ گھل گئی تھی۔

ردا کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ سمٹی۔

"گھر نہیں رہتے، تمہارے جانے کے کچھ عرصہ بعد ہی انہوں نے گھر آنا چھوڑ دیا تھا۔شاید وہ آتے ہی تمہارے لیے تھے۔"

"ہمم" وہ پھر سے بچے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اب وہ اس کے ساتھ کھیل رہا تھا اور ردا ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ تین سالوں سے چھائی گرد کچھ ہی پلوں میں چھٹ گئی تھی۔ بارش کے بعد موسم اب خوشگوار سا ہو گیا تھا۔

اس تنگ و تاریک گلی میں دو منزلہ عمارت کی اوپر والے کمرے کے سبز بتی روشن تھی۔ اندر بیٹھے تین نفوس کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جس پر ہر دو سیکنڈ بعد ایک تصویر ابھرتی اور ایک چھوٹے سے خانے میں اس تصویر میں نظر آنے والے شخص کی معلومات۔ وہ تینوں بڑے غور سے ان تصاویر کو حفظ کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تصویروں کا سلسلہ ختم ہوا تو سکرین سیاہ پڑ گئی۔

ہارون اب باقی دونوں کی طرف رخ کرتا ہوا بولا۔

"آج سے ہم تینوں الگ الگ ہو کر کام کریں گے" سبز روشنی میں بھی ہارون کی آنکھوں کی تپش محسوس کی جا سکتی تھی۔

"مصطفی تم رشیا یا کرغیزستان یونیورسٹی میں ایڈ مشن لو کیونکہ سٹوڈینٹ کا کور سب سے سیف کور ہوتا ہے۔اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ یہ سمگلنگ بھی سٹوڈینٹ کے ذریعے ہی کرواتے ہیں اب بس معلوم تمہیں یہ کرنا ہے کہ کس یونیورسٹی میں یہ کام کرنا سب سے آسان ہے"

مصطفی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بس اتنا بولا "اوکے"

"اور ولی کیوں کہ تمہاری جاب بھی ہے تو تم بس مجھے کور کرو گے۔جہاں جہاں میں جاؤں گا وہاں وہاں میرے پیچھے آنا اور جو بھی ثبوت میں نے چھوڑے ہوں وہ تم دشمن کے ملنے سے پہلے اٹھا لینا۔ہمیں ان سے دو قدم آگے رہنا ہے اب وہ لوگ وہیں کریں گے جو ہم چاہیں گے "سیاہ سکرین کی طرف دیکھتا وہ ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن اس سے پہلے ہمیں اس بات کو مکمل یقینی بنانا ہے کہ ہمارے اس مشن میں کوئی ہمارے اصل سے واقف نہ ہونے پائے یہ کام اتنی خاموشی سے کرنا ہے کہ ہمارے سائے تک لاعلم رہیں"

Clubb of Quality Content

وہ ان دونوں کی طرف دیکھتا ہوا باری باری بول رہا تھا۔ اگلی جانب سے خاموشی محسوس کرتے دونوں بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"کوئی سوال"

مصطفیٰ نے فوراً ہاتھ بلند کیا ہارون کے اثبات میں سر ہلانے پر ولی نے اس کے کھلتے لب دیکھے۔ یقیناً اب وہ ایک انتہائی غیر سنجیدہ بات کرنے والا تھا۔

"کیا ہم باہر جا کر کھانا کھا سکتے ہیں کیونکہ صبح سے آپ نے بس یہ تصویریں دکھا دکھا کر دماغ بھرا ہے اب میں اپنا پیٹ بھرنا چاہتا ہوں"

ولی نے دونوں ہاتھ انا للہ والے انداز میں چہرے پر پھیرے تھے۔

خلاف توقع ہارون نے اثبات میں سر ہلایا تھا مصطفیٰ نے ایک جتاتی نگاہ ولی پر ڈالی تھی اور اٹھ کر سبز بتی بجھا کر سفید بلب چلا دیا۔

"اور میری موجودگی میں یہ سبز روشنی نہ چلایا کرو زہر لگتی ہے کوٹھوں والی فیلنگ آتی ہے"

وہ چڑ چڑا ہوتا بولا۔

Clubb of Quality Content

ہارون نے اس کے جواب میں کچھ نہیں کہا اور خاموشی سے اپنی بوسیدہ الماری سے چیزیں نکال کر ایک بیگ میں رکھنے لگا۔

"تمہیں بڑا ایکسپیرئنس ہے کوٹھوں کی روشنیوں کو" ولی نے گھورتے ہوئے کہا۔

"استغفرُللہ" باری باری دونوں کانوں کا ہاتھ لگاتے اپنے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے بولا۔

"کتنی گندی سوچ ہے تمہاری"

میری تو صرف سوچ گندی ہے تمہاری تو حرکتیں بھی ماشاءاللہ" ولی بھی مصطفی کے انداز میں باری باری دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتا بولا تبھی ہارون نے شڑپ کی آواز میں بیگ کی زپ کھولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہیں جارہے ہو" ولی نے ایک نظر بیگ اور ایک نظر الماری پر ڈالی۔ الماری سے کپڑے تقریباً سارے نکال لیے تھے بس ایک دو شرٹ اور پینٹس کے علاوہ وہاں بس پیپر زپڑے ہوئے تھے۔

"ہشمت پور"

دونوں کے منھ بیک وقت حیرانگی سے کھلے تھے۔

"کیوں"

"کچھ ذمہداریاں ہیں جنہیں پورا کرنا ہے" کہہ کر وہ اپنا بیگ پکڑے نیچے کی جانب جانے لگا۔

جاتے ہوئے اونچی آواز سے بولا

"اگر کھانا کھانے کا ارادہ ہے تو تم دونوں اپنے منھ بند کر کے میرے ساتھ آ سکتے ہو"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر کندھے اچکائے۔

"Haroon and his plans"

"مجھے یہ ہارون پسند نہیں آ رہا۔ مجھے پہلے والا واپس چاہیئے وہ جو ہمیشہ ہنستا تھا، پوز ٹیور ہتا تھا، شراتیں کرتا تھا تنگ کرتا تھا" مصطفی بس رو دینے کو تھا۔

"اس ہارون کی واپسی اب بہت مشکل ہے۔ عائزل والے واقعے کے بعد، فاروق صاحب کی وفات سے اس نے اپنی ساری شوخی ختم کر دی اور اب جو اس کی زندگی میں ہو رہا ہے مجھے نہیں لگتا ہارون کبھی کھل کر اپنی زندگی پہلے کی طرح دوبارہ جی سکے گا"

ولی سر جھکائے یاسیت سے کہہ رہا تھا۔ یقیناً وہ بھی پرانے ہارون کو مس کر رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اگر عائزل اس کی زندگی میں واپس آجائے تو؟" مصطفی نے ایک امید سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"عائزل اس کی محبت ہے۔اگر وہ اسے مل جائے تو وہ پہلے جیسا تو شاید نہ ہو مگر مطمئین ضرور ہو جائے گا،اس کی مسکراہٹ واپس آجائے گی،اس کے زندگی مکمل ہا جائے گی" ولی کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔

"تو وہ منا کیوں نہیں لیا عائزل کو؟"

"کیوں کے اس نے ممانی سے وعدہ کیا تھا" ولی سیڑھیا اترتا ہوا کہہ رہا تھا۔مصطفی اس کے پیچھے پیچھے ہی آرہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسا وعدہ؟"

"یار نکاح والے دن جب ہارون نے خدیجہ ممانی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پانچ سال تک عائزل سے نہیں ملے گا"

"کیا۔۔۔کیا ہارون کا دماغ خراب ہو گیا تھا کیا" اس نے اس قدر زور سے کہا تھا کہ اپنی ہی دھن میں سیڑھیاں اترتا ولی ایک دم رکا۔اسے اپنی بے اختیاری پر افسوس ہوا۔وہ مصطفی کو بتا

چکا تھا جس کا ہارون کے سامنے ذکر کرنا بھی ہارون نے منع کر رکھا تھا۔وہ فوراً سے مصطفی کی طرف پلٹا۔

"دیکھو مصطفی یہ بات کسی سے مت کرنا کہ میں نے تمہیں یہ بتایا"وہ زندگی میں پہلی بات مصطفی کے سامنے ملتجی ہوا تھا۔

"مگر اس نے ایسا کیا ہی کیوں؟"مصطفی کی حیرانگی کم نہیں ہو رہی تھی۔

"پلیز مصطفی اپنا سپیکر آہستہ رکھو"ولی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنی زبان خود ہی کھینچ لے۔

"لیکن ایسا بھی کیا راز ہے"

"مصطفی بات کو سمجھو،ہارون کی پہلے ہی اتنے دکھ سے گزر رہا ہے اس کے سامنے پرانی باتیں مت دہرانا،وہ ابھی تک اس گلٹ میں ہے کہ اس نے عائزل کو ہرٹ کیا تھا۔اس کا مقصد جو بھی تھا مگر وجہ وہ ہی تھا۔اس کی آنکھوں میں آنسو ہارون کی زندگی کا سب سے بڑا پچھتاوا ہے۔اور پچھتاوے انسان کو کھوکھلا کر دیتے ہیں جانتے ہو نا یہ بات؟تو پلیز اس کے سامنے کوئی بات مت کرنا"ولی نے بس ہاتھ نہیں جوڑے تھے ورنہ اس کی شکل صاف ملتجی تھی۔

"ٹھیک ہے نہیں کرتا"مصطفی کو بھی آخر اس پر ترس آ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شکریہ"

باہر اب ہارن کی آواز پر وہ دونوں بیک وقت سیڑھیاں اترنے لگے۔

-

ڈھابے کے لکڑی کی میز کر گرد وہ تینوں کرسیاں لگائے بیٹھے تھے ولی اور ہارون پر سکون انداز میں کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔اور مصطفی ان دونوں سے لاتعلق سا بیٹھا ایک بے زار نگاہ اطراف میں ڈال رہا تھا۔اس کی سوچوں کا محور عائزل اور ہارون تھے۔آخر کیا وجہ تھی کہ ہارون اپنی محبت کو چھوڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔اسے وجہ جاننی تھی۔شاید وہ ہارون کی مدد کر سکتا۔اسے ہر حال میں وہ پہلے والا ہارون چاہیے تھا۔تبھی جھنجھلا کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یار ادھر تو ایک اے سی بھی نہیں ہے"

ہارون اور ولی اس کے تبصرے پر ایک دم اپنی گفتگو روک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ایسے جیسے اس کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔اسے کھلی فضا میں اے سی چاہیے تھا۔عجیب

اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ پھر سے بولا

"میں نے منع بھی کیا تھا کہ کہیں اور چل کر کھاتے ہیں" آواز ہلکی تھی کنکھیوں سے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے پکڑے خان کو آتا دیکھا۔اس کے بال ہمیشہ کی طرح سلیقے سے سیٹ تھے سبز نیلی آنکھوں میں بھر بھر کر سرمہ ڈالے وہ ہنستا ہوا چلا آرہا تھا۔

مصطفی کی بے زاریت اس کی ہنسی دیکھ کر سوا ہوئی تھی۔

"کیونکہ ہم جیسے غریب لوگ یہی افورڈ کر سکتے ہیں آپ کو نہیں پسند تو آپ کسی سیون سٹار ہوٹل میں جا کر اپنے امیر باپ کی کمائی اڑا سکتے ہیں" خان ٹیبل تک پہنچ چکا تھا۔ولی نے اس کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے لے کر مصروف سے انداز میں مشورہ گوش گزار کیا تھا۔ہارون البتہ ان کے معاملے میں زیادہ بولنے سے گریز ہی کرتا تھا۔

"یہ تم مجھے میرے باپ کی کمائی کا طعنہ کس خوشی میں دیتے ہو میں۔ڈاکٹر ہوں اور میرا ایک عدد اپنا برینڈ بھی ہے تم یہ بات کیوں بھول جاتے ہو"

مصطفی کو واقعی برا لگا تھا۔

"یاد رکھنا کبھی ضروری نہیں لگا" لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔وہ اور ہارون کھانا کھانا شروع کر چکے تھے کہ کسی سوچ کے تحت اس نے خان کا آواز دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیسے ہی وہ مڑا فضا میں ایک زوردار دھماکہ کی آواز آئی۔

وہ تینوں ایک ساتھ ہی خان کی طرف بڑھے تھے۔اس کی ملگجی سے قمیض میں خون کا رنگ شامل ہو رہا تھا۔ان تینوں کے اس تک پہنچتے وہ زمین بوس ہو چکا تھا۔ہارون نے جلدی سے اپنا پسٹل نکال اور ادھر ادھر کرتا فائر کرنے والے کو تلاش کرنے لگا لیکن وہاں کوئی بھی ایسا نظر نہ آیا۔

مصطفی جلدی سے خان کے قریب بیٹھا اس کی نبض دیکھنے لگا۔پھر دو انگلیاں ناک کے قریب کی سانس چل رہا تھا مگر بہت آہستہ رک رک کر۔

"اسے فوراً ہسپتال لے کر جاؤ"ہارون پریشانی کی عالم میں مصطفی سے کہتا ابھی بھی اطراف میں دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظروں کے سامنے کوئی کیسے یہ حرکت کر سکتا تھا۔ولی کی مدد سے خان کو گاڑی میں بٹھا کر وہ اڑا لے گیا تھا جبکہ ہارون اور ولی اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو ہونے والے تازہ واقع کے بارے میں بتانے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ہارون نے سامنے کھڑے ایک ٹرک کے نیچے قدموں کے سایہ سادیکھا۔وہ بھاگ کر اس جانب گیا۔ولی ہارون کے پیچھے بھاگا۔

جسے ہی ہارون نے دوسرے جانب دیکھاوہاں دوسترہ اٹھارہ برس کے دونوجوان کھڑے تھے۔ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے آنکھوں میں خوف اور وحشت تھی۔ہارون کو وہاں دیکھ کران کے حواس گم ہوچکے تھے۔

"اب تم لوگ مجھے شرافت سے بتاؤگے کہ یہاں کیاہورہاہے؟"ہارون نے پسٹل کانشانہ ان دونوں پر باندھ رکھاتھا۔اس کی آواز میں دہشت ٹپک رہی تھی۔آں نکھوں سے شعلے برس رہے تھے ڈر کے مارے وہ دونوں ہکلانے لگے۔ولی نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھے اور ہلکی آواز میں ہارون کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہارون یہ دونوں نشے کے عادی معلوم ہوتے ہیں"ہارون کی رگیں مزید تن گئی۔

"تب توان کو مار ہی دینا چاہیے"ٹریگر پر اپنی گرفت مضبوط کرتاوہ سامنے کھڑے دونوں لڑکوں کی روح تک کو لرزا چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں ہارون۔۔۔"ولی کے الفاظ منھ میں ہی دم توڑ گئے جب وہ دونوں بیک وقت پیچھے کو دوڑنے لگے۔

تبھی ہارون نے ان میں سے ایک کی ٹانگ پر گولی چلائی وہ درد کی شدت سے زمین پر گرتا چلا گیا جب کہ دوسرا اپنے ساتھی کی حالت دیکھ کر گھٹنے زمین پر رکھ کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتا سرینڈر کر چکا تھا۔

ولی نے ماتم کناں نظروں سے ہارون کی طرف دیکھا۔ہارون کے تاثرات بتا رہے تھے کہ آج جو اسے روکے اس کی ماں اسے روئے۔ہارون مظبوط چال چلتا ان کے پیچھے آیا۔

ایک لڑکا زمین پر گرا اپنی زخمی ٹانگ پکڑے کراہ رہا تھا اور دوسرا ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ولی زمین پر گرے لڑکے کا جا کر زخم دیکھنے لگا ہارون نے دوسرے لڑکے کا گریبان پکڑ کر اسے قدموں پر کھڑا کیا وہ کسی سوکھے پتے کی طرح ہارون کی مضبوط گرفت میں پھڑ پھڑا رہا تھا۔

"کس نے بھیجا تمہیں یہاں؟"ہارون اس کے اپنی آنکھوں کے شعلے اس کے روح میں اتارتا دھاڑا تھا۔

"ک۔۔ک۔۔کسی نے نہیں" اس لڑکے کی آواز بمشکل نکل رہی تھی۔

ہارون نے ایک جاندار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا دائیں ہاتھ سے اس کا جبڑا بھینچا" آخری بار پوچھ رہا ہوں کس کے کہنے پر کیا ہے"

"م میں سچ۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اس لڑکے۔۔۔ کے ساتھ ہ۔۔۔ ہماری لڑائی تھی" گھٹی گھٹی آواز میں وہ بول رہا تھا کہ ہارون نے ایک پسٹل اسکی کنپٹی پر مارا۔ خون کی ایک باریک سی لکیر اس کے سر سے بہنے لگی تھی۔

"تمہیں شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی کیا" اس کی دھاڑ پر سامنے لڑکے کے حواس جانے لگے تھے جب کے دوسرا لڑکا پہلے ہی بے حوش ہو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں" ہارون کا ہاتھ ایک بار اور فضا میں اٹھتا دیکھ کر اس لڑکے نے بمشکل اپنے حواس بحال کیے۔

"ہم نہیں جانتے یہ لڑکا کون تھا ہمیں بس اس کو مارنے کا کہا گیا تھا اس کے بدلے ہمیں پورے ایک ہفتے کا پاؤڈر مفت میں دینے کا وعدہ کیا گیا تھا"

"کون تھے وہ لوگ" ہارون کی گرفت اب اس پت ڈھیلی ہو چکی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ ہم نہیں جانتے بس۔۔۔وہ ہم ان سے پاؤڈر خریدتے ہیں"

"اور کیا جانتے ہو؟"ہارون نے ایک جھٹکے سے اس چھوڑا اور اپنا پسٹل پینٹ میں اڑسنے لگا۔

"ک کچھ نہیں اور بس یہ کہ انہوں نے ک۔۔۔کسی اور کو دو لوگوں کو مارنے بھیجا تھا"وہ اٹک اٹک کر بول رہا تھا

"جو سنا وہ ایک ایک لفظ بتاؤ"ہارون کی گھوری پر اس نے تھوک نگلا اور جلدی سے بولا

"اور ساتھ کہہ رہے تھے کہ یہ ڈی سی اور وکیل مر جائے تو کام ختم ہو جائے گا"

ہارون کے چلتے ہاتھ رک گئے تھے ولی کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"شیری خالہ"

"بھائی"دونوں کے قدموں سے بیک وقت زمیں سر کی تھی۔

ان دونوں کی جان خطرے میں تھی وہ تیزی سے اپنا موبائل نکال کر شہیر کے نمبر ڈائل کرنے لگا، مگر وہ آؤٹ آف ریچ آ رہا تھا۔

تب تک ولی کے پولیس اہلکار بھی آ گئے تھے۔

ان دونوں لڑکوں کو ان کے حوالے کر کے وہ دونوں ایک گاڑی کی طرف بڑھے جوان کی پولیس ٹیم ہی ساتھ لائی تھی۔

"اس وقت کہاں ہو سکتے ہیں؟" ہارون نے اپنے موبائل سے گوگل میپ نکالا۔

"صبح میری بات ہوئی تھی تو وہ مانسہرہ سے نکل چکے تھے وہ بھائی بھابھی کو سری کوٹ لے جا کر سرپرائز دینا چاہ رہے تھے" ولی لرزتی آواز میں بولتا ہوا گاڑی کو روڈ پر ڈال چکا تھا۔

"ہمیں جلد پہنچنا ہو گا وہاں" ہارون نے ساتھ میں ہی شہر بانو کا نمبر ڈائل کر کت فون کان کو لگایا مگر وہ مصروف تھا۔ ہارون نے بے چینی سے نمبر دوبارہ ملایا۔ ایک بار دو بار تین بار مگر وہ مصروف جا رہا تھا۔ غصے سے اس نے ہاتھ ڈیش بورڈ پر مارا۔ اس کا رابطہ کرنا بہت ضروری تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

-

"کتنے دنوں بعد یہ پر سکون سفر کرنا نصیب ہوا ہے اللہ کا شکر ہے" شہر بانو کار کی کھڑکی سے باہر جھانکتی بول رہی تھی۔ شہیر کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سہی کہہ رہی ہو"

باہر ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی ایک طرف بلند پہاڑ اور دوسری طرف گہری کھائی سڑک کافی کشادہ اور سنسان تھی۔ بلکہ وہ پورا علاقہ ہی سنسان تھا۔ پہاڑ کی جانب جنگل تھا جس میں موت کا سا سناٹا تھا شہر بانو کھائی والی جانب بیٹھی تھی۔ شہیر مسرور سا ڈرائیو کر رہا تھا۔

شہر بانو نے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا

"خیر ہے بڑا چہکا جا رہا ہے۔ اچھا چلیں اب بتا بھی دیں نا کہ کہاں جا رہے ہیں ہم۔ تیسری بار پوچھ رہی ہوں میں آپ سے"

"سرپرائز ہے بیگم آپ کے لیے وہاں جا کر ہی پتہ لگے گا اب دوبارہ مت پوچھیے گا" شہر بانو مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہیر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سوچ رہا ہوں ریٹائرمنٹ لے لوں اور فرصت سے تمہارے ساتھ اس طرح کے سفر کیا کروں۔ ہلکی سے برف باری یہ خاموش سی سڑک میرا اور تمہارا ساتھ۔۔ ایسے لگتا ہے جیسے جنت میں آگیا ہوں"

"سیدھا کہیں کہ اب کام چور ہو گئے ہیں آپ، بلکہ یہ کہیں کہ بوڑھے ہو گئے ہیں" شہر بانو نے چڑاتے ہوئے اپنا رخ پھر باہر کی جانب کر لیا۔ دور کسی دوسرے پہاڑ پر بنی ایک سڑک نظر آ رہی تھی ایسے لگتا تھا جیسے سبزے میں کسی نے سرمئی لکیر کھینچ دی ہو۔

"توبہ بیگم۔۔ کہاں سے بوڑھا لگتا ہوں میں آپ کو، بمشکل ابھی تو پینتس کا ہوا ہوں" حیرت سے شہر بانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کتنا برا لگتا ہے جب آپ کو بوڑھا کہا جاتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی بوڑھے نہیں ہونا؟" ہنسی ضبط کرتے ہوئے وہ اب مکمل رخ شہیر کی جانب کر گئی تھی۔

"جی نہیں مجھے نہیں ہونا بوڑھا آپ کو مبارک ہو بڑھاپا" شہیر اب سڑک پر نظریں جمائے چڑا ہو لگ رہا تھا۔ جبکہ شہر بانو اس کی حالت سے محظوظ ہو رہی تھی۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شہر بانو نے نرمی سے شہیر کا ڈرائیو کرتا ہاتھ تھام لیا۔

شہیر نے بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں قید کر لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا جانتا تھا اب وہ کیا کہنے جا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے معاف کردو شہیر میں تمہیں اولاد نہیں دے سکی" آواز میں ہلکی سی نمی تھی۔ شہیر اس کی جانب دیکھ نہیں سکا۔ شہر بانو کی آنکھوں میں آنسو کہاں برداشت ہوتے تھے۔

"مجھے معاف کردو بانو اگر میں تمہیں یہ یقین نہیں دلا سکا کہ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز تمہارا ساتھ ہے" شہر بانو کے ہاتھ پر گرفت ہلکی سے مضبوط کی۔

کچھ لمحے پھر سے خاموشی کی نظر ہو گیے تو شہیر نے ایک طرف گاڑی روک دی اور رخ شہر بانو کی جانب کیا

ایک ہاتھ سے ابھی بھی اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ تھام کر اس کے رخسار پر بہنے والے آنسو صاف کیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا یہ اللہ کی قدرت نہیں ہے کہ جس کو چاہے اولاد دے اور جس کو چاہے بے اولاد رکھے جس کو چاہے بڑھاپے میں اولاد دے دے۔۔۔ یہ تو اللہ کے کام ہیں شیری۔ ہم کسی کو اس کا ذمیدار کیسے ٹھہرا سکتے ہیں۔ تم لوگوں کی باتوں کو دل پر لگانا آخر چھوڑ کیوں نہیں دیتی" وہ نرمی سے اس کے گال سہلا رہا تھا۔

شہر بانو آنکھیں بند کیے کچھ دیر یوں ہی بیٹھی رہی

"میرے لیے تمہارا ساتھ زندگی کی ہر چیز سے زیادہ ضروری ہے بانو، ہر چیز سے، تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو زندگی میں کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔اور اولاد کا معاملہ تو ہے ہی آزمائش۔جس کے پاس ہے اس کے لیے بھی اور جس کے پاس نہیں ہے اس کے لیے بھی۔ تو ہم کیوں نہ اللہ کا شکر ادا کر کے فلاح والوں میں سے ہو جائیں" وہ اس کے ہاتھ کی پشت سہلا رہا تھا۔شہر بانو نے ابھی بھی نظریں جھکائے رکھی۔اس کی طرف دیکھنا بہت مشکل تھا۔

"لیکن شہیر مجھے تو کمی محسوس ہوتی ہے نا۔مجھے بھی کوئی چاہئے تھا جو مجھے امی امی کہہ کر بلاتا" اس کی جھکے سر کے باوجود شہیر جانتا تھا کہ اس کی آنکھیں پھر سے بھر چکی ہیں۔

"ایسا کرتے ہیں کہ ولی کی شادی کر دیتے ہیں اس کی اولاد تمہیں امی بلا لیا کرے گی"

"شہیر۔۔" شہر بانو نے صدمے سے اس کی جانب دیکھا تو شہیر کو قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"آزمائش ہے یہ ہمارے شیری اس کے آخر پر اجر ملے گا یہاں نہیں تو آخرت میں۔" اس کا ماتھا چوم کر اب وہ دوبارہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔شہر بانو نے نم آنکھوں سے شہیر کو دیکھا۔ ہلکا سا مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا۔شہیر بھی جواباً ہلکا سا مسکرایا اور گاڑی پھر سے روڈ پر چلنا شروع ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے شہر بانو کا موبائل بجا۔ سکرین آنکھوں کے سامنے کی تو "ڈاکٹر عائزل" لکھا آ رہا تھا۔ مسکرا کر کال اٹینڈ کی۔ اپنا ہاتھ شہیر کی گرفت سے آزاد کرنا چاہا تو شہیر نے گرفت مزید مضبوط کر دی۔ ایک خفا سی نظر شہر بانو پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔ دوسری طرف اب شہر بانو عائزل سے ہنس کر بات کر رہی تھی کچھ دیر پہلے کی چھائی اداسی غائب ہو گئی تھی۔ شہیر اس کو ہنستا دیکھ کر ایک بار پھر سے مطمئن ہو گیا تھا۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد جب شہر بانو نے کال بند کی تو سکرین پر ہارون کے بے شمار کالز دیکھ کر پریشان ہوئی۔

"یہ ہارون کی اتنی مسڈ کالز" ہارون کا نمبر ڈائل کرتے چہرے پر ایک سنجیدہ سا تاثر آ گیا تھا دل نے دعا کی تھی کہ سب خیر ہو۔ برف باری تیز ہو گئی تھی۔ شہیر نے احتیاط کے لیے رفتار مزید آہستہ کر دی تھی۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content

"لاؤ میری بات کرواؤ میرے موبائل پر سگنلز نہیں آ رہے شاید اسے مجھ سے کوئی کام ہو۔"

شہیر کے کہنے پر شہر بانو نے خاموشی سے موبائل شہیر کے کان کے پاس کر دیا۔

ایک ہاتھ ابھی بھی شہیر کی گرفت میں تھا۔

پہلی ہی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔

"ہاں ہارون کیا ہوا؟"

آگے سے ہارون کی آواز کے انتظار میں وہ ایک بار پھر بولے "ہیلو"

"ہیلو ہارون آواز نہیں آرہی"

"ہیلو"

اس بار ہلکی سی آواز آئی لیکن وہ بھی کٹ کٹ کر آرہی تھی۔

"ہارون سمجھ نہیں آرہی یار"

"ہیلو"

"شاید برفباری زیادہ ہونے کی وجہ سے سگنل پرابلم ہو رہی ہے" انہوں نے بڑھتی ہوئی برفباری کو تشویش سے دیکھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

ہارون ہر دس سیکنڈ بعد کال ملا رہا تھا۔آدھے گھنٹے میں اس نے تقریباً سو بار نمبر ملایا تھا ۔ہارون اور ولی راولپنڈی کی حدود میں تھے جب شہر بانو کی کال موصول ہوئی ایک لمحے کی دیر کے بغیر ہارون نے کال رسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو میری بات سنیں آپ اس وقت جہاں بھی ہیں رک جائیں۔گاڑی کے دروازے بند رکھیں اور ہو سکے تو کسی محفوظ علاقے میں چلے جائیں" وہ تیز تیز بول رہا تھا مگر آگے شاید شہیر کو آواز نہیں آرہی تھی۔

"خالو میں بول رہا ہوں آپ کو میری آواز نہیں آرہی کیا؟"

"یااللہ"

"میری بات سنیں"

ولی نے گاڑی کی رفتار مزید تیز کر دی تھی۔

تبھی اس نے شہر بانو کی ایک چیخ سنائی دی اور ساتھ میں ہی ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔

ہارون کے الفاظ گلے میں اٹک گئے آنکھیں پتھرا گئی۔

Clubb of Quality Content

"ولی جلدی چلاؤ پلیز" بہت دھیمی آواز میں اس نے کہا تھا مگر ولی کی سماعتوں نے سن لیا تھا۔ سٹئیر نگ پر گرفت مزید سخت ہو گئی۔ ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا۔

ہارون نے فون ابھی بھی کان سے لگا رکھا تھا۔ اس میں ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی اس نے سننے کی کوشش کی وہ شہر بانو کی آواز تھی۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی بہت ہلکی آواز میں۔ آواز ٹکڑوں کی شکل میں سنائی دے رہی تھی۔

-

آگے ایک اندھا موڑ آ رہا تھا۔ سامنے سے کون آ رہا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔

"ہیلو! ہارون مجھے تمہاری آواز نہیں آ رہی" ابھی شہیر نے یہ کہا ہی تھا کہ ایک چیخ بلند ہوئی

"شہیر"

سامنے سے ایک جیپ تیز رفتاری سے ان کی جانب مڑی تھی۔ وہ بلکل ان کے سامنے تھے۔ شہر بانو نے کچھ سمجھ آنے سے پہلے ہی سٹئر نگ تھام کر پہاڑ والی طرف گھمایا۔ گاڑی بائین جانب کو جانے لگی۔

"نہیں شیری" شہیر نے ابھی کہا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامنے سے آتا ٹرک گاڑی کے دائیں جانب لگا تھا گاڑی بلکل تباہ ہو گئی تھی شہر بانو کا وجود ابھی بھی ہلکی ہلکی سانسیں لے رہا تھا۔ جبکہ اس کا دھڑ گاڑی میں بلکل دھنس چکا تھا باہرہ برفباری اب تیز ہو چکی تھی گاڑی سے نکلنے والا خون سفید برف کو سرخ اور سرمئی سڑک کو سیاہ کر رہا تھا۔

جس ہاتھ سے اس نے شہیر کے کان کو فون لگا رکھا تھا وہ سلامت تھا اس نے شہیر کی طرف دیکھا

اس کی طرف سے گاڑی پہاڑ میں لگی تھی جھٹکے کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا شہر بانو نے موبائل اپنے چہرے کے پاس کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شش شہیر ززز زندہ ہیں ہارون"

ایک ہچکی بلند ہوئی جان نکلنا شروع ہو چکی تھی شہر بانو نے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔

عبدہ ورسولہ کہتے ہی اس کا سر ڈھلک گیا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ ایک ہاتھ ابھی بھی شہیر کے ہاتھ میں تھا وہ ان بے جان آنکھوں سے بھی شہیر کو دیکھ رہی تھی۔

ہارون اور ولی تقریباََ دو گھنٹوں گھنٹے کی ریش ڈرائیونگ کے بعد وہاں پہنچے تھے۔ برف باری پہلے سی زیادہ تیز ہو چکی تھی۔ سرد ہوا ہڈیوں میں گھستی محسوس ہو رہی تھی۔ وہاں تین چار آدمی پہلے سے موجود تھے۔ ولی برق رفتاری سے کار سے اتر کر کے قریب آیا۔ شہر بانو تباہ شدہ گاڑی کے اندر اور شہیر کا وجود سڑک پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ ہارون ہارے انداز سے گاڑی سے اترا۔ قدم بڑھانے کی ہمت اس میں موجود نہ تھی۔ ولی دیوانہ وار شہیر کی لاش کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کو سیدھا کر رہا تھا آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"بھائی یہ کیا ہو گیا۔ بھائی آنکھیں کھولیں پلیز۔ میں آپ کو بچا نہیں سکا میں ناکام ہو گیا" شہیر کا مردہ چہرہ اپنے ہاتھوں میں اٹھائے انتہائی کرب سے کہہ رہا تھا۔

"میں آپ کے آخری وقت میں آپ کے پاس نہیں تھا۔ بھائی میں کیسے رہوں گا آپ کے بغیر پلیز بھائی پلیز ایک بار ایک بار واپس آجائیں" وہ دہائیاں دے رہا تھا ایک دو مرد اب اس کے پاس کھڑے اس حوصلہ دے رہے تھے۔ اس اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ وہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیٹھا رہا ہارون اس کی حالت سمجھ رہا تھا اس وقت ان دونوں کا غم ایک سا تھا کون کس کو حوصلہ تھماتا کون کس کا سہارا بنتا۔

ہارون نے گاڑی کے طرف نظر ڈالی وہ بلکل کچلی جا چکی تھی۔شہر بانو کے بے جان وجود کے ساتھ بری طرح الجھی تھی۔یقیناً اب گاڑی کو کاٹ کر اس کی لاش نکالی جانی تھی۔ہارون نے ایک لمحے کے لیے اس کی آخری تکلیف کا سوچنا چاہا۔وہ کس درد سے گزری ہو گی اس کے آخری الفاظ پھر سے کانوں میں گونجنے لگے وہ کیا کہہ رہی تھی۔

وہ شہیر کے بارے میں کہہ رہی تھی "شہیر زندہ ہے"

ذہن کے میں جھماکہ ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے فوراً گاڑی کی حالت کی طرف دیکھا پیسنجر سائید بلکل تباہ ہو گئی تھی مگر ڈرائیور سائید۔۔وہ بالکل سہی تھی وہ پہاڑ کی طرف تھی مگر اس کی وہ سائیڈ سلامت تھی۔ہارون نے غور سے دیکھا حالات کو سمجھنے کی کوشش کی۔

دماغ نے کام کرنا شروع کیا وہ جلدی سے گاڑی کی طرف آیا۔اگر گاڑی پہاڑ میں لگی تھی تو ڈرائیور سائیڈ کا دروازہ کیسے کھلا۔ شہیر باہر کیسے آیا اس نے ارد گرد نگاہ ڈوڑائی برف باری میں قدموں کے نشان گڈ مڈ ہو گئے تھے وہ فوراًان مقامی آدمیوں کی طرف آیا۔

"آپ لوگوں نے یہاں کیا دیکھا تھا؟

"ہم یہاں سے اپنی جیپ سے گزر رہے تھے تہ ان دونوں کو یہاں ایسے ہی پایا"

ان میں سے ایک شخص بولا تھا۔ تبھی اس کا جیب میں پڑا فون تھر تھرایا۔کسی پرائیویٹ نمبر سا کال جگمگا رہی تھی۔اسی لیے اس برفباری میں بھی اس کو کال موصول ہو گئی تھی۔

"کون ن ؟"موبائل کان سے لگا کر ہی اس نے تنے تاثرات کے ساتھ پوچھا تھا۔

"مجھے تو لگا پہچان گئے ہو گے مجھے۔آخر اتنی دیر جس مجرم کو پکڑنے کے لیے تم نے لگائی اسے کیسے نہیں پہچانا؟"انداز تمسخرانہ تھا۔اس نے ضبط سے مٹھیاں بند کیں۔

"تم جانتے ہوں ہارون کہ اب تمہیں مجھے پکڑنے کے لیے مزید کتنا عرصہ چاہیے؟"

ہارون خاموش رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چھوڑو یہ تمہارے بس کی بات ہی نہیں کہ مجھے پکڑ سکو۔ لیکن کیونکہ تم میرے بیٹے ہو اس لیے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کچھ عرصے کے لیے بلکل غائب ہو رہا ہوں میں۔ موت کے فرشتہ بھی چاہے تو مجھے ڈھونڈ نہیں سکتا" ایک تکبر بھر قہقہہ ابھرا تھا۔ہارون کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔

"ہاں اپنی خالہ اور خالو کی وفات پر تعزیت قبول کرو۔ خالہ تو تمہاری فوراً ہی مر گئی تھی۔ مگر اس شہیر کو جب تک میری بندوں نے اچھا خاصا مارا نہیں اس کی جان نکل ہی نہیں رہی تھی۔ بڑی ہمت والا تھا۔اپنی بیوی کی موت پر پاگل ہو رہا تھا بیچارہ" ہارون کا مزید سننا براشت سے باہر ہو گیا اس نے پوری قوت سے موبائل زمین پر مارا۔ وہ چکنا چور ہو گیا تھا مگر سا کی باوجود وہ دیوانہ وار اسے پاؤں کی ضربوں سے مسلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم میرے باپ نہیں ہو سکتے ظالم۔۔ تم کسی کے بھی باپ نہیں ہو سکتے نہیں ہوں میں تمہارا بیٹا" ارد گرد کے لوگوں نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ چھوٹے قدم لیتا ہارون کے پاس آیا اور اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔

"وہ میرا باپ نہیں ہو سکتا" اس کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔ سنہری آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔ ماتھے کی رگ پھولی ہوئی تھی ایسے لگا رہا تھا کہ بس وہ پھٹ جائے گی۔

"ہمیں بھائی اور بھابھی کو واپس لے جانا ہے" ولی نے آنسوؤں کے درمیان اسے کہا تھا۔ وہ دونوں مر چکے تھے۔ جنہوں نے یہ کیا تھا ان کا پتہ پہلے سے ہی معلوم تھا۔

"اپنے ان آنسوں کو سنبھال کر رکھو ولی۔ ہمارے یہ آنسو ہمارے انتقام کی آگ کو بجھا دیں گے۔ ان کو اپنے اندر رکھو ان کو آگ بننے دو اور یہ آگ ظالموں کے لیے جہنم کی آگ بنا دو"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون بہت ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا۔ ہارون نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور شہر بانو کی طرف آ گیا کھڑکی سے ہاتھ اندر بڑھا کر شہر بانو کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

اس کا چہرے پر خون کے چند چھینٹے تھے۔ ہارون نے نرمی سے اس کا چہرہ صاف کیا دائیں آنکھ سے آنسو چہرے پر پھسل گیا۔ ہارون نے شہر بانو کی بے جان آنکھوں کی طرف دیکھا۔ ہارون کو وہ آنکھیں سب سے زیادہ جاندار لگا کرتی تھی سب سے زیادہ زندگی اس نے شہر بانو کی

آنکھوں میں دیکھی تھی۔دل پر ایک اور ضرب لگی تھی۔بہت تکلیف کے ساتھ اس نے ان دو بے جان مسکراتی آنکھوں کے اپنے ہاتھوں سے بند کیا تھا۔

آگے کیا ہوا کیسے ہوا سب ایک فلم کی طرح تھا۔کیسے وہ شہر بانو اور شہیر کی میت کو راولپنڈی لے کر آئے۔ان کے تمام رشتے دار جمع ہو رہے تھے مصطفیٰ کے والد شاہد اور حماد صاحب بھی آ گئے تھے۔ولی اور ہارون ان کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ تبھی اس نے وہاں پر عائزل کو دیکھا تین سال بعد وہاں وہ دور کھڑی تھی۔اس کے ساتھ شاید عنایہ کھڑی تھی اس کی آنکھیں نم تھیں وہ اتنی دور سے بھی جان گیا تھا کہ اس کی آنکھیں شہر بانو کی ان بے جان آنکھوں سے مختلف نہیں تھی دل پر ایک چوٹ لگی تھی۔

پرانے زخم پھر سے رسنے لگے تھے وہ سب سے معذرت کرتا وہاں سے نکل آیا۔عائزل نے وہاں اسے نہیں دیکھا تھا اور وہ اسے اپنی موجودگی سے خبردار کرنا چاہتا بھی نہیں تھا ابھی شاید سہی وقت نہیں تھا کہ وہ اس کے سوالوں کا حساب دے۔

شہر بانو اور شہیر کی وفات کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا ایک بہت بڑا خلا زندگیوں میں آ گیا تھا۔ پیچھے ایک خاموشی رہ گئی تھی کسی کے پاس کچھ تھا ہی نہیں کچھ کہنے کو تسلی یا حوصلے کے دو بول بھی بھاری لگتے تھے۔

آج وہ خان سے ملنے آئے تھے۔ وہ اس دن سے ہاسپٹل میں ہی تھا مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی۔ اسے بہت ہی خاموشی سے رکھا گیا تھا لیکن ہر جگہ یہ ہی محسوس کروایا جا رہا تھا کہ خان مر گیا ہے۔ وہ لوگ غم میں تھے لیکن حواس سلامت تھے اب مزید کسی کو جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے تھے۔

"کیسے ہو خان؟" مصطفی ساتھ بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ہارون نے بس ایک مسکراہٹ اچھالی تھی اور ولی وہ کمرے میں موجود شیشے کے پار دیکھنے میں مصروف تھا۔ سامنے سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی مگر اس کا شور یہاں تک نہیں آ رہا تھا۔

"ہم تو ٹھیک ٹھاک ہیں صاب مضبوط جان ہیں ام اتنا جلدی تم کو چھوڑ کر نہیں جائے گا" وہ تکیوں کے سہارے ٹیک لگا کر نیم دراز سا لیٹا ہوا تھا۔ آنکھوں کے گرد حلقے خشک لب اور

Clubb of Quality Content

نڈھال وجود بخوبی بتا رہے تھے کہ وہ کتنا ٹھیک ٹھاک ہے۔اس حادثے نے اس کی جسمانی اور ذہنی صحت کو کافی متاثر کیا تھا۔

"ماشاءاللہ میرا بہادر شیر "ہارون نے ایک تھپکی دی تھی۔

"ہم کو بوت افسوس ہوا تیری خالہ کا ہارون بھائی"اس کے چہرے پر نقاہت کے ساتھ ساتھ اب حقیقتاً دکھ ابھر آیا تھا۔

اس ذکر سے سب کے دل ایک بار پھر ڈوب گئے تکلیف سی تکلیف پھر سے ہونے لگی تھی۔

"اچھا خان اب تم ایک بات سنو"ہارون نے چہرے پر سنجیدگی تاری کرتے ہوئے کہا"تم اپنی فیملی کے ساتھ یہاں سے کسی دوسرے علاقے میں جاؤ گے یہاں تمہاری جان کو خطرہ رہے گا"

"لیکن میں وہاں کیسے رہوں گا؟"

"تمہیں ساری معلومات وہاں ولی بتا دے گا تمہیں اس بارے میں زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے ابھی کچھ دیر آرام کرو"

خان ہارون کی بات پر اثبات میں سر ہلاتا آنکھیں بند کر گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اتنی سی بات کرنے میں ہی اسے تھکاوٹ ہونے لگی تھی مصطفی نے پیار سے اس کی جانب دیکھا وہ بہت خوبصورت بچہ تھا لیکن سر پر باپ نہ ہونے اور کندھوں پر ماں اور بہنوں کی ذمہ داری نے اس کو اس کی عمر سے زیادہ بڑا کر دیا۔

غریبوں کا مسئلہ ہی یہ ہے کہ کھیلنے اور سیکھنے کی عمر میں انہیں زندگی سے لڑنا اور جیتنا پڑتا ہے۔

کچھ دیر تک وہ تینوں خاموش رہے خان تب تک گہری نیند سو چکا تھا۔

"مصطفی اور ولی میری بات سنو"

ہارون کھڑا ہوتا ہوا بولا ولی اور مصطفی اپنی اپنی سوچوں سے نکل کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہم اب وہی کریں گے جو ہم پہلے کرنے والے تھے ہمارا پلین بلکل نہیں بدلے گا۔ مصطفی ایک ہفتے کے اندر تم کر غیزستان چلے جاؤ اور ولی تم اپنے ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے اور اپنے "مخصوص "ذرائع سے پتہ کرواؤ گے کہ ہماری خبریں باہر کیسے پہنچ رہی ہیں۔ وہ لوگ خان تک کیسے پہنچے ؟"ہارون ہلکی مگر سنجیدہ آواز میں کہہ رہا تھ ولی اور مصطفی نے دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور میں اب ہشمت پور جاؤں گا۔ہم سب کو ایسا تاثر دینا ہے کہ یہ مشن بند ہو چکا ہے۔جب تک وہ دوبارہ سے اپنے کام کی طرف واپس نہیں آجاتے۔اب تو کچھ عرصے غائب رہے گا۔۔"

ہارون اب آگے بول رہا تھا کوئی اگلا لائحہ عمل کوئی اگلا منصوبہ وہ دونوں غور سے سن رہے تھے ہارون کی بھوری آنکھوں میں قہر تھا۔

اسی طرح ان کی اس خاموش جدوجہد کو دو سال گزر گئے۔جب اچانک سے پھر سے تین بچے غایب ہو گئے تھے۔ہارون نے فوراً سے پہلے ایکشن لیا تھا اور آج وہ اپنی منزل کے بے حد قریب پہنچ چکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842